دفاع رسالت و ناموسِ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی
ایمان افروز داستانیں

ترجمہ و تسہیل واجب الامۃ نحو نبی الرحمۃ

بنام

لبّیک یا رسُول اللہ ﷺ



مُصنّف
فضیلۃ الشیخ الدکتور
سید خلیل بن ابراہیم ملا خاطر
العزامی الحسینی الشافعی مدظلہ العالی

مترجم
ابو احمد محمد نعیم قادری رضوی



لبیک یا رسول اللہ ﷺ

بااہتمام:	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	اپریل 2018ء
قیمت	=/450 روپے



شبیر برادرز (رجسٹرڈ)
زبیدہ سنٹر 40، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

فہرست مضامین

انتساب

تمام اُن مجاہدینِ ناموسِ رسالت کے نام جو اپنی جان و مال، اور ہر قیمتی چیز سے بڑھ کر محبت رسول اللہ ﷺ کو مقدم رکھتے ہیں بالخصوص رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام جن کی دفاعِ رسول ﷺ میں قربانیاں ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

ابو احمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ

(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لبیك یارسول الله ﷺ

ہر سو ہے ایک صدا "لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
زمیں گونجی آسماں گونجا" لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حامی دینِ ہدیٰ ، محافظِ عصمتِ مصطفیٰ
ہے صحابہ کی اقتداء "لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کشتہ عشق مصطفیٰ ، فکر سرہندی و رضا
ملت پہ جاں سے فدا "لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

زنگی وایوبی کا دعا(۱) محمود و غوری کی صدا
ہے نعرہ ہر مجاہد کا "لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قاسم کی ایک التجاء اے مرد سُنی سن ذرا
ہے ہم سب کی بقا "لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱)۔۔۔ترانہ/نعرہ۔

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چند ضروری باتیں

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيأت اعمالنا من يهد الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادي له ونشهد ان لآ اله الا الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده و رسوله۔ اللهم صل على سيدنا و مولانا محمد وعلى اله وصحبه اجمعين ابد الآبدين برحمتك يا ارحم الراحمين

اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ کے ہاتھوں میں موجود کتاب "لبیک یا رسول للہ ﷺ" فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سید خلیل بن ابراهیم ملا خاطر العزامی الحسینی الشافعی" جو کہ مدینہ منورہ میں شیخ الحدیث وعلوم الحدیث ہیں کی کتاب " واجب الامة نحو نبی الرحمة ﷺ" کا ترجمہ وتسہیل ہے انتہائی قابل عزت برادر مکرم جناب شہباز وحید صاحب نے مجھے یہ کتاب بھیجی یہ اُن دنوں کی بات ہے کہ جب ختم نبوت کے قانون میں ترمیم کی گئی پھر مجاہدین ناموسِ رسالت کے پرزور احتجاج پر اس کو واپس لیا گیا غالباً یہ دسمبر 2017 کو میرے پاس آئی جب میں نے اس کی فہرست پر نظر ڈالی تو دل میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوئی کہ ہم صرف پاکستان والے ہی نہیں بلکہ مدینہ منورہ میں حدیث کا درس دینے والے بھی وہی جذبات رکھتے ہیں جو آج ہمارے دلوں میں موجزن ہیں اس کتاب کے مصنف، اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت دے مدینہ منورہ کی جانی پہچانی شخصیت ہیں انہوں نے اپنی اکثر تصانیف رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر ہی لکھی ہیں، ان کی اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک سچے عاشق رسول ﷺ ہیں اور اپنے میں دل وہی اعتقاد رکھتے ہیں جو صحابہ کرام کے تھے اور آج اہل سنت و جماعت کے سینوں میں محفوظ ہیں، آپ تقریباً دو سو سے زائد کتب کے مصنف ہیں، شافعی ہیں اور کتب شافعیہ پر خاصی دسترس رکھتے ہیں۔ میں

(مترجم) یہاں پر چند ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں جن کا معلوم ہونا اس کتاب کے مطالعہ کے لیے اشد ضروری ہے:

ہم نے اس کتاب کا ترجمہ کرتے ہوئے اس کتاب کی خوبصورتی میں اضافہ کرنے کے لیے چند باتوں کو مدنظر رکھا ہے۔

1۔ اس کتاب میں آیات قرآنیہ کا ترجمہ کرتے وقت حتی الامکان اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدی وسندی ومرشدی امام احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ القوی کا ترجمہ کنز الایمان لگایا ہے تاکہ ادب، عشق، اور ترجمہ قرآن میں تصحیح کا پہلو نہ چھوٹے۔

2۔ دورانِ ترجمہ ہم نے اس کتاب کو اشعار کے ساتھ مزین کیا ہے تاکہ پڑھنے میں لطف کا اضافہ ہو اور اس کے لیے ہم نے وہ اشعار منتخب کیے ہیں جو واقعتاً ہی کسی ماہر شاعر کے ہیں۔

3۔ تخریج کے متعلق انتہائی احتیاط کی گئی ہے اور جس کتاب سے تخریج کی گئی ہے اس کے اشاعتی ادارے کا نام اور سنِ اشاعت بھی نقل کیا ہے۔ تاکہ حوالہ تلاش کرنے میں مزید آسانی ہو۔

4۔ دورانِ ترجمہ ہم نے عقیدہ کی اصلاح اور بات کو آسان بنانے کے لیے معمولی سا تصرف بھی کیا گیا ہے تاکہ اس کتاب سے قارئین کو خوب نفع حاصل ہو۔

5۔ توجہ طلب عبارات کو "انڈر لائن" کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُنْفَرِدِ بِاِسْمِهِ الْاَسْنٰی ۝ اَلْمُخْتَصِّ بِالْمُلْكِ الْاَعَزِّ الْاَحْمٰی ۝ اَلَّذِیْ لَیْسَ دُوْنَهٗ مُنْتَهٰی وَلَاوَرَاءَهٗ مَرْمٰی ۝ اَلظَّاهِرُ یَقِیْنًا لَاتَخَیُّلًا وَلَاوَهْمًا ۝ اَلْبَاطِنُ تَقَدُّمًا لَاعَدَمًا ۝ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ رَحْمَةً وَّعِلْمًا ۝ وَاَسْبَغَ عَلٰی اَوْلِیَائِهٖ نِعَمًا عُمًّا ۝ وَبَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ عَرَبًا وَّ عَجَمًا ۝ وَاَزْكَاهُمْ مَحْتِدًا وَمَنْمًی ۝ وَ اَرْجَحَهُمْ عَقْلًا وَّ حِلْمًا ۝ وَاَوْفَرَاهُمْ عِلْمًا وَّ فَهْمًا وَاَقْوَاهُمْ یَقِیْنًا وَّعَزْمًا ۝ وَاَشَدَّهُمْ بِهِمْ رَأْفَةً وَّ رُحْمًا زَكَّاهُ رُوْحًا وَّ جِسْمًا ۝ وَحَاشَاهُ عَیْبًا وَّ وَصْمًا ۝ وَاٰتَاهُ حِكْمَةً وَّحُكْمًا ۝ وَ فَتَحَ بِهٖ اَعْیُنًا عُمْیًا وَ قُلُوْبًا غُلْفًا وَ اٰذَانًا صُمًّا ۝ فَاٰمَنَ بِهٖ وَعَزَّرَهٗ وَ نَصَرَهٗ مَنْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ فِیْ مُغْنَمِ السَّعَادَةِ قِسْمًا ۝ وَكَذَّبَ بِهٖ وَصَدَفَ عَنْ اٰیَاتِهٖ مَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الشَّقَاءَ حَتْمًا ۝ وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی ۝ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً تَنْمُوْ وَ تَنْمٰی ۝ وَعَلٰی اٰلِهٖ تَسْلِیْمًا۔

(ترجمہ) اللہ عزوجل ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں جو اپنے بلند نام میں یکتا، جو بلند نام کے ساتھ مخصوص ہے، وہی ہے جس کے سوا اور کوئی منتہی نہیں اور اس کے سوا کوئی مطلوب نہیں۔ وہ حقیقتاً ظاہر ہے، وہمی وخیالی نہیں۔ وہ باطن ہے تقدس کے اعتبار سے، معدوم ہونے کے اعتبار سے نہیں۔ رحمت وعلم سے تمام کائنات کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اپنے محبوبوں کو غایت کرم سے اپنی وافر نعمتوں سے نوازا۔

اس نے انہیں میں سے ان کی جانب ایسا بہترین رسول بھیجا، جو عرب وعجم میں بے مثل اور اصل ونسل، حسب ونسب اور اصالت میں ان میں سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ عقل وفراست ودانائی اور بردباری میں ان سے فزوں تر، علم وبصیرت میں ان سے زیادہ، یقین محکم اور عزم راسخ میں ان سے قوی تر، رحم وکرم میں ان پر سب سے زیادہ رحیم وشفیق، (اللہ عزوجل نے ہر قسم کی بشری آلودگیوں سے) ان کے روح وجسم کو مُصَفّٰی اور عیب ونقص سے ان کو منزہ رکھا۔ ایسی حکمت ودانائی سے ان کو

نوازا کہ جس نے اندھی آنکھوں، غافل دلوں اور بہرے کانوں کو کھول دیا۔

"وہی شخص آپ پر ایمان لاتا ہے اور آپ کی عزت ونصرت کرتا ہے جس کے نصیب میں اللہ عزوجل نے نیک بختی رکھی ہے اور وہی آپ کی تکذیب اور آپ کے معجزات سے روگردانی کرتا ہے کہ جس پر اللہ عزوجل نے بدبختی لازم کردی ہے کیونکہ جو اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔ اللہ عزوجل کا ان پر صلوٰۃ وسلام ہو اور ایسی رحمتیں ہوں جو ہمیشہ بڑھتی اور پھلتی پھولتی رہیں اور ان کے آل واصحاب پر بھی پورا اسلام ہو۔

آج کے اس پرفتن دور میں کہ امتِ مصطفیٰ ﷺ اپنے اوپر نبی اکرم ﷺ کے حقوق کو بھول چکی ہے، اور نبی رحمت ﷺ کی ناموس پر اعداءِ دین دن رات حملوں میں مصروف ہیں اس امر کی اشد ضرورت محسوس کی گئی کہ اس امت کو جگانے کے لیے کئی مردِ مجاہد میدانِ عمل میں نکلے اور نکل رہے ہیں لیکن وقت کا امام وہی ہوتا ہے جو محبت رسول ﷺ کا ایسا جام پیلائے کہ دنیا حقیر نظر آنے لگے ڈاکٹر محمد اقبال علیہ رحمۃ سے کسی نے امامت وقیادت کے متعلق سوال کیا کہ امام کیسا ہونا چاہیے تو آپ نے یوں فرمایا کہ:

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحبِ اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخِ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے
فتنہ ملتِ بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے

ضرورت اس امر کی ہے کہ امت مصطفیٰ ﷺ کو ان حقوق مصطفیٰ ﷺ سے آگاہ کیا جائے جو اس پر واجب ہیں، تاکہ وہ اپنے اوپر نبی اکرم ﷺ کے حقوق کو پہچان کر ان کو بحسن وخوبی ادا کریں، انہی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے یہ کتاب "واجب الامۃ نحو نبی الرحمۃ" لکھی گئی، علاوہ ازیں اس کتاب کی تالیف میں جو امور اسباب بنے ان میں سے کچھ یہ ہیں کہ:

(1) اکثرِ امت مصطفیٰ ﷺ اپنے نبی ﷺ کی سیرت، شمائل، سے ناواقف ہے، آج کل تو ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی ازواج کتنی تھیں اس کی قبور کہاں ہیں ہمارے اور ہمارے نبی ﷺ کے درمیان کتنے سال گزر گئے ہیں وغیرہ۔

(2) اکثر مسلمان نبی اکرم ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور عزت وتکریم نہیں کرتے اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج کا مسلمان اپنے نبی کو بھی انہی صفات کا حامل مانتا ہے جو خود اس کے اندر ہیں مطلب یہ کہ اس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کو جو اللہ تعالیٰ نے صفات عطاء فرمائی ہیں وہ اس بلکہ کسی بھی امتی کے لائق نہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی حاضری کو ناجائز وحرام، اور نبی اکرم ﷺ کے روضہ مبارک کی طرف منہ کر کے کوئی اور کلام تو دور کی بات کلام الٰہی قرآن مجید کی ایک آیت بھی پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں سوشل میڈیا پر اس کے کئی دلائل موجود ہیں۔

(3) بعض لوگ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ پر تہمت لگاتے ہیں کہ یہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں غلو ومبالغہ کرتے ہیں، ان کا یہ اعتراض نبی اکرم ﷺ کی سیرت اور نبی اکرم ﷺ کے حقوق کو نہ جاننے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مصطفیٰ ﷺ کی شان بیان کرنے کے انداز سے لاعلمی کی وجہ سے ہے ورنہ وہ کونسا مسلمان ہے جو یہ کہے کہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں مبالغہ کر کے غلو اور شرک کا دروازہ کھولا ہے، کیا یہ لوگ بھول گئے ہیں کہ ہم نے تو تمام دین نبی اکرم ﷺ کے صحابہ سے لیا ہے، ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو بھی نبی اکرم ﷺ کے اصحاب جن کے اسلام کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے کے ایمان میں شک کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

افسوس اس بات کا ہے کہ یہ کام یہود وہنود سے تو صادر ہوتے ہی ہیں لیکن بعض دعویٰ ایمان کرنے والے بھی اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔

(4) اس کتاب کا چوتھا سبب امت اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان تعلق کی کمزوری ہے، اور اس کمزوری کا سب سے بڑا سبب ہے کہ ہم لوگ لوگوں اور اپنے بچوں کے سامنے کفار کے بڑے بڑے لوگوں کی سیرت تو رکھتے ہیں لیکن اپنے نبی ﷺ کی سیرت جو کہ ہر عیب سے پاک ہے نہیں رکھتے اور اگر کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کے خصائل وشمائل کو بیان کرتے بھی ہیں تو آٹے میں نمک برابر، یا ان میں خلوص کی کمی کی وجہ سے لوگوں پر ان کی باتوں کا اثر نہیں ہوتا۔

نبی اکرم ﷺ اور امت کے درمیان لاتعلقی کا دوسرا سبب نبی اکرم ﷺ کی احادیث کو چھوڑ کر مشرکین وکفار کی نامور شخصیات کے اقوال سے دلائل دینا اور سبق حاصل کرنا بھی شامل ہے۔ بلکہ آج تو اس امت کا یہ حال ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مقابلہ میں وہ کافر ڈاکٹر کی بات کو زیادہ ترجیح دیتا ہے، یہ بھی نبی اکرم ﷺ کے حقوق سے بے خبری اور لاعلمی کا نتیجہ ہے۔

(5) امتِ مصطفیٰ ﷺ کا باوجود کثیر ہونے کے کفار اور یہود وہنود سے خوف رکھنا بھی نبی اکرم ﷺ کے حقوق اور نبی اکرم ﷺ کی شان سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُوشِكُ الأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا، فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ ۔ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزَعَنَّ اللهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ، فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الْوَهْنُ ۔ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ" ○

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قریب ہے کہ دیگر قومیں تم پر ایسے ہی ٹوٹ پڑیں جیسے کھانے والے پیالوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں" تو ایک کہنے والے نے کہا: کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں، بلکہ تم اس وقت بہت ہو گے، لیکن تم سیلاب کی جھاگ کے مانند ہو گے، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہارا خوف نکال دے گا، اور تمہارے دلوں میں {وہن} ڈال دے گا" تو ایک کہنے والے نے کہا: اللہ کے رسول! {وہن} کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ دنیا کی محبت اور موت کا ڈر ہے"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہود و ہنود کا ہمارے اوپر خوف دنیا کی محبت اور موت کا ڈر ہے اور یہ دونوں چیزیں نبی اکرم ﷺ سے برائے نام محبت کی پیداوار ہیں۔ اس لیے کہ جو نبی اکرم ﷺ سے سچی محبت کرتا ہے اس کو نہ دنیا کے مال سے محبت ہوتی ہے اور نہ موت کا ڈر۔

نوٹ: یہ حدیث اپنے تمام طرق سے صحیح ہے۔ ابو احمد غفرلہ۔

(6) حقوق مصطفیٰ ﷺ سے لاعلمی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اکثر علماء (جو کہ عربی کتب کے تراجم پر قادر ہیں) نے نبی اکرم ﷺ کی سیرت خصائص وشمائل وغیرہ پر لکھی جانے والی کتب کا ترجمہ نہ کر کے عوام کو بے خبر رکھا ہے اس لیے کہ انہیں کتب میں نبی اکرم ﷺ کی قدر و منزلت اور تمام انبیاء سے افضل ہونے کا بیان ہے۔

(7) حقوق مصطفیٰ ﷺ سے لاعلمی کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ اکثر مسلمان بالخصوص اہل مغرب کی ظاہری شکل وصورت اسلام اور نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کے موافق نہیں ہے، یہ یا تو ان کے اسلام سے انحراف کی وجہ سے ہے یا پھر غلبہ جہالت یا پھر مغرب کی تہذیب میں سما جانے کی وجہ سے ہے۔

()...(الكتاب: سنن أبي داود. المؤلف: أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (المتوفى: 27[illegible]هـ). المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد. الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت، كتاب الملاحم، باب تداعي الامم على الاسلام. ج٤، ص١١١)

(8) اکثر مشرقی و مغربی نام نہاد علماء کا نبی اکرم ﷺ کی شان سے جاہل ہونا بھی میری اس کتاب کا ایک سبب ہے، کہ اپنے اوپر اسلام کا لبادہ اوڑھنے والے ہی نبی الاسلام ﷺ کے حقوق سے ناواقف ہے تو دوسروں کا کیا کہنا؟؟؟۔

(9) اس کتاب کی تالیف کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہود، ہنود، اور نصاریٰ نے جو شکل اسلام اور نبی اکرم ﷺ کی سیرت اپنے پیروکاروں کے سامنے رکھی ہے چاہے وہ مجلات میں ہے یا رسائل وغیرہ میں ان کا قلع قمع کرنا اور نبی اکرم ﷺ کی حقیقت سے لوگوں کو آگاہ کرنا۔ اس لیے کہ آج کل کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی سیرت کو کسی مستند عالم سے نہیں بلکہ یہود و ہنود اور نصاریٰ، کے پادریوں، پنڈتوں، اور راہبوں سے حاصل کرتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ نبی اکرم ﷺ کے حقوق سے کوسوں دور ہو جاتے ہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ کو اپنے جیسا گمان کرتے ہیں۔

(10) یہود و نصاریٰ کو یہ معلوم ہے کہ مسلمان ہر نبی پر ایمان رکھتا ہے اور ان میں سے کسی کا بھی انکار نہیں کرتا اور تمام انبیاء کرام کے ساتھ محبت اور ان پر ایمان ہی اس کی سب سے بڑی طاقت ہے اس لیے انہوں نے اسی طاقت کو مٹانے کے لیے طرح طرح کے انداز اختیار کیے انہی میں سے ایک انبیاء کرام کے حقوق کو لوگوں سے نکالنا بھی شامل ہے۔

(11) اس بات کی بھی اشد ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے اندر یہ عقیدہ پیدا کریں کہ نبی اکرم ﷺ تمام مخلوق سے افضل، تمام کے سردار، تاجدارِ ختم نبوت و رسالت، تمام نبیوں کے سردار اور امام ہیں اور تمام انبیاء انہی کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔

(12) آج نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسے اقوال پھیلا دیے ہیں جن کو دیکھ کر امتِ مصطفیٰ ﷺ کو اپنے نبی یعنی محمد ﷺ کی خصوصیات، اخلاق و شمائل کم نظر آتے ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ تو نبی اکرم ﷺ کی شان میں اضافہ ہو رہا ہے اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء کرام کو نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے کا حکم تھا، تو اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ شان ہے تو ہمارے نبی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھی نبی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان بیان کرنے سے ہمارے نبی کی شان کم نہیں بلکہ زیادہ ہی ہوتی ہے (جو کہ پہلے ہی کمی سے دور ہے)

ان تمام اسباب کو مدنظر رکھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی سیرت کی طرف متوجہ ہونا اشد ضروری ہے تا کہ نبی اکرم ﷺ کی محبت میں آپ کے اخلاقِ کریمانہ کو اپنانے میں اور آپ کی سنتوں پر عمل کرنے میں اضافہ ہو، اور یہ بھی معلوم ہو کہ ہمارے نبی کی وہ شان نہیں جو کفار و مشرکین بیان کرتے ہیں بلکہ ہمارے نبی کی شان وہ ہے جس کو اصحاب رسول ﷺ نے بیان کیا۔

الغرض یہ کہ کفار کے ظلم، خوف، اور تحکم سے نجات کے لیے مسلمانوں کا اپنے رب اور اپنے نبی ﷺ کے حقوق پر عمل کرنا اشد ضروری ہے، میں سمجھتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ کی ناموس اور ختم نبوت پر حملے، اعداء اسلام کا مسلمانوں پر ظلم، ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے، ہم کو چاہیے کہ ہم نبی اکرم ﷺ سے ایسی ہی محبت کریں جیسی نبی اکرم ﷺ کے

اصحاب نے آپ سے کی ہے بیشک نبی اکرم ﷺ کے مقام کو زوال نہیں، آپ ﷺ کی جو قدر و منزلت اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہ ختم ہونے والی نہیں اور اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی ایسا مرد پیدا فرمایا جو لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کے حقوق سے آگاہ کرتا رہا۔

اس کتاب میں ہم آپ کے سامنے چار فصلیں رکھیں گے جن کا تعارف درج ذیل ہے:

فصل اوّل:

نبی اکرم ﷺ کی محبت اور تعظیم و توقیر کا بیان۔

فصل دوم:

نبی اکرم ﷺ کی اطاعت اور نبی اکرم ﷺ کی سنت کی حفاظت اس لیے کہ مسلمانوں کو ان دونوں کی حاجت ہے، ان دونوں فصلوں میں اختصار کے ساتھ کام لیا جائے گا۔

فصل سوم:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ پر جان فدا کرنے، آپ کی مدد کرنے، اور آپ کو ایذاء دینے والے کو سزا یا قتل کرنے کے بارے میں نظریہ۔ یہی فصل ہماری کتاب کی اصل ہے اور یہی فصل ہماری اس کتاب کا مقصد ہے۔

فصل چہارم:

رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دینے والوں کی سزا کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں تحقیق کی جائے گی، انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کتاب کو آیاتِ قرآنیہ احادیث نبویہ ﷺ اور اقوال ائمہ و علماء کے ساتھ مزین کریں گے، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے میرے اس مشن میں کامیابی سے نوازے اور اس کتاب سے میری حقیقی غرض کو پورا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔ (ترجمہ بتصرف)

ابو ابراھیم

خلیل بن ابراھیم ملّا خاطر العزّامی

(استاذ الحدیث و علوم الحدیث مدینہ منورہ)

چند نا قابلِ فراموش حقائق

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ جو آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے (العیاذ باللہ من ذلک) تو اس کے بارے میں امت کا کیا مؤقف ہونا چاہیے؟؟ ہم اس سوال کے جواب میں چند حقائق آپ کے سامنے رکھتے ہیں جن سے اس سوال کا جواب بالکل واضح ہو کر آپ کے سامنے آجائے گا اور آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ کتنا اہم اور اسلام کا بنیادی واساسی عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ مطالعہ کی توفیق کے ساتھ ساتھ محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عدل پسند کی بھی توفیق دے آمین۔

(1) اللہ تعالیٰ اور تحفظِ رسالت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (۱)

ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی اور کافروں کی بات نیچے ڈالی اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کئی چیزوں کو بیان فرمایا ان میں سے چند یہ ہیں:

(1) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرمائی اور یہ نصرت کوئی ایک دو دن کی نہ تھی بلکہ ہمیشہ کے لیے

---

(۱)...﴿التوبة:۴۰﴾

ہے۔اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی اس وقت مدد فرمائی جب غار میں سوائے آپ ﷺ کے یار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی نہ تھا تو اس وقت جب کہ آپ کے ساتھ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت ہے تو کیوں نہ مدد فرمائے گا۔

(2) اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سکینہ نازل فرمایا۔

(3) فرشتوں کی فوج کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی مدد فرمائی۔

(4) اللہ تعالیٰ نے اپنا بول بالا فرمایا۔

(5) کفار کو رسوا کیا۔

اس کے باوجود جب اس زمانہ کے مسلمانوں نے اپنے نبی علیہ السلام کے دین پر نبی اکرم ﷺ کی مدد نہ کی تو یہی ان کے ایمان، اپنے رب کے ساتھ تعلق اور نبی اکرم ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ کی اطاعت کی کمزوری کا سبب بنا۔

(2) انبیاء کرام، مخلصین اور صادقین پر نبی اکرم ﷺ کی ناموس کا تحفظ فرض ہے:

اللہ تعالیٰ اپنے مومن اور مخلص فی الدین لوگوں کی صفات کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیٰرِهِمْ وَ اَمْوٰلِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ" ۝[1]

ترجمہ: جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے وہی سچے ہیں۔ (کنز الایمان)

بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی نبی اکرم ﷺ کی مدد و نصرت کا عہد لیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝[2]

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف

---

(1)...﴿الحشر:۸﴾

(2)...﴿آل عمران:۸۱﴾

لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

مطلب یہ کہ کسی کی مدد و نصرت کا واجب ہونا اس مدد و نصرت میں ہر چیز کو قربان کر دینے کا تقاضا کرتا ہے چاہے وہ مال ہو یا اولاد یا ماں باپ یا اپنی جان، یعنی جس طرح بھی نصرت و مدد ہو سکے کرد چاہے جان بچتی ہے یا جاتی ہے۔

(3) امت پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر چیز سے مقدم جاننا واجب ہے:

اللہ تعالیٰ نے امتِ مصطفیٰ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر چیز سے مقدم جاننا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کو اپنی جانوں اور رضا سے مقدم جاننا، اپنی خواہشات کو بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش کے تابع کرنا واجب فرمایا، اسی لیے ہی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ

ترجمہ: مدینہ والوں اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ سے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں۔

یہ عتاب اور تنبیہ زندہ اور ایمان سے معمور دلوں کے لیے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے نزدیک ہر چیز سے مقدم جانو، خواہشات و رغبات تو دور کی بات اپنی جانوں سے بھی مقدم جاننا لازم و واجب ہے۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلنَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ (۱)

ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو تمام محبتوں سے مقدم کرنا واجب ہے:

اللہ تعالیٰ نے امتِ مصطفیٰ پر یہ بھی لازم کیا ہے کہ وہ اپنی تمام محبتوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو مقدم جانیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تمام محبتوں کا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا:

---

(۱)...(الاحزاب: 6)

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (۱)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

اس آیت سے جو اللہ تعالیٰ بتانا چاہتا ہے وہ اہل قلوب میں سے کسی پر مخفی نہیں۔ اسی طرح خود نبی اکرم ﷺ نے بھی اسی بات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ:

عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا، يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ" (۲)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رواہت ہے کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے اپنے بال بچوں، اس کے ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ اسے محبوب نہ ہو جاؤں۔

ایک اور روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ، مِمَّا ذُكِرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ" (۳)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس ذات کی قسم، جس

(۱)...﴿التوبة:۲۴﴾

(۲)...(صحیح البخاری/الإیمان، باب حب رسول الله ﷺ من الایمان۸ (۱۵)، صحیح مسلم/الإیمان، باب وجوب محبة رسول الله ﷺ اکثر من الاهل و الولد و الوالد و الناس اجمعین ۱۶ (70)، سنن ابن ماجه/المقدمة ۹ (۶۷)، مسند احمد (۳/۱۷۷، ۲۰۷، ۲۷۵، ۲۷۸)، سنن الدارمی/الرقاق ۲۹ (۲۷۸۳) (صحیح)

(۳)...(صحیح البخاری/الإیمان، باب حب رسول الله ﷺ من الایمان)

کے دست قدرت میں میری جان ہے ! تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے بیوی بچوں اور اس کے ماں باپ سے زیادہ اسے محبوب نہ ہو جاؤں"۔

مسلم شریف کی ایک روایت میں "لا یؤمن عبد" اور ایک روایت میں "لا یؤمن رجل" کے الفاظ ہیں۔(۱)

"عن عَبْدَ اللهِ بْنَ هِشَامٍ، قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »لاَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ« فَقَالَ لَهُ عُمَرُ فَإِنَّهُ الآنَ، وَاللهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »الآنَ يَا عُمَرُ« (۲)

ترجمہ: عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوا میری اپنی جان کے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا) جب تک میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: پھر واللہ! اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، عمر! اب تیرا ایمان پورا ہوا۔

اس مذکورہ آیت کریمہ اور ان احادیث سے، جان، والدین، بیوی بچے، بہن بھائی، خاندان، اور تمام لوگوں، مال، تجارت، اور گھروں اور بنگلوں وغیرہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی تقدیم واضح ہو جاتی ہے، اور اگر ان میں سے کسی کی بھی محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے مقدم ہوئی تو اس کا جواب خود نبی اکرم ﷺ نے ماقبل حدیث میں دے دیا۔

جو آدمی ہر چیز سے بڑھ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو مقدم رکھتا ہے وہی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ

---

(۱) (صحیح مسلم، فی الکتاب والباب السابقین، رقم: 69)

(۲) (صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب کیف کانت یمین النبی ﷺ، رقم: 6632)

صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی مقرب، صاحب ایمان اور ایمان کی حلاوت ومٹھاس کو پانے والا ہے۔ اسی لیے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ (۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پالے گا، ایک یہ کہ وہ شخص جسے اللہ اور اس کا رسول ان کے ماسوا سے زیادہ عزیز ہوں اور دوسرے یہ کہ جو کسی بندے سے محض اللہ ہی کے لیے محبت کرے اور تیسری بات یہ کہ جسے اللہ نے کفر سے نجات دی ہو، پھر دوبارہ کفر اختیار کرنے کو وہ ایسا برا سمجھے جیسا آگ میں گر جانے کو برا جانتا ہے۔

اب جس آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتاً تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہوں وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت نہ کرے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل وجان سے احترام نہ کرے، اپنے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خدمت کے لیے فنا نہ کرے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس اور دین اسلام پر حملوں کا دفاع نہ کرے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا، اور اگر کوئی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود مذکورہ کام نہ کرے تو سمجھ لیجئے کہ یہ دعویٰ محبت میں کذاب اکبر ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے:

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی حفاظت وعصمت کا ذمہ خود لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائے گا، اور اللہ تعالیٰ نے کئی فرشتوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے پر مقرر فرمایا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (۲)

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب الایمان باب حلاوۃ الإیمان باب الحب فی اللہ باب: من کرہ أن یعود فی الکفر کما یکرہ أن یلقی فی النار من الإیمان باب من اختار الضرب والقتل والهوان علی الکفر رقم 16، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب خصال من اتصف بهن وجد حلاوۃ الایمان رقم: 67،68)

(۲)...﴿المائدۃ:۶۷﴾

ترجمہ: اے رسول پہنچا دو جو کچھ اُترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے بے شک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔

اب نبی اکرم ﷺ نے تو تبلیغ فرمادی اور اس تبلیغ کی شہادت خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے علاوہ ازیں کئی احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے کہ حضور علیہ السلام نے "اللھم اشھد" فرمایا۔

"حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) بیان کرتی ہیں کہ ایک رات نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نیند نہیں آرہی تھی۔ آپ نے فرمایا کاش! میرے اصحاب میں سے کوئی نیک شخص آج رات میری حفاظت کرتا' اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ کہا گیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں سعد ہوں اور آپ کی حفاظت کے لیے آیا ہوں۔ پھر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سو گئے حتی کہ ہم نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی۔ (۱)

علامہ قرطبی متوفی ٦٦٨ھ نے اس حدیث کو صحیح مسلم کے حوالے سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

"کہ ہم اسی حال میں تھے کہ اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ آپ نے فرمایا کون ہے؟ انہوں نے کہا ہم سعد اور حذیفہ ہیں۔ آپ کی حفاظت کے لیے آئے ہیں' پھر آپ سو گئے' حتی کہ ہم نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی اور یہ آیت نازل ہوئی' پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنا سر خیمہ سے باہر نکالا اور فرمایا: اے لوگو! واپس جاؤ بے شک اللہ نے میری حفاظت کر لی ہے۔ (۲)

اللہ تعالیٰ کا نبی اکرم ﷺ کی حفاظت فرمانے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غایت درجہ کی محبت وعنایت فرماتا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رسول اللہ ﷺ کا پہرا دینا بھی صحابہ کرام کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بے مثال محبت کی دلیل ہے اس لیے کہ حفاظت کرنے والے کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ دشمن کس طرف سے حملہ کرے گا، اس لیے وہ موت اور دفاع کے درمیان ہوتا ہے، لیکن جس کی حفاظت وہ ذات کرے جو ہر پوشیدہ چیز سے واقف ہے تو اس کو کوئی کیسے نقصان دے سکتا ہے۔

---

(۱)... (صحیح البخاری' ج [illegible] رقم الحدیث [illegible] ج [illegible] رقم الحدیث [illegible] صحیح مسلم' فضائل الصحابہ [illegible] سنن ترمذی ج [illegible] رقم الحدیث [illegible] صحیح ابن حبان' ج [illegible] رقم الحدیث [illegible] مصنف ابن ابی شیبہ' ج [illegible] ص [illegible] مسند احمد' ج [illegible] ص [illegible] طبع قدیم' مسند احمد' ج [illegible] رقم الحدیث [illegible] طبع دار الفکر' مسند احمد (احمد شاکر) ج [illegible] رقم الحدیث [illegible] فضائل الصحابہ للنسائی' رقم الحدیث [illegible] المستدرک' ج [illegible] ص [illegible] تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر' ج [illegible] ص [illegible] کنز العمال' ج [illegible] رقم الحدیث [illegible])

(۲)... (الجامع الاحکام القرآن' جز [illegible] ص [illegible] مطبوعہ دار الفکر [illegible])

فرشتے دفاعِ رسول پر مقرر ہیں:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ أَبُو جَهْلٍ هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ قَالَ فَقِيلَ نَعَمْ، فَقَالَ وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى لَئِنْ رَأَيْتُهُ يَفْعَلُ ذَلِكَ لَأَطَأَنَّ عَلَى رَقَبَتِهِ، أَوْ لَأُعَفِّرَنَّ وَجْهَهُ فِي التُّرَابِ، قَالَ فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي، زَعَمَ لِيَطَأَ عَلَى رَقَبَتِهِ، قَالَ فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ إِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِي بِيَدَيْهِ، قَالَ فَقِيلَ لَهُ مَا لَكَ؟ فَقَالَ إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَهُ لَخَنْدَقًا مِنْ نَارٍ وَهَوْلًا وَأَجْنِحَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »لَوْ دَنَا مِنِّي لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا«(۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے اپنے ساتھیوں سے کہا: کیا میں تمہارے سامنے (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا منہ خاک آلود کروں؟ لوگوں نے کہا: ہاں اس نے کہا: میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو میں ان کے گردن کو اپنے پیروں سے روندوں گا، اسے بتایا گیا کہ دیکھو وہ سامنے نماز پڑھ رہے ہیں، وہ آپ کی گردن کو روندنے کے لئے آگے بڑھا، پھر فوراً الٹے پاؤں لوٹ آیا اور اپنے ہاتھوں سے اپنا بچاؤ کر رہا تھا، لوگوں نے اس سے پوچھا: اے ابوالحکم! کیا ہوا، کیوں واپس آگئے؟ اس نے کہا: میرے اور ان کے درمیان آگ کی خندق ہے اور اس میں ہولناک چیزیں ہیں، پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اگر یہ ذرا بھی میرے قریب آتا تو فرشتے اس پر جھپٹ پڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔

(6) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استہزا کرنے والوں کو اللہ کافی ہے:

اللہ تعالیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استہزا کرنے والوں کو کافی ہے اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحمت

---

(۱)... (أخرجه مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب باب قوله: إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَى أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَى) (2797) (38). إسناده صحيح على شرط مسلم، والنسائي في الملائكة من "الكبرى" كما في "تحفة الأشراف" 92/10، وأبو عوانة في المعجم كما في "إتحاف المهرة" 5/ورقة 185، وابن حبان (6571)، وأبو نعيم في "دلائل النبوة" (158)، والبيهقي في "دلائل النبوة" 189/2، والبغوي في "معالم التنزيل" 4/507-508 من طرق عن معتمر بن سليمان بهذا الإسناد وأخرجه الطبري في "تفسيره" 256/30 عن محمد بن عبد الأعلى، عن محمد بن ثور، عن أبيه ثور، عن نعيم بن أبي هند به. وفي الباب عن ابن عباس سلف مختصراً دون ذكر الآيات في آخره برقم (2225) (الوسيط ج، ص 529 دار الكتب العلميه بيروت 1415ھ)

میں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۝ اِنَّا كَفَيۡنٰكَ الۡمُسۡتَهۡزِءِيۡنَ ۝ الَّذِيۡنَ يَجۡعَلُوۡنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ‌ ۚ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ (۱)

ترجمہ: تو اعلانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو، بیشک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں، جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں تو اب جان جائیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعۡيُنِنَا‌ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ حِيۡنَ تَقُوۡمُ (۲)

ترجمہ: اور اے محبوب تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بیشک تم ہماری نگہداشت میں ہو اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو جب تم کھڑے ہو۔

- اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ہر دشمن کو جواب دیا دو مثالیں قرآن سے پیش کرتا ہوں۔

(1) امام احمد بن سعد اور امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) سے روایت کیا ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سب سے بڑے بیٹے حضرت قاسم تھے، پھر حضرت زینب تھیں، پھر حضرت عبداللہ تھے، پھر حضرام کلثوم تھیں،، پھر حضرت رقیہ اور پھر حضرت فاطمہ تھیں، پس حضرت قاسم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) فوت ہو گئے اور وہ مکہ میں سب سے پہلے آپ کی اولاد میں سے فوت ہونے والے تھے، پھر حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) فوت ہو گئے۔ س وقت العاص بن وائل السہمی نے کہا، ان کی نسل منقطع ہو گئی اور یہ ابتر (جڑ کٹے) ہیں، اس موقع پر یہ آیت نازل فرمائی:

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ (۳)

---

(۱)... ﴿الحجر: ۹۴،۹۵،۹۶،۹۷﴾

(۲)... ﴿الطور: ۴۸﴾

(۳)... ﴿الکوثر: ۳﴾

بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم (اور ابتر یعنی مقطوع النسل) ہے۔(۱)

(2) حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: " وانذر عشیرتک الاقربین "(۲) تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گھر سے نکلے حتیٰ کہ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے ندا کی: " یاصباحاہ " (ہوشیار ہو جاؤ صبح ہو گئی ہے، کسی خطرہ سے خبردار کرنے کے لئے "یاصباحاہ" کہا جاتا ہے) لوگوں نے کہا، یہ کون ہے؟ اور سب آپ کے پاس جمع ہو گئے، پھر آپ نے فرمایا: یہ بتاؤ اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ گھڑسواروں کا ایک لشکر اس پہاڑ کے پیچھے سے آرہا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا: ہم نے آپ سے کبھی جھوٹی خبر نہیں سنی، تب آپ نے فرمایا: میں تم کو ڈرا رہا ہوں کہ تمہارے سامنے عذابِ شدید ہے، ابولہب نے کہا، تمہارے لئے ہلاکت ہو، کیا تم نے ہم کو اس لئے جمع کیا تھا پھر وہ کھڑا ہو گیا، اس موقع پر یہ سورت نازل ہوئی:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ (۳)

تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔(۴)

"تبت" کا معنی

سورۃ "اللھب" :۱ میں " تبت " کا لفظ ہے، اس کا مصدر " تب " اور " تباب " ہے علامہ راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ ھ لکھتے ہیں: اس کا معنی ہے: دائمی نقصان " تبت یدا ابی لھب " کا معنی ہے: ابولہب دائمی نقصان میں رہے۔

پس اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو آپ کے اعداء کے شرور میں کافی ووافی ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ جس نے بھی نبی اکرم ﷺ کا مذاق اُڑایا اللہ تعالیٰ نے اس کو عبرت ناک سزا دی۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کی مدد ونصرت کو کافی ہے تو مسلمان نبی اکرم ﷺ کی ناموس کا دفاع کرنا چھوڑ دیں اور دشمنانِ رسول اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آنے کا انتظار کریں۔ بلکہ امت پر بھی نبی اکرم ﷺ کی ناموس کی حفاظت فرض ہے جیسا کہ انشاء اللہ آگے،

---

(۱)... (الدر المنثور ج،ص،دار احیاء التراث العربی بیروت) (الطبقات الکبریٰ ج،ص 106، دار الکتب العلمیہ، بیروت، تاریخ دمشق الکبیر ج، ص 69 دار احیاء التراث العربی بیروت،)

(۲)...(الشعراء)

(۳)...﴿اللھب:۱﴾

(۴)... (صحیح البخاری رقم الحدیث: صحیح مسلم رقم الحدیث: 208-355 ابن منده رقم الحدیث: دلائل النبوۃ للبیہقی ج،ص 181-182 صحیح ابن حبان رقم الحدیث: شرح السنۃ رقم الحدیث: مسند احمد ج،ص مسند احمد ج،ص مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

قرآن وحدیث اور آثار صحابہ کی روشنی میں واضح ہو جائے گا اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ اُس مقام پر پہنچنے سے پہلے ہی آپ کے دل میں تحفظ ناموس رسالت کی فرضیت گھر کر جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ ابو احمد غفرلہ"

(7) اللہ تعالیٰ نے امت پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر فرض فرمائی ہے:

اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ ﴿۸﴾ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا (۱)

ترجمہ: بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا، تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۲)

ترجمہ: وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا وہی بامراد ہوئے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ

والتعزیر المبالغۃ فی التعظیم

ترجمہ: تعظیم میں مبالغہ کرنے کو تعزیر کہتے ہیں۔

والتوقیر ھو الاحترام و الاجلال و الاعظام و التبجیل فھو اعلی من مقام المحبۃ

ترجمہ: احترام کرنے، عزت دینے، تعظیم کرنے، اور بزرگی دینے کو توقیر کہتے ہیں اور یہ محبت کے مقام سے اعلیٰ مقام ہے۔ (۳)

• جب آپ اس بات کی طرف نظر کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں بلکہ جمیع مخلوق پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و

---

(۱)...﴿الفتح:۹﴾

(۲)...﴿الاعراف:۱۵۷﴾

(۳)...(واجب الامۃ نحو نبی الرحمۃ، ص29)

اطاعت لازم فرمائی ہے اور نبی اکرم ﷺ کو تمام انبیاء کرام سے افضل واعلیٰ فرمایا ہے تو آپ کو اس بات کا علم ہو جائے گا کہ محبت کے درجات میں سے اعلیٰ درجہ توقیر و تعظیم کا ہے۔

تو مطلب یہ ہوگا کہ نبی اکرم ﷺ پر اپنی جان و مال کی بازی لگا کر آپ کی ناموس پر کفار کے حملوں کو روکنے والے اور آپ کے دفاع میں کفار کا سر کچلنے والے، ہی بامراد اور کامیاب لوگ ہیں۔

اسی آیت کی ترجمانی کرتے ہوئے شیخ شرف الدین بوصیری علیہ الرحمۃ القوی نے بارگاہ نبوت رسالت میں عرض کی کہ:

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ — فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ

دَعْ مَا ادَّعَتْہُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّہِمْ — وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحاً فِیْہِ وَاحْتَکِم

فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ — وَانْسُبْ عَلٰی قَدْرِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٖ

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللہِ لَیْسَ لَہٗ حَدٌّ — فَیُعْرِبُ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٖ[1]

(نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے محاسن و کمالات میں شریک سے پاک ہیں ان کی ذات پاک میں حسن و خوبی کا جو جوہر ہے وہ غیر منقسم ہے۔ اتنی بات تو چھوڑ دے جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں اِدّعا کیا (یعنی خدا اور خدا کا بیٹا) اسے چھوڑ، باقی حضور کی مدح میں جو کچھ تیرے جی میں آئے کہہ اور مضبوطی سے حکم لگا۔ تُو ان کی ذات پاک کی طرف جتنا شرف چاہے منسوب کر اور ان کے مرتبہ کریمہ کی طرف جتنی عظمت چاہے ثابت کر اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل کی کوئی انتہا ہی نہیں کہ بیان کرنے والا، کیسا ہی گویا ہو، اسے بیان کر سکے۔

خلاصہ وہی جو محقق دہلوی فرما گئے کہ:

مخواں اُو را خدا از بہرِ حفظِ شرع و پاسِ دیں
دِگر ہر وصف کہ میخواہی اندر مدحش اِملا کن

دین کی پاسداری اور شریعت کی حفاظت کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خُدا نہ کہو اس کے علاوہ ان کے دوسرے اوصاف جو چاہو ان کی مدح وثنا میں لکھو۔ (فافہم)

---

(1) (قصیدہ بردہ شریف مترجم ص ۲۷، ۲۸)

(8) بیعتِ عقبہ اور تحفظ ناموسِ رسالت:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب نبی اکرم کے دست رحمت بیعت کرتے تو نبی اکرم ﷺ ان کے لیے شرط لگاتے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے ہر اس چیز کو دور کریں گے جس کو وہ اپنے آپ، اپنی اولاد اور ازواج سے دور کرتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ سے مروی حدیث میں ہے کہ:

فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ، عَلَى مَا نُبَايِعُكَ؟ قَالَ "تُبَايِعُونِي عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي النَّشَاطِ وَالْكَسَلِ، وَعَلَى النَّفَقَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَعَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَعَلَى أَنْ تَقُولُوا فِي اللهِ لَا يَأْخُذُكُمْ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَعَلَى أَنْ تَنْصُرُونِي إذا قدمت عَلَيْكُمْ، وَتَمْنَعُونِي مَا تَمْنَعُونَ مِنْهُ أَنْفُسَكُمْ وَأَزْوَاجَكُمْ وَأَبْنَاءَكُمْ، فَلَكُمُ الْجَنَّةُ"، (۱)

ترجمہ: ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم کس بات پر آپ کی بیعت کریں؟؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس بات پر میری اطاعت کرو کہ خوشی اور کسلمندی میں میری اطاعت اور فرمانبرداری کرو گے، تنگی اور خوشحالی میں خرچ کرو گے، نیکی کا حکم دو گے برائی سے منع کرو گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کلام کرو گے اور اس بات پر بیعت کرو کہ جب میں تمہارے پاس آیا (یعنی میرا دین یا میری ناموس کا مسئلہ آیا) تو تم میری مدد کرو گے اور میرا ہر اس چیز سے دفاع کرو گے جس کا تم اپنے آپ اپنی ازواج، اور اپنی اولاد سے کرتے ہو (یعنی مجھ پر کسی بھی طرح ہونے والے اعداء دین کے حملوں میں میرا دفاع کرو گے) اس پر (میں تم کو) جنت کی بشارت دیتا ہوں۔

علاوہ ازیں بھی اس قسم کی کئی احادیث ہیں جو متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں الغرض اس حدیث میں مدد و نصرت اور نبی اکرم ﷺ سے ہر نقصان دہ چیز کو دفعہ کرنے کا وجوب اس راہ میں مال، جان، بیوی بچے، والدین الغرض ہر چیز کو قربان کر کے نبی اکرم ﷺ کی مدد و نصرت اور آپ کی ناموس پر حملوں کے دفاع کے مقدم ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔ (فافہم)

---

(۱)... (إسناده صحيح على شرط مسلم. ابن خثيم: هو عبد الله بن عثمان بن خثيم. وأبو الزبير: هو محمد بن مسلم بن تدرس، وقد صرح بالسماع عند البيهقي، وما بين الحاصرتين من "المستدرك" "الدلائل". وأخرجه الحاكم 2/624-625، وعنه البيهقي في "الدلائل" 2/443-444 عن محمد بن إسماعيل المقرئ، عن محمد بن إسحاق بن إبراهيم، بهذا الإسناد، وصحح الحاكم إسناده ووافقه الذهبي. وأخرج أحمد 3/339-340 عن إسحاق بن عيسى، عن يحيى بن سليم، به. وقد تقدم عند المؤلف برقم "6274" من طريق عبد الرزاق عن معمر، عن ابن خثيم.)

پھر میں نبی اکرم ﷺ کے اصحاب پر لاکھوں جانیں قربان کروں کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ نے حضور علیہ السلام سے کی ہوئی بیعت کو عملی جامہ بھی پہنایا اور ہر جگہ نبی اکرم ﷺ کی مدد اور آپ کا دفاع کر کے زمانہ کو بتادیا کہ "اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے" جیسا کہ انشاء اللہ ہم فصل سوم میں بیان کریں گے اور یہی ہماری اس کتاب کا مرکزی مقصد ہے۔

(9) محبت خدا کے دعویٰ کا معیار:

جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک معیار بھی مقرر فرمایا ہے، اور وہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع ہے صرف اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت کو پایا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا:

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ" (۱)

ترجمہ: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ہادی امم بنا کر بھیجا ہے تو نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے ہی اس عالم دنیا میں اعلان کرایا کہ "اے محبوب فرمادو کہ "میرے فرمانبردار بن جاؤ" تا کہ تم سلامتی اور امن کو پالو اور تم کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور بخشش کا پروانہ مل جائے، تو اب جو نبی اکرم ﷺ سے دشمنی رکھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی اتباع نہیں کرے گا، یا آپ کے لائے ہوئے دین سے انحراف کرے گا وہ گمراہ و بدین ہوگا اور اس کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے کچھ بھی نصیب نہیں ہوگا۔ اور جو نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرے گا آپ کے اور آپ کے اصحاب کے طریقہ پر چلے گا وہ نجات پا جائے گا اور سعادت مندی اس کا مقدر ہوگی، مطلب یہ کہ اب بھی ہر اس شخص کو جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے نبی اکرم ﷺ کی مسلسل صدا آرہی ہے کہ "میرے فرمانبردار ہو جاؤ، میرے فرمانبردار ہو جاؤ، میرے فرمانبردار ہو جاؤ" تا کہ تم کو اللہ اپنا محبوب بنالے اور تمہارے گناہوں کو بخش دے" جس نے اس سعادت کو پالیا تو میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت نہیں۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے تمام کے تمام راستے بند فرمادیئے ہیں ایک ہی دروازہ کھلا ہے اور وہ اتباع نبی ﷺ کا دروازہ ہے، تو جو شخص اللہ تعالیٰ کا جتنا قرب اور محبت اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہے اتنی ہی اس کے لیے نبی اکرم ﷺ کی اتباع ضروری ہے، اور اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرنے والا پہلے تو صرف اللہ تعالیٰ کا محب ہوتا

---

(۱)...﴿آل عمران:۳۱﴾

ہے لیکن جب وہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرتا ہے تو اس کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بھی بن جاتا ہے۔ اور اتباع تب تک ممکن نہیں جب تک تابع متبوع کی محبت اور تعظیم اپنے دل میں نہ بسائے، کیونکہ کسی کام کے کرنے یا اس سے رک جانے کا اختیار پھر اس کے پاس نہیں بلکہ متبوع کے پاس ہوتا ہے معلوم ہوا کہ اتباع کے لیے متبوع کی محبت جزء لاینفک ہے۔ (فافہموا یا اہل القلوب)

نبی اکرم ﷺ سے بن دیکھے محبت والو!:

نبی اکرم ﷺ نے اپنے محبین کی یہ شان بیان فرمائی کہ وہ مجھ پر اپنے تمام مال واسباب، اہل خانہ ووالدین حتیٰ کہ اپنی جان کو بھی میری ایک جھلک دیکھنے پر قربان کرنے کو تیار ہیں۔ سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

"وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أَحَدِكُمْ يَوْمٌ وَلَا يَرَانِي، ثُمَّ لَأَنْ يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ مَعَهُمْ« قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ الْمَعْنَى فِيهِ عِنْدِي، لَأَنْ يَرَانِي مَعَهُمْ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ،" (۱)

ترجمہ: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے تم پر ایک دن آئے گا کہ تم لوگ مجھے دیکھ نہیں سکو گے اور تمہارے لئے مجھے دیکھنا تمہیں اہل وعیال اور مال ودولت سے زیادہ پسندیدہ ہوگا۔

اور ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ »مِنْ أَشَدِّ أُمَّتِي لِي حُبًّا، نَاسٌ يَكُونُونَ بَعْدِي، يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ رَآنِي بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ (۲)

---

(۱)...(المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم (صحيح مسلم). المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ) المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، كتاب الفضائل، بَابُ فَضْلِ النَّظَرِ إِلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَمَنِّيهِ، ج۴، ص۱۸۳۶)

(۲)...(الكتاب: المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم. المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ) المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، كتاب الجنة وصفة نعيمها، بَابُ فِيمَنْ يَوَدُّ رُؤْيَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ، ج4، ص2179)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میری امت میں سے سب سے زیادہ مجھے پیارے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے لیکن ان کی تمنا ہوگی کہ کاش کہ اپنے گھر والے اور مال کے بدلہ میں میرا دیدار کرلیں۔

ان دونوں حدیثوں میں سے پہلی حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ خاص ہے لیکن دوسری حدیث میں تو نبی اکرم ﷺ نے صراحتاً فرمایا کہ" میرے بعد کچھ لوگ آئیں گے" جن سے ہم نبی اکرم ﷺ کے محبین ہی مراد ہیں۔ لیکن صحابہ اور ہم اس معاملہ میں مشترک ہیں کہ وہ بھی اور ہم بھی نبی اکرم ﷺ کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں۔

اب ذرا اپنے دلوں کو تھام کر یہ بتائیے کہ جو محب اپنے محبوب کی ایک جھلک کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں وہ ہمیشہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں رہنے کے لیے کیا کچھ نہیں کر سکتے؟؟ وہ کیونکر اپنے محبوب سے استہزا کرنے والوں کو، یا آپ ﷺ کو سب وشتم کرنے والوں کو اپنے دوست بنائیں گے؟؟ کیا ایسا ممکن ہے نہیں بالکل ایسا ممکن نہیں لیکن کچھ لوگ بھول میں ہیں (فافہم)

فضیلت نبی اکرم ﷺ:

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی فضیلت کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا (۱)

ترجمہ: اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں روزی دیں اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے رسولوں اور نبیوں کو بنی آدم سے خاص فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ (۲)

اللہ چُن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور آدمیوں میں سے۔

---

(۱)...﴿الاسراء:۷۰﴾

(۲)...﴿الحج:۷۵﴾

پھر اللہ نے اللہ تعالیٰ چنے ہوئے لوگوں میں سے انبیاء کرام کو فضیلت دی اللہ تعالیٰ تقریباً اٹھارہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر فرما کر بعد میں فرماتا ہے:

وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (۱)

ترجمہ: اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کرام کو بعض انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ (۲)

ترجمہ: اور بیشک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر بڑائی دی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بعض رسولوں کو رسولوں سے افضل فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (۳)

ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان تمام رسولوں میں سے جس ہستی کو چنا وہ ہمارے اور آپ کے نبی مصطفیٰ ﷺ ہیں، اور جن صفاتِ جمال وکمال کے ساتھ آپ کو ممتاز کیا وہ بہت زیادہ ہیں، ڈاکٹر خلیل بن ابراھیم ملا خاطر العزامی جو کہ مدینہ منورہ میں حدیث اور علوم حدیث کے استاذ ہیں فرماتے ہیں:

"میں نے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ کی تین سو سے زائد ایسی صفات دیکھی ہیں جو صرف اور صرف نبی اکرم ﷺ میں ہی پائی جاتی ہیں نبی اکرم ﷺ کے علاوہ کوئی بھی ان میں شریک نہیں۔" (۴)

اور اگر ہم نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کی طرف نظر کریں کہ وہ تو نبی اکرم ﷺ کا ایک بال بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے۔(۵) اور نہ ہی پانی کا وہ قطرہ گرنے دیتے تھے جس کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نے وضو فرمایا یا جو نبی اکرم

---

(۱)...﴿الانعام:۸۶﴾

(۲)...﴿الاسراء:۵۵﴾

(۳)...﴿البقرة:۲۵۳﴾

(۴)...(واجب الامة، ڈاکٹر خلیل بن ابراھیم ملا خاطر العزامی، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی ص34)

(۵)...دیکھیے صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب قرب النبی ﷺ من الناس و تبرکھم بہ"

ﷺ کے جسدِ اطہر کو چھو کر جدا ہوا۔(۱) اور اگر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عشق کے باب میں تھوڑا اور گہرائی میں جاؤں تو مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی یہ حدیث یاد آ جاتی ہے کہ:

جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال يا رسول الله! إنك لأحب إلى من نفسي، و إنك لأحب إلى من والدي، وإني لأكون في البيت، فأذكرك فما أصبر حتى آتي فانظر إليك، وإذا ذكرت موتي و موتك عرفت انك إذا دخلت الجنة رفعت مع النبيين، و أني إذا دخلت الجنة خشيت أن لا أراك، فلم يرد عليه النبي صلى الله عليه وآله وسلم شيئا حتى نزل جبريل بهذه الاية (وَ مَنْ يُطِعِ اللهَ وَ الرَّسُوْلَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ"(۲)

''ایک صحابی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! آپ مجھے میری جان اور میرے والدین سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ جب میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں تو آپ کو ہی یاد کرتا رہتا ہوں اور اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک حاضر ہو کر آپ کی زیارت نہ کر لوں۔ لیکن جب مجھے اپنی موت اور آپ کے وصال مبارک کا خیال آتا ہے تو سوچتا ہوں کہ آپ تو جنت میں انبیاء کرام کے ساتھ بلند ترین مقام پر جلوہ افروز ہوں گے اور جب میں جنت میں داخل ہوں گا تو خدشہ ہے کہ کہیں آپ کی زیارت سے محروم نہ ہو جاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صحابی کے جواب میں سکوت فرمایا، اس اثناء میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ آیت نازل ہوئی:
''اور جو کوئی اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرے تو یہی لوگ (روزِ قیامت) اُن (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے۔"

میں پہلے بھی صراحتاً و اشارۃً یہ بات کہہ چکا ہوں کہ کسی کی محبت کی تقدیم کا واجب ہونا، اس کی جان پر اپنی جان کو قربان کرنے، اس کی خواہشات پر اپنی خواہشات کو قربان کرنے، تمام مخلوقات سے بڑھ کر اس کی تعظیم و توقیر کرنے، اور من کل الوجوہ (ہر طرح) اس کی مدد و نصرت اور اس کا دفاع کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ (فافہم)

اب میں اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک سے برکت حاصل کرتے ہوئے، تحریراً نبی اکرم ﷺ کی ناموس کا دفاع

(۱)...دیکھیے صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ في الثوب الاحمر و فی غیرھا"

(۲)...(سیوطی، الدر المنثور، 2: 2182، ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 1: 3523، ہیثمی، مجمع الزوائد، 7: 47، طبرانی، المعجم الاوسط، 1: 5153، سیوطی، المعجم الصغیر، 1: 653، ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء، 4: 7240، ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء، 8: 125)

کرنے والوں میں اپنا نام شامل کرنے کے لیے اپنے اصل مقصد کی طرف آتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام اہل اسلام کو ہر وقت نبی اکرم ﷺ کی ناموس کے لیے" لبیک یا رسول اللہ ﷺ " کی صدائیں بلند رکھنے کی توفیق دیئے رکھے، آمین۔

ابوابراهیم
خلیل بن ابراھیم ملا خاطر العزّامی
(استاذ الحدیث وعلوم الحدیث مدینہ منورہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فصل اوّل:

صحابہ کرام کی نبی اکرم ﷺ سے محبت اور تعظیم وتوقیر کا بیان

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيأت اعمالنا من يهد الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادي له و نشهد ان لآ اله الا الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا و مولانا محمدا عبده و رسوله۔ اللهم صل على سيدنا و مولانا محمد و على اله و صحبه اجمعين ابد الآبدين برحمتك يا ارحم الراحمين۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے نبی اکرم ﷺ کی محبت اور تعظیم وتوقیر کی وہ مثالیں قائم فرمائی ہیں کہ تاریخ شاہد ہے کہ نہ کسی بادشاہ وسلطان کے ساتھ کسی نے ایسی محبت کی ہے اور نہ قیامت تک کوئی کرے گا۔ اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال و افعال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام مخلوقات میں سے اگر کسی کو سب سے زیادہ عزت والا، ظاہری و باطنی خصوصیات سے مامور، اور سب سے زیادہ دلوں پر حکومت کرنا والا سمجھتے تھے تو وہ صرف اور صرف نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکت تھی، اور آپ بھی اس بات سے اتفاق کریں گے کہ کوئی ایسا بادشاہ وسلطان نہیں ہوا کہ جس کے صرف نام پر ہی عشاق اپنے سروں کے کٹوا دیتے ہیں۔

حسن یوسف پر کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پر مردانِ عرب (۱)

اس کی کئی مثالیں انشاء اللہ ہم فصل سوم میں ذکر کریں گے، یہاں پر ہم صرف اس بات کو بیان کرنا چاہتے ہیں کہ صحابہ

---

(۱)... حدائق بخشش، از امام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ۔

کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کیسی محبت کی اور وہ کس طرح نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کرتے تھے۔

صحابہ کرام کی محبت واطاعتِ رسول ﷺ سبحان اللہ:

چنانچہ ایک طویل حدیث میں ہے کہ جب ابھی حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان نہیں ہوئے تھے تو کفار کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آئے تو:

(1)فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذَلِكَ أَيْ مُحَمَّدُ أَرَأَيْتَ إِنِ اسْتَأْصَلْتَ أَمْرَ قَوْمِكَ، هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ اجْتَاحَ أَهْلَهُ قَبْلَكَ، وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى، فَإِنِّي وَاللهِ لَأَرَى وُجُوهًا، وَإِنِّي لَأَرَى أَوْشَابًا مِنَ النَّاسِ خَلِيقًا أَنْ يَفِرُّوا وَيَدَعُوكَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ امْصُصْ بِبَظْرِ اللَّاتِ، أَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهُ؟ فَقَالَ مَنْ ذَا؟ قَالُوا أَبُو بَكْرٍ، قَالَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْلَا يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِي لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لَأَجَبْتُكَ، قَالَ وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُلَّمَا تَكَلَّمَ أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ، فَكُلَّمَا أَهْوَى عُرْوَةُ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ، وَقَالَ لَهُ أَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ، فَقَالَ مَنْ هَذَا؟ قَالُوا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَقَالَ أَيْ غُدَرُ، أَلَسْتُ أَسْعَى فِي غَدْرَتِكَ؟........،

ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ، قَالَ فَوَاللهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ، فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ أَيْ قَوْمِ، وَاللهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ، وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ، وَكِسْرَى، وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا، وَاللهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ،

وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ (۱)

ترجمہ: عروہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! بتایئے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو تباہ کر دیا تو کیا اپنے سے پہلے کسی بھی عرب کے متعلق سنا ہے کہ اس نے اپنے خاندان کا نام ونشان مٹا دیا ہو لیکن اگر دوسری بات واقع ہوئی (یعنی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غالب ہوئے) تو میں اللہ کی قسم تمہارے ساتھیوں کا منہ دیکھتا ہوں۔ اس وقت یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے »امصص بظر اللات« (جا کر اپنے جھوٹے خدا لات کی شرمگاہ کو چوسو" قارئین کرام اگر میں اس کا تفصیل سے ترجمہ کروں تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں)۔ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھاگ جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ عروہ نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ عروہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تمہارا مجھ پر ایک احسان نہ ہوتا جس کا اب تک میں بدلہ نہیں دے سکا ہوں تو تمہیں ضرور جواب دیتا۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے لگے اور گفتگو کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک پکڑ لیا کرتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے تھے، تلوار لٹکائے ہوئے اور سر پر خود پہنے۔ عروہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی طرف اپنا ہاتھ لے جاتے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ تلوار کی نیام کو اس کے ہاتھ پر مارتے اور ان سے کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی سے اپنا ہاتھ الگ رکھ۔ عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ مغیرہ بن شعبہ۔ عروہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا کیا میں نے تم کو بچایا نہیں تھا........۔ پھر عروہ رضی اللہ عنہ گھور گھور کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی نقل وحرکت دیکھتے رہے۔ پھر راوی ۔۔ن کیا کہ قسم اللہ کی اگر کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلغم بھی تھوکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اپنے ہاتھوں پر اسے لے لیا اور ۔سے اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیا۔ کسی کام کا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس کی بجا

---

(۱)...(بخاری شریف، کتاب الشروط، بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْجِهَادِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ، ج3، ص193)

آوری میں ایک دوسرے پر لوگ سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرنے لگے تو ایسا معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی پر لڑائی ہو جائے گی (یعنی ہر شخص اس پانی کو لینے کی کوشش کرتا تھا) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو کرنے لگے تو سب پر خاموشی چھا جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا یہ حال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی نظر بھر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔ خیر عروہ جب اپنے ساتھیوں سے جا کر ملے تو ان سے کہا اے لوگو! قسم اللہ کی میں بادشاہوں کے دربار میں بھی وفد لے کر گیا ہوں' قیصر و کسریٰ اور نجاشی سب کے دربار میں لیکن اللہ کی قسم میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کے ساتھی اس کی اس درجہ تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں۔ قسم اللہ کی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بلغم بھی تھوک دیا تو ان کے اصحاب نے اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور اسے اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اگر کوئی حکم دیا تو ہر شخص نے اسے بجا لانے میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر وضو کیا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو پر لڑائی ہو جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب گفتگو شروع کی تو ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ ان کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔

فوائد حدیث:

اس حدیث مبارکہ سے کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں مثلاً:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے عشق میں فنا ہونا، نبی اکرم ﷺ کی اطاعت میں انتہاء کو پہنچنا، اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جواب دینا جس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی محبت قرابت کی محبت سے قوی ہونی چاہیے، اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دفاع رسول اللہ ﷺ میں عروہ بن مسعود کے ہاتھ پر تلوار کا پر تلہ مارنا حالانکہ وہ آپ کا چچا تھا، پھر عروہ بن مسعود کا صحابہ کرام کا نبی اکرم ﷺ کے لعاب ور ینٹھ، اور وضو کے پانی پر جھپٹنا اور نبی اکرم ﷺ کی جسم مبارک سے جدا ہونے والی ہر چیز سے برکت حاصل کرنا اور ان کے فرمان کو ایسے سننا جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، اور حضور ﷺ کے ادب کی وجہ سے آپ کی طرف نگاہ نہ کرنا وغیرہ وغیرہ یہ تمام کام اسی سے صادر ہو سکتے ہیں جو فنا فی لرسول ہو۔

تبرکاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام:

(2) عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ، وَرَأَيْتُ بِلاَلاً أَخَذَ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُونَ ذَاكَ الوَضُوءَ، فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ (۱)

ترجمہ: عون بن ابی جحیفہ نے اپنے والد ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سرخ چمڑے کے خیمہ میں دیکھا اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرا رہے ہیں اور ہر شخص آپ کے وضو کا پانی حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اگر کسی کو تھوڑا سا بھی پانی مل جاتا تو وہ اسے اپنے اوپر مل لیتا اور اگر کوئی پانی نہ پا سکتا تو اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری ہی حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔

(3) عَنْ أَنَسٍ، قَالَ «لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانُوا إِذَا رَأَوْهُ لَمْ يَقُومُوا لِمَا يَعْلَمُونَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ لِذَلِكَ» (۲)

ترجمہ: کوئی شخص انہیں یعنی (صحابہ) کو رسول اللہ سے زیادہ محبوب نہ تھا (لیکن) وہ لوگ آپ کو دیکھ کر (ادبا) کھڑے نہ ہوتے تھے۔ اس لیے کہ وہ لوگ جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ناپسند کرتے ہیں۔

(4) عَنْ أَنَسٍ، قَالَ لَقَدْ «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ،

---

(۱)...(صحیح بخاری. کتاب الصلاة. بَابُ الصَّلاَةِ فِي الثَّوْبِ الأَحْمَرِ. ج1. ص84)

(۲)...(الكتاب: سنن الترمذی. المؤلف: محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279هـ) تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (جـ 1، 2) ومحمد فؤاد عبد الباقي (جـ 3) وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (جـ 4، 5). الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر. الطبعة: الثانية، 1395 هـ - 1975 م. كتاب الادب بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ قِيَامِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ ج5. ص91)

وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ»۝

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو میں نے دیکھا کہ حجام آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حجامت بنا رہا تھا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاہم) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اردگرد تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ کا کوئی بال مبارک نیچے جائے بلکہ کسی نہ کسی آدمی کے ہاتھ میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بال آئے۔

صحابہ کرام کو ان کاموں پر کون ابھار رہا تھا وہ صرف اور صرف صحابہ کرام کی نبی اکرم ﷺ کی غیر متناہی محبت ہی تھی جو ان کو اس طرف مائل کر رہی تھی۔

(5) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ:

قَالَ وَاللّٰهِ إِنَّ مَجْلِسَ بَنِي سَلِمَةَ لَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، وَهُوَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ أَعْيُنِهِمْ، مَا يَقْرَبُهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ مَخَافَةَ أَنْ يُؤْذُوهُ، (٢).

ترجمہ: کہ مجھے (یعنی جابر کو) بنی سلمہ کی وہ مجلس (نہیں بھولتی) کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم ﷺ کی طرف دیکھ رہے تھے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اپنی آنکھوں سے بھی زیادہ محبت کرتے تھے لیکن نبی اکرم ﷺ کے قریب کوئی نہ جاتا اس خوف سے کہ کہیں آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(6) وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا أَجَلَّ فِي عَيْنِي مِنْهُ، وَمَا كُنْتُ أُطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ، وَلَوْ سُئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ؛ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ، (٣)

---

(١)...(الکتاب: المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم. المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261ھ). المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي. الناشر: دار إحياء التراث العربي - بیروت، کتاب الفضائل، باب قرب النبي ﷺ من الناس وتبركهم به. ج4، ص1812)

(٢)...(مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ. ج23، ص421۔ دارمہ شریف 1: 28، 29)

(٣)...(صحیح مسلم، کتاب الایمان، بَابُ كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ وَكَذَا الْهِجْرَةِ وَالْحَجِّ. ج1، ص112)

ترجمہ: مجھے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کو کوئی بھی محبوب نہیں اور نہ ہی کوئی میری نظر میں نبی اکرم ﷺ سے بڑھ کر عزت و رفعت والا ہے، لیکن میں تعظیماً (اور معجزتا) نبی اکرم ﷺ کی طرف جی بھر کر دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا، اگر مجھ سے یہ سوال کیا جائے کہ نبی اکرم ﷺ کی توصیف فرمایئے تو میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، اس لیے کہ میں نے کبھی بھی حضور علیہ السلام کو آنکھ بھر کے نہیں دیکھا۔

ظ میں فقیر ابو احمد کہتا ہوں یہ حال صرف حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہیں بلکہ اکثر بلکہ جمیع صحابہ کرام کا تھا۔

صحابہ کے عشق رسول ﷺ پر چند ناقابل فراموش دلائل:

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مختلف اندازوں کے ساتھ حضور علیہ السلام سے محبت کی اور آپ کی تعظیم و توقیر کی چند حقائق پیش خدمت ہیں:

(1) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت، اور نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ صحابہ نبی اکرم ﷺ پر اپنے ماں باپ، اپنی جانیں، فدا کر دیتے تھے اور آپ ﷺ کے دفاع میں آپ ﷺ پر آنے والے حملوں اور آپ کے درمیان حائل ہو جاتے تھے اور اپنے ہاتھ، آنکھیں، چہرے الغرض ہر چیز حضور پر قربان کر دیتے تھے، بلکہ میرا یہ کہنا ہے کہ وہ ہر غایت درجہ کی قربانی کو بھی نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ایک چھوٹی سے قربانی سمجھتے تھے۔

سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ:

(2) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت، اور نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ جب بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سفر سے واپس آتے تو اپنے گھروں میں جانے سے پہلے اپنے بچوں سے ملنے سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر نبی اکرم ﷺ کے چہرہ والضحیٰ کی زیارت کر کے اپنے دلوں کو مطمئن کرتے تھے اور سفر پر جانے سے پہلے بھی نبی اکرم ﷺ کو سلام اور آپ کی زیارت کر کے جاتے تھے چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک لشکر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں روانہ فرمایا جب وہ واپس آئے تو انہوں نے سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا پھر چلے گئے۔(۱)

---

(۱)...(سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ہاتھ کا احترام:

(3) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت، اور نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر اس چیز کو جس کو نبی اکرم ﷺ کا ہاتھ یا منہ یا کوئی اور عضو مبارک چھو جاتا اس کا بھی ادب کرتے تھے، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

قال ما تعنيت ولا تمنيت ولا مسست ذكري بيميني منذ بايعت رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،(۱)

ترجمہ: جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے اس ہاتھ کے ذریعہ بیعت کی نہ تو میں نے گانا گایا، اور نہ جھوٹ بولا، اور نہ اپنی شرمگاہ کو داہنے ہاتھ سے چھوا۔

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

ما مسست فرجي بيميني منذ بايعت بها رسول ﷺ (۲)

ترجمہ: میں نے جب سے نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی ہے کبھی بھی اپنی شرمگاہ کو ہاتھ نہیں لگایا۔

مشک کا منہ کاٹ لیا:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ جَدَّةٍ لَهُ يُقَالُ لَهَا كَبْشَةُ الْأَنْصَارِيَّةُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ » دَخَلَ عَلَيْهَا، وَعِنْدَهَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ، فَشَرِبَ مِنْهَا، وَهُوَ قَائِمٌ، فَقَطَعَتْ فَمَ الْقِرْبَةِ تَبْتَغِي بَرَكَةَ، مَوْضِعِ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ « (۳)

حضرت عبد الرحمن بن ابو عمرہ اپنی دادی حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک مشک لٹکی ہوئی تھی نبی اکرم ﷺ نے اس سے کھڑے ہو کر پانی پیا تو حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس مشک کو نبی اکرم ﷺ کے منہ مبارک کی جگہ سے (یعنی وہ حصہ جہاں پر نبی اکرم ﷺ نے اپنے

---

(۱)...(سنن ابن ماجة، كتاب الطهارة، باب كراهة مس الذكر باليمين، رقم: 311)

(۲)...(مسند امام احمد بن حنبل رضي الله تعالى عنه، 4 : 439...الطبقات الكبرى 4 : 287)

(۳)...(سنن ابن ماجة، كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ، بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا، ج2، ص1132)

پھولوں جیسے لب مبارک لگائے تھے) برکت حاصل کرنے کے لیے کاٹ لیا ۔

اسی حدیث کی مثل ایک اور حدیث بھی حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ کسی اور سے بھی مروی ہے

اسی حدیث کی شرح میں امام شرف الدین النووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وقطع لِفَمِ الْقِرْبَةِ فَعَلَتْهُ لِوَجْهَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنْ تَصُونَ مَوْضِعًا أَصَابَهُ فَمُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَنْ يُبْتَذَلَ وَيَمَسَّهُ كُلُّ أَحَدٍ وَالثَّانِي أَنْ تَحْفَظَهُ لِلتَّبَرُّكِ بِهِ وَالِاسْتِشْفَاءِ (۱)

ترجمہ: مشک کا منہ کاٹنے کی دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ اس مقام کو جہاں پر رسول اللہ ﷺ کا منہ مبارک لگا اس کو محفوظ کیا جائے تاکہ کوئی اس کی تذلیل نہ کرے اور ہر کوئی اس کو ہاتھ نہ لگائے ، اور دوسری وجہ یہ تھی کہ اس کو تبرک اور شفاء حاصل کرنے کے لیے محفوظ کیا جائے۔

میں ابو احمد کہتا ہوں کہ یہ دونوں وجہیں ہوسکتی ہے پہلی پر تو خود حدیث مبارک ہی دلالت کر رہی ہے اور دوسری پر طبرانی، بغوی، وغیرہ کی روایات دلالت کرتی ہیں، واللہ اعلم۔

تبرکاتِ نبوی ﷺ سے شفاء اور نظریہ صحابہ:

(4) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت ، اور نبی اکرم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ وہ آپ ﷺ کے تبرکات وآثار کی حفاظت کرتے اور آپ کی حیات مبارک اور بعد از وصال اس سے برکت حاصل کرتے رہے یہ باب بھی بہت وسیع ہے چند احادیث پیش کرتا ہوں:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، » فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا شَعَرًا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوبًا« (۲)

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موھب فرماتے ہیں کہ میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہم کو رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک جو کہ مخضوب (خضاب شدہ) تھے دکھائے۔

ایک روایت میں یوں آیا:

---

(۱) (شرح مسلم لنووی، باب الشرب قائماً، ج13،ص194)

(۲)...(صحیح بخاری، کتاب اللباس، بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الشَّيْبِ 7،ص160،)

»كَانَتْ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ جُلْجُلٌ مِنْ فِضَّةٍ فِيهِ شَعَرَاتٌ مِنْ شَعَرَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ إِذَا اشْتَكَى إِنْسَانٌ أَوْ أَصَابَتْهُ عَيْنٌ بَعَثَ بِإِنَاءٍ فَخَضْخَضَ فِيهِ ثُمَّ شَرِبَ مِنْهُ وَتَوَضَّأَ« قَالَ عُثْمَانُ »فَبَعَثَنِي أَهْلِي بِإِنَاءٍ فَذَهَبْتُ فَاطَّلَعْتُ، فَإِذَا فِيهِ شَعَرَاتٌ حُمْرٌ«(۱)

کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس چاندی کی ایک ڈبی تھی جس میں نبی اکرم ﷺ کے بال مبارک تھے تو جب کسی انسان کو کوئی تکلیف ہوتی تو وہ اپنا برتن حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لاتا (جس میں پانی ہوتا تھا) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس میں نبی اکرم ﷺ کے بال مبارک کو ڈال کر نکال لیتیں پھر وہ پانی مریض پی لیتا اور اس سے وضو کرتا، حضرت عثمان بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے بھی میرے گھر والوں نے برتن دے کر بھیجا تو میں بھی حضرت ام سلمہ کے پاس گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ (اس ڈبی میں) نبی اکرم ﷺ کے کئی بال مبارک ہیں (جن پر خضاب) ہے۔

ظ ان روایات سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے آپ ﷺ کے بال مبارک بھی محفوظ کیے ہوئے تھے۔ اور حفاظت اُسی چیز کی کی جاتی ہے جو محبوب ہوتی ہے (فافہم)

نبی اکرم ﷺ کا پیالہ مبارک:

حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِنَ الْعَرَبِ، فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ أَنْ يُرْسِلَ إِلَيْهَا، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَقَدِمَتْ، فَنَزَلَتْ فِي أُجُمِ بَنِي سَاعِدَةَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَاءَهَا، فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَإِذَا امْرَأَةٌ مُنَكِّسَةٌ رَأْسَهَا، فَلَمَّا كَلَّمَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَعُوذُ بِاللهِ مِنْكَ، فَقَالَ »قَدْ أَعَذْتُكِ مِنِّي« فَقَالُوا لَهَا أَتَدْرِينَ مَنْ هَذَا؟ قَالَتْ لَا، قَالُوا هَذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ لِيَخْطُبَكِ، قَالَتْ كُنْتُ أَنَا أَشْقَى مِنْ ذَلِكَ، فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَتَّى جَلَسَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ، ثُمَّ قَالَ »اسْقِنَا يَا سَهْلُ« فَخَرَجْتُ لَهُمْ بِهَذَا الْقَدَحِ فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ، فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذَلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ قَالَ ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ

(۱)....(مسند اسحاق بن راھویہ زِيَادَاتُ رِوَايَةِ أَهْلِ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَغَيْرِهِمْ. عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

عُمَرُبْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بَعْدَ ذٰلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ[1]

ترجمہ: ابوحازم فرماتے ہیں کہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عرب عورت کا ذکر کیا گیا پھر آپ نے اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس انہیں لانے کے لیے کسی کو بھیجنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے بھیجا اور وہ آئیں اور بنی ساعدہ کے قلعہ میں اتریں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے اور ان کے پاس گئے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک عورت سر جھکائے بیٹھی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان سے گفتگو کی تو وہ کہنے لگیں کہ میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ میں نے تجھ کو پناہ دی! لوگوں نے بعد میں ان سے پوچھا۔ تمہیں معلوم بھی ہے یہ کون تھے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تم سے نکاح کے لیے تشریف لائے تھے۔ اس پر وہ بولیں کہ پھر تو میں بڑی بدبخت ہوں (کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کر کے واپس کر دیا) اسی دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں اپنے صحابی کے ساتھ بیٹھے پھر فرمایا کہ سہل! پانی پلاؤ۔ میں نے ان کے لیے یہ پیالہ نکالا اور انہیں اس میں پانی پلایا۔ سہل رضی اللہ عنہ ہمارے لیے بھی وہی پیالہ نکال کر لائے اور ہم نے بھی اس میں پانی پیا۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر بعد میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان سے یہ مانگ لیا تھا اور انہوں نے یہ ان کو ہبہ کر دیا تھا۔

حضرت عاصم احول فرماتے ہیں کہ میں نے یہ پیالہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دیکھا حضرت انس نے فرمایا کہ میں اس میں نبی اکرم ﷺ کو کئی بار پانی پلایا ہے، اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عاصم فرماتے ہیں میں نے بھی میں برکت حاصل کرنے کے لیے پانی پیا۔

امام ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس پیالے کا حلقہ لوہے کا تھا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا اس کا حلقہ سونے یا چاندی کا بنا دیا جائے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے انس نبی اکرم ﷺ کی صنعت میں تبدیلی نہ فرمائیے تو آپ نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔

---

[1]...(الکتاب: الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري. المؤلف: محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي. المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر. الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي) الطبعة: الأولى، 1422ھ كتاب الاشربة، بَابُ الشُّرْبِ مِنْ قَدَحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآنِيَتِهِ، ج7، ص113)

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس نے فرمایا کہ میں نے اس میں نبی اکرم ﷺ کو پانی، شہد، دودھ، اور نبیذ پلائی ہے، امام قرطبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے بخاری شریف کے ایک پرانے نسخہ میں دیکھا ہے کہ "امام ابوعبداللہ یعنی امام بخاری" فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالے کو بصرہ میں دیکھا اور اس میں پانی پیا۔(۱)

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کا پیالہ مبارک برکت کے لیے محفوظ کیا ہوا تھا اور ائمہ کا اس میں پانی پینا اس سے برکت حاصل کرنے کے لیے ہی تھا۔

عبداللہ بن سلام کے گھر کی مسجد:

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلاَمٍ، فَقَالَ لِي انْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ، فَأَسْقِيَكَ فِي قَدَحٍ شَرِبَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتُصَلِّيَ فِي مَسْجِدٍ صَلَّى فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَسَقَانِي سَوِيقًا، وَأَطْعَمَنِي تَمْرًا، وَصَلَّيْتُ فِي مَسْجِدِهِ(۲)

حضرت ابو بردہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ گھر چلو تو میں تمہیں اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا تھا اور پھر ہم اس نماز پڑھنے کی جگہ نماز پڑھیں گے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ گیا اور انہوں نے مجھے ستو پلایا اور کھجور کھلائی اور میں نے ان کی مسجد میں نماز پڑھی۔

اب حدیث میں صراحتاً بیان ہے کہ صحابہ نبی اکرم ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ کی بھی تعظیم کرتے اور اس جگہ کو تعظیماً مسجد کہتے تھے، سبحان اللہ۔

---

(۱)...(فتح الباری 10 : 100)

(۲)...(الکتاب: الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري. المؤلف: محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي. المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر. الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي) الطبعة: الأولى، 1422هـ كتاب الاعتصام، بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَضَّ عَلَى اتِّفَاقِ أَهْلِ العِلْمِ، وَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الحَرَمَانِ مَكَّةُ، وَالمَدِينَةُ، وَمَا كَانَ بِهَا مِنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ، وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالمِنْبَرِ وَالقَبْرِ)

صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی چادر کیوں مانگی؟:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ، .... يَا رَسُولَ اللهِ، أَكْسُوكَ هَذِهِ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَلَبِسَهَا، فَرَآهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الصَّحَابَةِ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ، مَا أَحْسَنَ هَذِهِ، فَاكْسُنِيهَا، فَقَالَ »نَعَمْ« فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَامَهُ أَصْحَابُهُ، قَالُوا مَا أَحْسَنْتَ حِينَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مُحْتَاجًا إِلَيْهَا، ثُمَّ سَأَلْتَهُ إِيَّاهَا، وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يُسْأَلُ شَيْئًا فَيَمْنَعَهُ، فَقَالَ رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِينَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَعَلِّي أُكَفَّنُ فِيهَا(1)

ترجمہ: کہ ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چادر لے کر آئیں اور اس خاتون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں یہ چادر آپ کے پہننے کے لیے لائی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر ان سے قبول کر لی۔ اس وقت آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی پھر آپ نے پہن لی۔ صحابہ کرام میں سے ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر وہ چادر دیکھی تو عرض کیا: یارسول اللہ! یہ بڑی عمدہ چادر ہے، آپ مجھے اس کو عنایت فرما دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لو، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اٹھ کر تشریف لے گئے تو اندر جا کر وہ چادر بدل کر تہہ کر کے عبدالرحمٰن کو بھیج دی تو لوگوں نے ان صاحب کو کہا کہ تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چادر مانگ کر اچھا نہیں کیا، تم نے دیکھ لیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس طرح قبول کیا تھا گویا آپ کو اس کی ضرورت تھی۔ اس کے باوجود تم نے چادر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگی، حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی کوئی چیز مانگی جاتی ہے تو آپ انکار نہیں کرتے۔ اس صحابی نے عرض کیا کہ میں تو صرف اس کی برکت کا امیدوار ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہن چکے تھے میری غرض یہ تھی کہ میں اس چادر میں کفن دیا جاؤں گا۔

---

(1)...(صحیح بخاری، کتاب الادب، بَابُ حُسْنِ الخُلُقِ وَالسَّخَاءِ، وَمَا يُكْرَهُ مِنَ البُخْلِ ج8،ص14. المعجم الکبیر للطبرانی أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، ج6،ص143)

یہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے یہ چادر مبارک حضور ﷺ سے لی تھی ان کا نام مبارک عبدالرحمن بن عوف یا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھا۔(۱)

ظ مزے کی بات تو یہ ہے کہ جب یہ عورت نبی اکرم ﷺ کو چادر پیش کر رہی تھی تو یہ بھی وہاں موجود تھے جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے تو اسی وقت حضور ﷺ سے چادر کیوں نہ مانگی اس لیے کہ ان کو پتہ تھا ابھی اس کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا جسم مبارک نہیں لگا، تو جب نبی اکرم ﷺ کا جسم مبارک اس چادر کے ساتھ لگ گیا تو جلدی سے آپ سے اس کا سوال کر لیا کہ کہیں یہ برکت کوئی اور نہ لے جائے اس لیے کہ حضور ﷺ کسی کو بھی "نہ" نہیں فرماتے تھے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہا بطحاء تیرا نہیں، سنتا نہیں مانگنے والا تیرا

نبی اکرم ﷺ کے نعلین کی حفاظت:

حضرت عیسیٰ بن طہمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسٌ »نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبَالاَنِ« ، فَحَدَّثَنِي ثَابِتٌ البُنَانِيُّ بَعْدُ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُمَا »نَعْلاَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(۲)

ترجمہ: کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو قدیم نعلین (جوتے) نکال کر دکھائے جن میں دو تسمے لگے ہوئے تھے' اس کے بعد پھر ثابت بنانی نے مجھ سے انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ وہ نعلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نبی اکرم ﷺ کے نعلین پاک محفوظ تھے۔ یہ بھی حفاظت ناموس رسالت کا ایک انداز ہے۔ (فافہم)

تحفظِ سیف الرسول ﷺ:

میرے نبی ﷺ کے صحابہ تو اس تلوار کو بھی ہاتھ نہیں لگانے دیتے تھے جس کو رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ لگائے تھے:

أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ مَقْتَلَ

---

(۱)...(فتح الباری، تحت حدیث مذکورہ، 3 : 144,143)

(۲)...(صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَصَاهُ وَسَيْفِهِ وَقَدَحِهِ وَخَاتَمِهِ، وَمَا اسْتَعْمَلَ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهُ مِنْ ذَلِكَ مِمَّا لَمْ يُذْكَرْ قِسْمَتُهُ، وَمِنْ شَعَرِهِ، وَنَعْلِهِ، وَآنِيَتِهِ مِمَّا يَتَبَرَّكُ أَصْحَابُهُ وَغَيْرُهُمْ بَعْدَ وَفَاتِهِ، ج4،ص83)

الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، لَقِيَهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ، فَقَالَ لَهُ هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا، قَالَ فَقُلْتُ لَهُ لَا، قَالَ هَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ وَايْمُ اللهِ لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيهِ لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِ أَبَدًا حَتَّى يُبْلَغَ إِلَى نَفْسِي، (۱)

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے زمانے میں یزید کے دربار سے پلٹ کر مدینہ میں آئے تو حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور مجھ سے کہا میرے لیے کوئی خدمت ہے تو بتائیں میں نے کہا کوئی بھی نہیں پھر کہنے لگے کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار مجھے دیدو ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ اس کو چھین لیں۔ خدا عزوجل کی قسم! اگر تم نے مجھے یہ تلوار دی تو جب تک جسم میں جان باقی ہے کوئی شخص اس کی طرف دست درازی نہیں کر سکتا۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جبہ مبارک کی حفاظت اور اس سے شفا حاصل کرنا:

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں:

فَقَالَتْ هَذِهِ جُبَّةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ كِسْرَوَانِيَّةٍ لَهَا لِبْنَةُ دِيبَاجٍ، وَفَرْجَيْهَا مَكْفُوفَيْنِ بِالدِّيبَاجِ، فَقَالَتْ هَذِهِ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ حَتَّى قُبِضَتْ، فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا، فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضَى يُسْتَشْفَى بِهَا (۲)

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ جبہ موجود ہے پھر حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک طیالسی کسروانی جبہ نکالا جس کا گریبان دیباج کا تھا اور اس کے دامن پر دیباج کی بیل تھی حضرت اسماء کہتی ہیں کہ یہ جبہ جب حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا انتقال ہو گیا تو جبہ میں لے آئی۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ جبہ پہنا کرتے تھے اور اب ہم اس جبہ کو دھو کر

---

(۱)...(سنن ابی داود، کتاب النکاح باب ما یکرہ ان یجمع بینهن من النساء، الحدیث: ۲۰۶۹، ج۲، ص۳۲۶)

(۲)...(صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِيرِ عَلَى الرَّجُلِ، وَإِبَاحَتِهِ لِلنِّسَاءِ، وَإِبَاحَةِ الْعَلَمِ وَنَحْوِهِ لِلرَّجُلِ مَا لَمْ يَزِدْ عَلَى أَرْبَعِ أَصَابِعَ، ج3، ص1641)

(اس کا پانی) شفاء کے لئے بیماروں کو پلاتے ہیں۔

اس حدیث سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا جبہ مبارک بیماروں کو شفا دیتا ہے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہی جبہ پہلے ام المؤمنین محبوبہ محبوب خدا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ تھا پھر ان کی وفات کے بعد اس کی حفاظت کی ذمہ داری حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے لی۔ (فافہم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی سَفَرٍ، فَکُنْتُ عَلَی جَمَلٍ ثَفَالٍ إِنَّمَا هُوَ فِی آخِرِ القَوْمِ، فَمَرَّ بِی النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ »مَنْ هَذَا؟« ، قُلْتُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ »مَا لَكَ؟« ، قُلْتُ إِنِّی عَلَی جَمَلٍ ثَفَالٍ، قَالَ »أَمَعَكَ قَضِیبٌ؟« قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ »أَعْطِنِیهِ« ، فَأَعْطَیْتُهُ، فَضَرَبَهُ، فَزَجَرَهُ، فَکَانَ مِنْ ذَلِكَ المَکَانِ مِنْ أَوَّلِ القَوْمِ، قَالَ »بِعْنِیهِ« ، فَقُلْتُ بَلْ، هُوَ لَكَ یَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ »بَلْ بِعْنِیهِ قَدْ أَخَذْتُهُ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِیرَ، وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَی المَدِینَةِ« ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ المَدِینَةِ أَخَذْتُ أَرْتَحِلُ، قَالَ »أَیْنَ تُرِیدُ؟« ، قُلْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً قَدْ خَلاَ مِنْهَا، قَالَ »فَهَلَّا جَارِیَةً تُلاَعِبُهَا وَتُلاَعِبُكَ« ، قُلْتُ إِنَّ أَبِی تُوُفِّیَ، وَتَرَكَ بَنَاتٍ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْکِحَ امْرَأَةً قَدْ جَرَّبَتْ خَلاَ مِنْهَا، قَالَ »فَذَلِكَ« ، فَلَمَّا قَدِمْنَا المَدِینَةَ، قَالَ »یَا بِلاَلُ، اقْضِهِ وَزِدْهُ« ، فَأَعْطَاهُ أَرْبَعَةَ دَنَانِیرَ، وَزَادَهُ قِیرَاطًا، قَالَ جَابِرٌ لاَ تُفَارِقُنِی زِیَادَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ یَکُنِ القِیرَاطُ یُفَارِقُ جِرَابَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ وزاد مسلم فَأَخَذَهُ أَهْلُ الشَّامِ یَوْمَ الْحَرَّةِ(۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا اور میں ایک سست اونٹ پر سوار تھا اور وہ سب سے آخر میں رہتا تھا۔ اتفاق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر میری طرف سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون صاحب ہیں؟

---

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، بَابُ إِذَا وَکَّلَ رَجُلٌ رَجُلًا أَنْ یُعْطِیَ شَیْئًا، وَلَمْ یُبَیِّنْ کَمْ یُعْطِی، فَأَعْطَی عَلَی مَا یَتَعَارَفُهُ النَّاسُ ج3، ص100........صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، بَابُ بَیْعِ الْبَعِیرِ وَاسْتِثْنَاءِ رُکُوبِهِ ج3، ص1222)

میں نے عرض کیا جابر بن عبداللہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہوئی (کہ اتنے پیچھے رہ گئے ہو) میں بولا کہ ایک نہایت سست رفتار اونٹ پر سوار ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارے پاس کوئی چھڑی بھی ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مجھے دیدے۔ میں نے آپ کی خدمت میں وہ پیش کردی۔ آپ نے اس چھڑی سے اونٹ کو جو مارا اور ڈانٹا تو اس کے بعد وہ سب سے آگے رہنے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ یہ اونٹ مجھے فروخت کردے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ہے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے مجھے فروخت کردے۔ یہ بھی فرمایا کہ چار دینار میں اسے میں خریدتا ہوں ویسے تم مدینہ تک اسی پر سوار ہو کر چل سکتے ہو۔ پھر جب مدینہ کے قریب ہم پہنچے تو میں (دوسری طرف) جانے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کہاں جا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے ایک بیوہ عورت سے شادی کرلی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی باکرہ سے کیوں نہ کی کہ تم بھی اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ بھی تمہارے ساتھ کھیلتی۔ میں نے عرض کیا کہ والد شہادت پا چکے ہیں۔ اور گھر میں کئی بہنیں ہیں۔ اس لیے میں نے سوچا کہ کسی ایسی خاتون سے شادی کروں جو بیوہ اور تجربہ کار ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تو ٹھیک ہے، پھر مدینہ پہنچنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال! ان کی قیمت ادا کردو اور کچھ بڑھا کر دے دو۔ چنانچہ انہوں نے چار دینار بھی دیئے۔ اور فالتو ایک قیراط بھی دیا۔ جابر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انعام میں اپنے سے کبھی جدا نہیں کرتا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قیراط جابر رضی اللہ عنہ ہمیشہ اپنی تھیلی میں محفوظ رکھا کرتے تھے۔

اور امام مسلم علیہ الرحمۃ نے ان الفاظ کو زیادہ فرمایا کہ: حتی کہ حرہ کے دن اسے مجھ سے شام والوں نے لے لیا۔

یہ حدیث بالکل واضح ہے اس میں کسی قسم کی کوئی شرح کی ضرورت نہیں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس زائد رقم کو ہمیشہ اپنے پاس رکھنا کس لیے تھا۔؟؟ پھر اہل شام میں سے کسی کا اس کو لے لینا؟؟؟ (فافہم)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے تبرکات و آثار کی حفاظت کا باب بہت وسیع ہے ہم بخوف طوالت انہی صحیحین کی احادیث پر اکتفاء کرتے ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم ھو الحافظ والمعین۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کھانا نہ کھانا:

(5) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھانے سے پہلے اپنے ہاتھ کھانے کی طرف نہ بڑھاتے تھے۔ اسی کے متعلق حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ کُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ أَیْدِیَنَا حَتّٰی یَبْدَأَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَضَعَ یَدَہُ، (۱)

ترجمہ: کہ جب ہم نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ کھانا کھاتے تھے تو ہم اپنے ہاتھوں کو (کھانے میں) اس وقت تک نہیں ڈالتے تھے جب تک کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شروع نہ فرماتے اور اپنا ہاتھ مبارک نہ ڈالتے۔

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

کُنَّا إِذَا أَکَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَا نَبْدَأُ حَتّٰی یَکُونَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ یَبْدَأُ (۲)

ترجمہ: جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے تو اس وقت تک ہم ابتداء نہ کرتے جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابتداء نہ فرمالیتے۔

اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے عنقریب یہ حدیث اپنی طوالت کے ساتھ ذکر کی جائے گی، اس کے علاوہ بھی انصار کے ایک آدمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث موجود ہے جس کو امام احمد، طحاوی، بیہقی، دارقطنی وغیرہ نے اسنادِ صحیحہ کے ساتھ روایت کیا ہے وہ بھی آگے آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا شوقِ دیدارِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

(6) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا ایک انداز یہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دوری کو پسند نہیں فرماتے تھے، بلکہ ان میں تو بعض صحابہ کرام ایسے

(۱)...(صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، بَابُ آدَابِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَأَحْکَامِھِمَا، ج3، ص1597)

(۲)...(المستدرک علی الصحیحین، کتاب الاطعمۃ، ج4، ص122)

بھی تھے کہ وہ اگر کسی ایک دن بھی نبی اکرم ﷺ کو نہ دیکھتے تو ان کی تلاش کرتے اور ان کی زیارت کرتے تھے، بلکہ بعض صحابہ کرام کے بارے میں یہ احادیث بھی ملتی ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ سے ان سے پوچھتے کہ خیریت سے آئے ہو؟؟ تو وہ جواب دیتے کہ حضور صرف آپ ﷺ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں جن سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی حاجت ہے تو بتاؤ تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کو آپ کی سنگت کا سوال کرتے ہیں۔ اس بارے میں بھی ہم مختصراً بیان کرتے ہیں۔

أَخْبَرَنِي جَبَلَةُ بْنُ حَارِثَةَ، أَخُو زَيْدٍ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ابْعَثْ مَعِي أَخِي زَيْدًا قَالَ »هُوَ ذَا، فَإِنْ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ أَمْنَعْهُ« قَالَ زَيْدٌ يَا رَسُولَ اللهِ، وَاللهِ لَا أَخْتَارُ عَلَيْكَ أَحَدًا، قَالَ فَرَأَيْتُ رَأْيَ أَخِي أَفْضَلَ مِنْ رَأْيِي(١)

ترجمہ: زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بھائی جبلہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! میرے بھائی زید کو میرے ساتھ بھیج دیجیے، آپ نے فرمایا: "وہ موجود ہیں اگر تمہارے ساتھ جانا چاہ رہے ہیں تو میں انہیں نہیں روکوں گا"، یہ سن کر زید رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! قسم اللہ کی! میں آپ کے مقابلہ میں کسی اور کو اختیار نہیں کر سکتا، جبلہ کہتے ہیں: تو میں نے دیکھا کہ میرے بھائی کی رائے میری رائے سے افضل تھی۔

کہیں آپ ﷺ کی زیارت سے محروم نہ ہو جاوں:

اسی طرح حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ:

جاء رجل إلى النبى صلى الله عليه وآله وسلم فقال يا رسول الله! إنك لأحب إلى من نفسى، وإنك لأحب إلى من والدى، وإنى لأكون فى البيت، فاذكرك فما أصبر حتى آتى فانظر إليك، وإذا ذكرت موتى و موتك عرفت انك إذا دخلت الجنة رفعت مع النبيين، و أنى إذا دخلت الجنة خشيت أن لا أراك، فلم يزد عليه النبى صلى الله عليه وآله وسلم شيئا حتى

(١)...(جامع ترمذی، کتاب المناقب، بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، ج5، ص676)

نزل جبريل بهذه الاية ﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ﴾ "(۱)

ترجمہ: ''ایک صحابی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! آپ مجھے میری جان اور میرے والدین سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ جب میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں تو آپ کو ہی یاد کرتا رہتا ہوں اور اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک حاضر ہو کر آپ کی زیارت نہ کرلوں۔ لیکن جب مجھے اپنی موت اور آپ کے وصال مبارک کا خیال آتا ہے تو سوچتا ہوں کہ آپ تو جنت میں انبیاء کرام کے ساتھ بلند ترین مقام پر جلوہ افروز ہوں گے اور جب میں جنت میں داخل ہوں گا تو خدشہ ہے کہ کہیں آپ کی زیارت سے محروم نہ ہو جاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صحابی کے جواب میں سکوت فرمایا، اس اثناء میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ آیت نازل ہوئی: ''اور جو کوئی اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرے تو یہی لوگ (روزِ قیامت) اُن (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے۔"

جنت میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت:

حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيُّ، قَالَ كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي »سَلْ« فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ »أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ« قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ »فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ«(۲)

ترجمہ: ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے وضو اور آپ کی حاجت کا پانی لے کر آتا تھا، تو ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو مانگنا ہو مجھ سے مانگو"، میں نے کہا: میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس کے علاوہ اور بھی کچھ؟" میں نے عرض کیا: بس یہی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو اپنے اوپر کثرت سجدہ کو لازم کرو۔

(۱)۔ (سیوطی، الدر المنثور، 2: 2182، ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 1: 3523، ہیثمی، مجمع الزوائد، 7: 47، طبرانی، المعجم الاوسط، 1: 5153، سیوطی، المعجم صغیر، 1: 653، ابو نعیم، حلیة الاولیاء، 4: 7240، ابو نعیم، حلیة الاولیاء، 8: 125)

(۲)۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلاة، بَابُ فَضْلِ السُّجُودِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ، ج1، ص353)

اور یہی نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کی دعا بھی ہوتی تھی کہ اے اللہ ہم کو جنت میں بھی نبی اکرم ﷺ کی سنگت عطا فرمانا چنانچہ روایت ہے کہ:

نبی اکرم ﷺ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا مانگ رہے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے ام عبد مانگ تجھے دیا جائے گا تو آپ نے یہ دعا مانگی:

اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَنْفَدُ، وَقُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَبِيدُ، وَمُرَافَقَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَعْلَى جَنَّةِ الْخُلْدِ (١)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے ایسی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جو ختم ہونے والی نہ ہوں اور آنکھوں کی ایسے ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں جو زائل ہونے والی نہ ہو، اور جنت میں تیرے نبی کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔

اتنے دنوں سے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کیوں نہیں کی؟؟:

(7) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ازواج یعنی صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی اولاد جب نبی اکرم ﷺ کی زیارت میں دیر لگا دیتی تو ان کو زجر و توبیخ فرماتیں اور ڈانٹتیں اور فرماتیں کہ تم نے اتنے دنوں سے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کیوں نہیں کی؟؟ اور فرشتے بھی اللہ تعالیٰ سے نبی اکرم ﷺ کی زیارت اور آپ کو سلام کرنے کی اجازت مانگتے تھے، چنانچہ حضرت خذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَأَلَتْنِي أُمِّي مَتَى عَهْدُكَ تَعْنِي بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا لِي بِهِ عَهْدٌ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، فَنَالَتْ مِنِّي، فَقُلْتُ لَهَا دَعِينِي آتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُصَلِّيَ مَعَهُ الْمَغْرِبَ، وَأَسْأَلُهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لِي وَلَكِ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلَّى حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهُ، فَسَمِعَ صَوْتِي، فَقَالَ »مَنْ هَذَا، حُذَيْفَةُ« ؟ قُلْتُ نَعَمْ،

(١)...(المعجم الكبير، باب (غير موسوم باب) رقم: 8413)

قَالَ »مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِأُمِّكَ« ؟ قَالَ »إِنَّ هَذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ«(۱)

ترجمہ: مجھ سے میری والدہ نے پوچھا: تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حال ہی میں کب گئے تھے؟ میں نے کہا: اتنے اتنے دنوں سے میں ان کے پاس نہیں جاسکا ہوں، تو وہ مجھ پر خفا ہوئیں، میں نے ان سے کہا: اب مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے دیجیے میں آپ کے ساتھ نماز مغرب پڑھوں گا اور آپ سے میں اپنے اور آپ کے لیے دعا مغفرت کی درخواست کروں گا، چنانچہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ مغرب پڑھی پھر آپ (نوافل) پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ نے عشاء پڑھی، پھر آپ لوٹے تو میں بھی آپ کے ساتھ پیچھے پیچھے چلا، آپ نے میری آواز سنی تو فرمایا: "کون ہو؟ حذیفہ؟" میں نے عرض کیا: جی ہاں، حذیفہ ہوں، آپ نے فرمایا: »ما حاجتك غفر الله لك ولأمك« "کیا بات ہے؟ بخشے اللہ تمہیں اور تمہاری ماں کو" (پھر) آپ نے فرمایا: "یہ ایک فرشتہ تھا جو اس رات سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا تھا، اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے اور یہ بشارت دینے کی اجازت مانگی کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں (یعنی جو دنیا میں جوان تھے ان) کے سردار ہیں"

مخطوطہ عبارت سے اہل سنت و جماعت کے کئی عقائد کا ثبوت ملتا ہے اہل فہم کو صرف اتنا ہی کہتا ہوں کہ (فافہموا)

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے مثل ونرالی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

(8) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ پسند نہ کرتے تھے کہ کسی مقام پر ہم اوپر ہوں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اور اس گھر میں اور کمرہ پر بھی نہ چڑھتے تھے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے چنانچہ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

(۱)۔ (جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما، رقم: 3781)

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَلَيْهِ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّفْلِ، وَأَبُو أَيُّوبَ فِي الْعِلْوِ، قَالَ فَانْتَبَهَ أَبُو أَيُّوبَ لَيْلَةً، فَقَالَ نَمْشِي فَوْقَ رَأْسِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَنَحَّوْا فَبَاتُوا فِي جَانِبٍ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »السُّفْلُ أَرْفَقُ« ، فَقَالَ لَا أَعْلُو سَقِيفَةً أَنْتَ تَحْتَهَا، فَتَحَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُلُوِّ، وَأَبُو أَيُّوبَ فِي السُّفْلِ، فَكَانَ يَصْنَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَإِذَا جِيءَ بِهِ إِلَيْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَصَابِعِهِ فَيَتَتَبَّعُ مَوْضِعَ أَصَابِعِهِ، فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فِيهِ ثُومٌ، فَلَمَّا رُدَّ إِلَيْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَصَابِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقِيلَ لَهُ لَمْ يَأْكُلْ، فَفَزِعَ وَصَعِدَ إِلَيْهِ، فَقَالَ أَحَرَامٌ هُوَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »لَا وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ« ، قَالَ فَإِنِّي أَكْرَهُ مَا تَكْرَهُ ـ أَوْ مَا كَرِهْتَ ـ ، (۱)

ترجمہ: نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے پاس تشریف لائے تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت ابوایوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) کے گھر نچلی منزل میں ٹھہرے اور حضرت ابوایوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) اوپر والی منزل میں۔ حضرت ابوایوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) کہتے ہیں کہ میں ایک رات بیدار ہوا اور کہنے لگا کہ ہم تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سر کے اوپر چلتے ہیں (جو کہ ادب کے خلاف ہے) تو ہم رات کو ہٹ کر ایک کونے کی طرف ہو گئے اور پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عرض کیا (کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گھر کے اوپر والے حصے میں قیام فرمائیں) نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا نیچے والے گھر میں زیادہ آسانی ہے۔ حضرت ابوایوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) نے عرض کیا کہ میں تو اس چھت پر نہیں رہ سکتا کہ جس چھت کے نیچے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں۔ تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (حضرت ابوایوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) کی یہ عرض سن کر) اوپر والے حصے میں تشریف لے گئے اور حضرت ابوایوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) نیچے والے گھر میں آ گئے۔ حضرت ابوایوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) نبی (صلی اللہ علیہ

(۱)...(صحیح مسلم، کتاب الاشربة، بَابُ إِبَاحَةِ أَكْلِ الثُّومِ، وَأَنَّهُ يَنْبَغِي لِمَنْ أَرَادَ خِطَابَ الْكِبَارِ تَرْكُهُ، وَكَذَا مَا فِي مَعْنَاهُ ج3، ص1623)

وآلہ وسلم) کے لئے کھانا تیار کرتے تھے تو جب وہ (بچا ہوا کھانا) واپس آتا اور حضرت ابوایوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) کے سامنے رکھا جاتا تو حضرت ابوایوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) اس جگہ کے بارے میں پوچھتے جس جگہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انگلیاں ڈال کر کھانا کھایا اور پھر اس جگہ سے حضرت ابوایوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) خود کھاتے (ایک دن) حضرت ابوایوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے کھانا تیار کیا جس میں لہسن تھا تو جب یہ کھانا لوٹ کر واپس حضرت ابوایوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) کی طرف لایا گیا تو انہوں نے معمول کے مطابق آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی انگلیوں کے بارے میں پوچھا تو آپ (رضی اللہ عنہ) سے کہا گیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کھانا نہیں کھایا (یہ سنتے ہی) حضرت ابوایوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) گھبرا گئے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف اوپر چڑھ کر عرض کیا: کیا یہ حرام ہے؟ تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: حرام تو نہیں ہے لیکن مجھے یہ ناپسند ہے۔ حضرت ابوایوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) نے عرض کیا مجھے بھی وہ چیز ناپسند ہے جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ناپسند ہے۔

مخطوطہ عبارت کو غور سے پڑھیے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت رسول ﷺ کا انداز دیکھیے۔

اس حدیث میں کئی فوائد ہیں جن میں سے چند یہ ہیں کہ:

1۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری رات ایک کونے میں گزار دی اور پھر صبح نبی اکرم ﷺ سے اوپر رہنے سے معذرت کی۔

2۔ نبی اکرم ﷺ کی انگلیوں سے برکت حاصل کرنے کے کوئی ایک دو دن نہیں بلکہ جب تک نبی اکرم ﷺ ان کے گھر مبارک میں رہے آپ کا بچا ہوا کھانا کھاتے رہے۔

3۔ لہسن وغیرہ کو حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اس لیے ترک کر دیا کہ یہ میرے محبوب کو پسند نہیں (حالانکہ لہسن حلال ہے)۔

عاشقان اوز خوباں خوب تر   خوشتر و زیبا تر و محبوب تر
دل ز عشق او توانا میشود   خاک ہمدوش ثریا میشود

رسول اللہ ﷺ کے عاشق حسینوں سے کہیں بڑھ کر حسین، عمدہ، زیبا اور محبوب ہوتے ہیں آپ ﷺ سے محبت

کرنے والے سب سے زیادہ حسن و جمال والے ہوتے ہیں۔ دل رسول اللہ ﷺ کے عشق سے قوی و توانا ہو جاتا ہے اور یہ خاکی انسان رسول اللہ ﷺ کی محبت سے ثریا کی بلندی تک جا پہنچتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی اشیاء اور اعضاء (بال مبارک وغیر) کو مشرک ہاتھ نہ لگائے:

(9) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم ﷺ کے اعضاء یعنی بال مبارک اور دیگر اشیاء کی بھی حفاظت فرماتے تھے۔ جیسا کہ مشہور ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس ٹوپی کے لیے جس میں نبی اکرم ﷺ کی پیشانی مبارک کے بال تھے کتنی کوشش کی تھی اور کتنے آدمی قربان ہو گئے تھے دیکھیے حوالہ مذکورہ۔(۱)

امام بیہقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اور جب حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے تو اپنی بیٹی ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے تو نبی اکرم ﷺ کے بستر مبارک پر بیٹھنے لگے تو حضرت ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بستر سمیٹ لیا تو انہوں نے کہا کہ اے بیٹی کیا بات ہے کیا تو اس بستر کو میرے قابل نہیں سمجھتی یا میں اس بستر کے قابل نہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

فَقَالَتْ بَلْ هُوَ فِرَاشُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ مُشْرِكٌ نَجِسٌ، فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ تَجْلِسَ عَلَى فِرَاشِهِ،(۲)

ترجمہ: یہ بستر رسول اللہ ﷺ کا ہے اور تو مشرک اور نجس ہے میں یہ پسند نہیں کرتی کہ تو اس کے اوپر بیٹھے۔

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نبی اکرم ﷺ کی تلوار تھی تو انہوں نے اس تلوار کے ساتھ کافی کفار کو واصل جہنم کیا لیکن جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ابوسفیان کی بیوی ہندہ آئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر اس تلوار سے وار نہ کیا حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

---

(۱)...(معجم الکبیر، 4 : 122 سمسند ابی یعلی 6 : 359....مستدرك حاکم 3 : 299)

(۲)...(دلائل النبوۃ للبیہقی، جامع ابواب فتح مکۃ ج5 ص8)

میں نے حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے اس کے ساتھ ہندہ کو قتل کیوں نہیں کیا تو آپ نے فرمایا:

قَالَ إِی وَاللہِ أَکْرَمْتُ سَیْفَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وسلم أَنْ أَقْتُلَ بِہِ امْرَأَةً(۱)

اللہ کی قسم میں نبی اکرم ﷺ کی تلوار کی عزت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ میں کسی عورت ذات کو قتل نہیں کرتا۔

اور حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے زبانِ حال میں یوں کہہ رہے تھے کہ:

یہ شمشیر رسالت ہے ستودہ و محمودہ
کروں گا میں نہ عورت کے لہو سے اس کو آلودہ
تلاشِ گردنِ مردانِ پختہ کار ہے اس کو
ضعیفوں، عورتوں، بچوں پر اُٹھنا عار ہے اس کو

حکمِ نبوی ﷺ پر مداومت:

(10) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس فعل پر مداومت فرماتے تھے جن کا انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اقرار کیا ہوتا تھا چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنْکَحَنِی أَبِی امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ، فَکَانَ یَتَعَاهَدُ کَنَّتَهُ، فَیَسْأَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا، فَتَقُولُ نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ یَطَأْ لَنَا فِرَاشًا، وَلَمْ یُفَتِّشْ لَنَا کَنَفًا مُنْذُ أَتَیْنَاهُ، فَلَمَّا طَالَ ذٰلِکَ عَلَیْهِ ذَکَرَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ »الْقَنِی بِهِ«، فَلَقِیتُهُ بَعْدُ، فَقَالَ »کَیْفَ تَصُومُ؟« قَالَ کُلَّ یَوْمٍ، قَالَ »وَکَیْفَ تَخْتِمُ؟«، قَالَ کُلَّ لَیْلَةٍ، قَالَ »صُمْ فِی کُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةً، وَاقْرَإِ الْقُرْآنَ فِی کُلِّ شَهْرٍ«، قَالَ قُلْتُ أُطِیقُ أَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ، قَالَ »صُمْ ثَلَاثَةَ أَیَّامٍ فِی الْجُمُعَةِ«، قُلْتُ أُطِیقُ أَکْثَرَ مِنْ

---

(۱)...(دلائل النبوة للبیهقی، ج3، ص 233،232، مسلم شریف، ق:44۔ کِتَابُ فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ (25) باب من فضائل ابی دجانة، الحدیث (128)، ص (1917).

ذٰلِكَ، قَالَ »أَفْطِرْ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا« قَالَ قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ »صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوُدَ صِيَامَ يَوْمٍ وَإِفْطَارَ يَوْمٍ، وَاقْرَأْ فِي كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً« فَلَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَاكَ أَنِّي كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ، فَكَانَ يَقْرَأُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ السُّبْعَ مِنَ الْقُرْآنِ بِالنَّهَارِ، وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ، لِيَكُونَ أَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوَّى أَفْطَرَ أَيَّامًا وَأَحْصَى، وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَتْرُكَ شَيْئًا، فَارَقَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ (۱)

ترجمہ: میرے والد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے میرا نکاح ایک شریف خاندان کی عورت (ام محمد بنت محمیہ) سے کر دیا تھا اور ہمیشہ اس کی خبر گیری کرتے رہتے تھے اور ان سے بار بار اس کے شوہر (یعنی خود ان) کے متعلق پوچھتے رہتے تھے۔ میری بیوی کہتی کہ بہت اچھا مرد ہے۔ البتہ جب سے میں ان کے نکاح میں آئی ہوں انہوں نے اب تک ہمارے بستر پر قدم بھی نہیں رکھا نہ میرے کپڑے میں کبھی ہاتھ ڈالا۔ جب بہت دن اسی طرح ہو گئے تو والد صاحب نے مجبور ہو کر اس کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے اس کی ملاقات کراؤ۔ چنانچہ میں اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ روزہ کس طرح رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ روزانہ پھر دریافت فرمایا قرآن مجید کس طرح ختم کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہر رات۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دن روزے رکھو اور قرآن ایک مہینے میں ختم کرو۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر بلا روزے کے رہو اور ایک دن روزے سے۔ میں نے عرض کیا مجھے اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر وہ روزہ رکھو جو سب سے افضل ہے، یعنی داؤد علیہ السلام کا روزہ، ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو اور قرآن مجید سات دن میں ختم کرو۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کاش میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت قبول کر لی ہوتی کیونکہ اب

---

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب الفضائل، باب: فِي كَمْ يُقْرَأُ الْقُرْآنُ ج6، ص196......أخرجه مسلم فى صلاة المسافرين وقصرها باب صلاة الليل وعدد ركعات النبى صلى الله عليه وسلم رقم 741)

میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں۔ حجاج نے کہا کہ آپ اپنے گھر کے کسی آدمی کو قرآن مجید کا ساتواں حصہ یعنی ایک منزل دن میں سنا دیتے تھے۔ جتنا قرآن مجید آپ رات کے وقت پڑھتے اسے پہلے دن میں سنا رکھتے تاکہ رات کے وقت آسانی سے پڑھ سکیں اور جب (قوت ختم ہو جاتی اور نڈھال ہو جاتے اور) قوت حاصل کرنا چاہتے تو کئی کئی دن روزہ نہ رکھتے کیونکہ آپ کو یہ پسند نہیں تھا کہ جس چیز کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے وعدہ کرلیا ہے (ایک دن روزہ رکھنا ایک دن افطار کرنا) اس میں سے کچھ بھی چھوڑیں۔

امام احمد بن حنبل اور امام ابن خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں کہ: کاش میں نبی اکرم ﷺ کی رخصت کو قبول کرلیتا اور آج حالتِ ضعیفی میں اس کام سے عدول نہ کرتا جس کا میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اقرار کیا تھا۔(۱)

امام شرف الدین نووی علیہ الرحمۃ القوی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

"اس کا معنی یہ ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے اقرار کیے ہوئے کام کی حفاظت سے عاجز آگئے اس کام کا کرنا آپ پر بڑھاپے کی وجہ سے مشکل ہو گیا، لیکن آپ اس کو ترک کرنا پسند نہیں کرتے تھے اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس کا اقرار کیے ہوئے تھے اور نبی اکرم ﷺ نے ان کو فرمایا ہوا تھا کہ اے عبد اللہ! اس شخص کی طرح نہ ہو جانا جو رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے اس قیام کو ترک کر دیا (۲)"

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس کام کو باوجود عجز کے ترک نہ کرنا نبی اکرم ﷺ کے سامنے کیے ہوئے اقرار کی حفاظت اور نبی اکرم ﷺ کی محبت کی دلیل ہے۔

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک پر جب اس بات پر بیعت کی کہ ہم کسی سے کوئی سوال نہیں کریں گے تو احادیث گواہ ہیں کہ کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اگر کوڑا بھی زمین پر گر جاتا تو وہ کسی دوسرے کو یہ نہ کہتے کہ ہمیں پکڑا دینا، اسی طرح کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نبی اکرم ﷺ نے ہر ماہ تین دن روزہ رکھنے، نمازِ چاشت پڑھنے، سونے سے پہلے تسبیح پڑھنے، سونے سے پہلے وتر ادا کرنے کی وصیت فرمائی تھی تو انہوں نے اس پر ہمیشہ عمل کیا اور اس وصیت

---

(۱)...(مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ 2 : 158 ... صحیح ابن خزیمہ 3 : 293،294)

(۲)...(شرح صحیح مسلم للامام النووی علیہ الرحمۃ القوی ج8،ص43 تحت حدیث مسلم شریف المنہ کورۃ)

سے کبھی بھی اعراض نہیں کیا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔

اسی کی ایک مثال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر روانہ کرنا ہے تاکہ یہ کام بھی نبی اکرم ﷺ کی رضا کے موافق ہو۔(۱)

اور امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار کرنا بھی اسی کی ایک مثال ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ظاہر ہے۔(۲)

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے:

(11) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ جب نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لاتے تو تعظیماً سروں کو نہ اُٹھاتے تھے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ:

»كُنَّا إِذَا قَعَدْنَا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ نَرْفَعْ رُءُوسَنَا إِلَيْهِ إِعْظَامًا لَهُ«(۳)

ترجمہ: جب ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوتے تھے تو نبی اکرم ﷺ کی توقیر وتعظیم کی وجہ سے اپنے سروں کو بلند نہ کرتے تھے۔

اور جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھتے تو اپنے سروں کو حرکت تک نہیں دیتے تھے جیسا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ ابوداؤد ونسائی وترمذی وابن ماجہ اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال اتيت النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم واصحابه حوله كأنّ على رؤسهم الطير(۴)

ترجمہ: فرمایا میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، حضور ﷺ کے اصحاب

---

(۱)...(الطبقات الكبرىٰ 4 : 67,66...سير اعلام النبلاء 2 : 503)

(۲)...(صحيح بخاری، كتاب التفسير باب قوله: ﴿وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الآخِرَةَ فَإِنَّ اللهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ ج6،ص117...صحيح مسلم، كتاب الطلاق باب بَيَانِ أَنَّ تَخْيِيرَ امْرَأَتِهِ لَا يَكُونُ طَلَاقًا إِلَّا بِالنِّيَّةِ، رقم: 29,22)

(۳)...(المستدرك للحاكم فَصْلٌ: فِي تَوْقِيرِ الْعَالِمِ »هَذِهِ أَخْبَارٌ صَحِيحَةٌ فِي الْأَمْرِ بِتَوْقِيرِ الْعَالِمِ عِنْدَ الِاخْتِلَافِ إِلَيْهِ وَالْقُعُودِ بَيْنَ يَدَيْهِ عَالَمٌ يُخَرِّجَاهُ«، ج1،ص208)

(۴)...(سنن ابوداؤد كتاب الطب باب الرجل يتداوى مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱۸۳/۲...مسند احمد بن حنبل حديث اسامہ بن شريك مطبوعہ دار الفكر بيروت ۲۷۸/۴)

حضور ﷺ کے گرد تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، یعنی سر جھکائے گردنیں خم کئے بے حس وحرکت کہ پرندے لکڑی یا پتھر جان کر سروں پر آ بیٹھیں، اس سے بڑھ کر اور خشوع کیا ہوگا!

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی عنہ کی حدیث حلیہ اقدس میں ہے:

اذا تکلم اطرق جلساؤہ کانّ علی رؤسھم الطیر۔(۱)

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے جتنے حاضرین مجلس ہوتے سب گردنیں جھکا لیتے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں

عجب ست با وجودت کہ وجود من ماند   تو بگفتن اندر آئی و مرا سخن بماند

(تعجب ہے کہ تیرے وجود سے میرا وجود باقی ہے تیری گفتگو نافذ ہے اور میری بات باقی ہے)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اپنی آواز کو بلند نہ کرتے تھے اگر کوئی ایسا کرتا تو صحابہ اس کو زجر و توبیخ فرماتے اور اس کو اپنی آواز پست کرنے کو کہتے جیسا کہ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ظاہر ہے۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

حضور ﷺ کے ذکر کے وقت ہر مسلمان پر واجب ہے کہ:

امام ابو ابراہیم تجیبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کتاب الشفاء میں ہے:

واجب علی کل مومن متی ذکرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او ذکر عندہ ان یخضع و یخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویأخذ فی ھیبتہ واجلالہ بما کان یاخذ بہ نفسہ لوکان بین یدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویتأدب بما ادبنا اللہ تعالیٰ بہ (۲)

ترجمہ: ہر مسلمان پر واجب ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرے یا اس کے سامنے حضور ﷺ کا ذکر آئے خضوع و خشوع بجالائے اور باوقار ہو جائے اور اعضاء کو حرکت سے باز رکھے اور حضور ﷺ کے

---

(۱)...(المعجم الکبیر حدیث ھند بن ابی ھالہ ۴۱۳ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۲/۱۵۸)

(۲)...(کتاب الشفاء فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موتہ مطبوعہ مطبعۃ شرکۃ صحافیۃ ترکی ۲/۳۲)

لئے اس ہیبت و تعظیم کی حالت پر ہو جائے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے روبرو اس پر طاری ہوتی اور ادب کرے۔ جس طرح خدا تعالٰی نے ہمیں ان کا ادب سکھایا ہے۔

امام علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ نسیم الریاض میں اس قول کے نیچے لکھتے ہیں:

یفرض ذلك ویلاحظہ ویتمثلہ فکانہ عندہ۔(۱)

یعنی یادِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یہ قرار دے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور باندھے گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوں۔

امام اجل سیدی قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی شفا شریف میں امام تجیبی کا ارشاد نقل کر کے فرماتے ہیں:

وھذہ کانت سیرۃ سلفنا الصالح وائمتنا الماضین رضی اللہ تعالٰی عنھم۔(۲)

ہمارے سلف صالحین وائمہ سابقین رضی اللہ تعالٰی عنہم کا یہی ادب وطریقہ تھا۔

ذکرِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حالت:

اور فرماتے ہیں:

کان مالك اذا ذکر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یتغیّر لونہ وینحنی۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالٰی جب سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر کرتے رنگ اُن کا بدل جاتا اور جھک جاتے۔(۳)

نسیم میں ہے: لشدہ خشوعہ" یہ جھک جانا سبب شدتِ خشوع تھا۔(۴)

شفا شریف وغیرہ تصانیفِ علماء میں اس قسم کی بہت روایات مذکور ہیں، شاہ ولی اللہ قصیدہ ہمزیہ میں لکھتے ہیں:

ینادی ضارعا لخضوع قلب	وذل وابتھال والتجاء
رسول اللہ یا خیر البرایا	نوالك ابتغی یوم القضاء

(حاجت مندی، دل کی عاجزی، انکساری، تضرع اور التجاء کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا کرے اور عرض کرے

---

(۱)...(نسیم الریاض شرح شفاء فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد موتہ مطبوعۃ دار الفکر بیروت ۳/۳۹۹)

(۲)...(کتاب الشفاء فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد موتہ مطبوعہ مطبعۃ شرکۃ صحافیۃ ترکی ۲/۳۳)

(۳)...(کتاب الشفاء فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد موتہ مطبوعہ مطبعۃ شرکۃ صحافیۃ ترکی ۲/۳۶)

(۴)...(نسیم الریاض شرح شفاء فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد موتہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳/۳۹۹)

کہ اے مخلوق سے افضل ذات! میں آپ سے قیامت کے روز عطا کا خواستگار رہوں)(1)

نبی اکرم ﷺ کے روضہ پر حاضری کا طریقہ:

مولانا رحمۃ اللہ سندی متن اور ملا علی قاری شرح میں فرماتے ہیں:

فاذا فرغ من ذلك قصد التوجه الى القبر المقدس وفرغ القلب من كل شيئ من امور الدنيا، واقبل بكليته لماهو بصدده ليصلح قلبه للاستمداد منه صلى الله تعالى عليه وسلم، وليلاحظ مع ذلك الاستمداد من سعة عفوه صلى الله تعالى عليه وسلم وعطفه ورأفته (اى شدة رحمته على سائر العباد) ان يسامحه فيما عجزعن ازالته من قلبه، ثم توجه (اى بالقلب والقالب) مع رعاية غاية الادب فقام تجاه الوجه الشريف متواضعا خاضعا خاشعا مع الذلة والانكسار والخشية والوقار والهيبة والافتقار غاض الطرف مكفوف الجوارح (من الحركات) فارغ القلب (عمن سوى مقصوده ومرامه) واضعا يمينه على شماله (تأدبا فى حال اجلاله) مستقبلا للوجه الكريم مستدبرا للقبلة ناظرا الى الارض متمثلا صورته الكريمة فى خيالك مستشعرا بانه صلى الله تعالى عليه وسلم عالم بحضورك وقيامك وسلامك (بل بجميع افعالك واحوالك وارتحالك ومقامك) مستحضرا عظمته وجلالته وشرفه وقدره صلى الله تعالى عليه وسلم ثم قال من غيررفع صوت (لقوله تعالى ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله الاية) ولا اخفاء (اى بالمرة لفوت الاسماع الذى هوالسنة وان كان لايخفى شيئ على الحضرة) بحضور (قلب واستحياء) السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته: ثم يقول يارسول الله اسألك الشفاعة ثلثا (لانه اقل مراتب الالحاح لتحصيل المنال فى مقام الدعاء والسؤال) وصلى الله تعالى على قاضى حاجتنا ومعطى مواداتنا سيدنا ومولانا محمد واله وصحبه اجمعين۔

(1)...(شرح قصیدہ ھمزیہ شاہ ولی اللہ فصل ششم مطبوعہ مطبع مجتبائی دھلی ص۲۳)

ترجمہ: یعنی جب مقدمات زیارت سے فارغ ہو قبر انور کی طرف توجہ کا قصد اور دل کو تمام خیالات دنیویہ سے فارغ کرے اور ہمہ تن اس طرف متوجہ ہوجائے تاکہ اس کا قلب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے استمداد کے لائق ہو بااین ہمہ جو خیال مجبورانہ دل میں باقی رہے جس کے ازالہ پر قادر نہ ہو اس کی معافی کے لئے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی کمال مغفرت ومہربانی ورافت اور تمام بندوں پر حضور ﷺ کی شدت رحمت سے مدد مانگے پھر دل وبدن دونوں سے نہایت ادب کے ساتھ مواجہ شریف میں حاضر ہو تواضع وخضوع وخشوع وتذلل وانکسار وخوف ووقار وہیبت واحتیاج کے ساتھ آنکھیں بند کئے اعضا کو حرکت سے روکے دل اس مقصود مبارک کے سوا سب سے فارغ کئے ہوئے ادب وتعظیم حضور ﷺ کے لئے دہنا ہاتھ بائیں پر رکھے حضور ﷺ کی طرف منہ اور قبلے کو پیٹھ کرے نگاہ زمین پر جمائے رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا تصور باندھے اور ہوشیار ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کی حاضری وقیام وسلام بلکہ تمام افعال واحوال اور منزل بمنزل کے قیام وارتحال پر مطلع ہیں اور حضور کی عظمت وجلال وشرف ومنزلت کو خوب خیال کرے پھر نہ تو آواز بلند ہو کہ اللہ تعالٰی ان کے حضور پست آواز کا حکم دیتا ہے نہ بالکل آہستہ جس میں سنانے کی سنت فوت ہو اگرچہ سرکار پر کچھ پوشیدہ نہیں اس طرح حضور قلب وشرم وحیا کے ساتھ عرض کرے السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر کہے یارسول اللہ ﷺ! میں حضور ﷺ سے شفاعت مانگتا ہوں یارسول! میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں یارسول اللہ! میں حضور ﷺ سے شفاعت مانگتا ہوں، تین بار اس لئے کہے کہ یہ دعا وسوال میں حصول مقصود کے واسطے ادنیٰ مرتبہ الحاح کا ہے۔ اللہ تعالٰی ہمارے حاجت روا اور مرادوں کو پورا کرنے والے ہمارے آقا ومولٰی محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل وصحابہ کرام سب پر، رحمت نازل فرمائے۔(۱)

صحابہ کرام کو نبی اکرم ﷺ کے چچا کو سلام کرنے کی خوشی:

(12) صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ ان کو نبی اکرم ﷺ کے چچا کو سلام کرکے اتنی خوشی ہوتی تھی کہ اپنے والد کو سلام کرکے بھی اتنے خوش نہ ہوتے

---

(۱)...(مسلک متقسط شرح منسک متوسط مع ارشاد الساری فصل ولو توجہ الی الزیارۃ مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ص۳۳۷... مسلک متقسط شرح منسک متوسط مع ارشاد الساری فصل ولو توجہ الی الزیارۃ مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ص۳۳۹)

تھے دیکھیے حوالہ مذکورہ۔(۱)

صحابہ نبی اکرم ﷺ کے اقرباء کو اپنے اقرباء سے زیادہ چاہتے تھے:

(13) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے رشتہ داروں کو اپنے رشتہ داروں سے بھی زیادہ چاہتے ان کا زیادہ احترام کرتے اور ہدیہ وغیرہ میں ان کو اپنے رشتہ داروں سے مقدم رکھتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لقرابۃ رسول اللہ احب الیّ ان اصل من قرابتی

ترجمہ: میں نبی اکرم ﷺ کے رشتہ داروں کو اپنے رشتہ داروں سے زیادہ صلہ رحمی کا اہل سمجھتا ہوں

اور ایک مقام پر آپ نے فرمایا:

ارقبوا محمداً ﷺ فی اہل بیتہ (۲)

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت کی حفاظت کرو۔

امام ابن حجر عسقلانی متوفی 852 فرماتے ہیں:

المراقبۃ للشئ المحافظۃ علیہ، (۳)

مراقبۃ لشیئ کا معنی ہے کسی چیز کی حفاظت کرنا۔

یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عطاء میں حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقدم رکھتے تھے اس لیے کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید کے بیٹے تھے۔ جیسا کہ امام ترمذی علیہ الرحمۃ القوی نے روایت کیا۔(۴)

نبی اکرم ﷺ پر اپنے اعضاء کی قربانی:

---

(۱)...(سیرۃ ابن ھشام، ج۳،ص۹۷، ...دلائل النبوۃ للبیہقی، ج۵،ص۲۳تا۲۵)

(۲)...(صحیح بخاری، کتاب فضائل، باب مناقب قرابۃ رسول اللہ ﷺ)

(۳)...(فتح الباری، ج7،ص79)

(۴)...(سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب زید بن حارثۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقم: 3813)

(14) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ ہر صحابی یہ تو پسند کرتا تھا کہ ہمارا ہاتھ یا کوئی اور عضو ضائع ہو جائے یا کٹ جائے لیکن یہ پسند نہیں کرتا تھا کہ ہمارے محبوب ﷺ کو کانٹا بھی چبھے۔ اور یہ بات واضح ہے اسی لیے ہی تو ابوسفیان نے کہا تھا کہ میں نے کسی قوم کو کسی سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی اصحاب رسول اللہ ﷺ ان سے کرتے ہیں اور جیسا کہ عنقریب ہم حضرت خُبیب اور زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قربانی بیان کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا:

(15) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا ایک انداز یہ تھا اگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کا باپ، یا بیٹا، یا بھائی یا شوہر، یا کوئی اور قریبی رشتہ دار اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا دشمن بن کر ان کے سامنے آجاتا تو اس کا سر قلم کر دیتے تھے۔

1۔ جیسا کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بدر میں اپنے باپ کو قتل کر دیا تھا۔

2۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا کہ "اگر تو ایک بار میری تلوار کے نیچے آجاتا تو میں تجھے اللہ ورسول اللہ ﷺ کا دشمن سمجھ کر قتل کر دیتا"۔

3۔ اور جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن سلول نے بار بار مطالبہ کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت فرمایئے میں اپنے باپ عبداللہ بن سلول کا سر قلم کر کے آپ کے پاس لاؤں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طواف بیت اللہ کرنے سے انکار کی وجہ:

(16) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت اللہ کا طواف کرنے سے انکار کر دیا جب کہ کفار نے آپ کو کہا تھا کہ آپ آئے ہیں تو آپ بیت اللہ کا طواف کرلیں تو آپ نے جواباً فرمایا:

ما کنت لافعل حتیٰ یطوف رسول اللہ ﷺ (۱)

---

(۱)... (بیہقی، السنن الکبری 9: 2221... ابن ہشام، السیرۃ النبویہ 4: 3282... طبری، التاریخ 2: 4121... قاضی عیاض، الشفاء 2: 5594... ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، 4: 6167... حلبی، السیرۃ الحلبیہ 2: 7701... ابن حبان، الثقات 1: 8299... طبری، تفسیر، 26: 986... ابن کثیر، تفسیر، 4: 187)

ترجمہ: جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ کا طواف نہیں فرما لیتے میں طواف نہیں کروں گا۔

فراقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کی حالت:

(17) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا ایک انداز اس وقت دیکھنے میں آیا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی:

علامہ تجانی فرماتے ہیں کہ کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی تو لوگ بہت بلند آواز کے ساتھ روئے اور بے ہوش ہو گئے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کا یقین نہ کرتے تھے، ان میں سے بعض جنون کی حالت میں چلے گئے، بعض کے منہ سے کچھ نہ نکلتا، بعض حضور علیہ السلام کی وفات کی خبر سن کر زمین پر بیٹھ گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت:

جن لوگوں کو کچھ جنون لاحق ہوا اس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے جو یہ کہہ رہے تھے کہ بعض منافق لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے، اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت نہیں ہوئے بلکہ اپنے رب کے پاس ایسے ہی چلے گئے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام گئے ہیں وہ اپنی قوم سے چالیس دن غائب ہوئے تھے پھر لوٹ آئے تھے، اللہ کی قسم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آئیں گے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تھے، عنقریب ان لوگوں کے ہاتھوں کو کاٹ دیا جائے گا جو یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔

حضرت عثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حالت:

حضرت عثمان رضی اللہ [illegible] عنہ تو اپنے منہ سے کچھ نہ بولتے تھے، اور حضرت علی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر زمین پر بیٹھ گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت:

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ملی تو آپ اس حال میں تشریف لائے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور آپ کا سانس پھولا ہوا تھا لیکن اس کے باوجود آپ عقلاً اور کلاماً صبر کا پہاڑ بنے ہوئے تھے، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ میں داخل ہوئے تو:

فاکب علیه و کشف وجهه و مسحه و قبل جبینه و جعل یبکی

نبی اکرم ﷺ پر جھکے آپ ﷺ کے مبارک چہرے سے پردہ ہٹایا اس پر اپنے ہاتھ پھیرے اور آپ ﷺ کی منور پیشانی کو بوسہ دیا پھر آپ بھی رونے لگ پڑے۔

پھر ان لوگوں کے پاس آئے جن پر مصیبتوں اور پریشانیوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے، اور ان میں کھڑے ہو کر مشہور خطبہ ارشاد فرمایا۔(۱)

جب نبی اکرم ﷺ کے یاد آتی تو:

(18) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نبی اکرم ﷺ کی یاد آتی تو ان کے آنسو نکل آتے، یا آپ کے حجرہ مبارک کے پاس سے گزرتے یا آپ کی کسی چیز کو دیکھتے تو نبی اکرم ﷺ کی جدائی پر عدم صبر کی وجہ سے اپنے چہروں پر ہاتھ رکھ لیتے تھے۔

أَنَّ مُعَاذَ بْنَ رِفَاعَةَ أَخْبَرَهُ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكَى، فَقَالَ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الأَوَّلِ عَلَى الْمِنْبَرِ، ثُمَّ بَكَى، فَقَالَ " اسْأَلُوا اللهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فَإِنَّ أَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرًا مِنَ الْعَافِيَةِ "(۲)

ترجمہ: رفاعہ بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے، اور روئے، پھر کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے پہلے سال منبر پر چڑھے، روئے، پھر کہا: اللہ سے (گناہوں سے) عفو و درگزر اور مصیبتوں اور گمراہیوں سے عافیت طلب کرو کیونکہ ایمان و یقین کے بعد کسی بندے کو عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں دی گئی۔

حضور کی جدائی میں شیخین اور حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہم رونے لگے پڑے:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا، كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا

---

(۱)...(نسیم الریاض، باب اول، ج1، ص345)

(۲)...(قال الألبانی: حسن صحیح، ابن ماجۃ (3849) سنن الترمذی الألبانی: حدیث نمبر 3558)

إِلَيْهَا بَكَتْ، فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيكِ؟ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ فَقَالَتْ مَا أَبْكِي أَنْ لَا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ، فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا (۱)

ترجمہ: حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) نے رسول اللہ کی وفات کے بعد حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) سے فرمایا کہ ہمارے ساتھ حضرت ام ایمن کی طرف چلو تاکہ ہم ان کی زیارت کریں جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ ان کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے تو جب ہم حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف پہنچے تو وہ رونے لگ گئیں دونوں حضرات نے حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا آپ کیوں روتی ہیں جو اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسول اللہ ﷺ کے لئے بہتر ہے حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں کہ میں اس وجہ سے نہیں روتی کہ میں یہ نہیں جانتی کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسول ﷺ کے لئے بہتر ہے بلکہ میں اس وجہ سے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی آنی منقطع ہوگئی حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہ کہنے سے ان دونوں حضرات کو بھی رونا آگیا اور پھر یہ دونوں حضرات بھی حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ساتھ رونے لگ گئے۔

نوٹ: یاد رہے کہ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم ﷺ کی باندی تھیں۔

اسی طرح روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی نبی اکرم ﷺ کا ذکر کرتے تو آپ کے آنسو نکل آتے جیسا کہ امام دارمی نے روایت کیا ہے۔ (۲)

نبی اکرم ﷺ کی زوجہ کے انتقال پر سجدہ کیوں کیا؟:

(19) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب نبی اکرم ﷺ کی ازواج میں سے کسی کی موت کی خبر دی جاتی ہو آپ سجدہ کرتے، اسی طرح ایک بار آپ صبح کی نماز کے بعد بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ حضرت ام

(۱)... (صحیح مسلم، کتاب الفضائل الصحابة باب من فضائل أم أيمن رضي الله عنها، رقم: 103)

(۲)... (سنن دارمی ج1، ص40... طبقات الکبری ج4، ص168)

المومنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا ہے تو آپ نے سجدہ کیا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ اس وقت سجدہ کیوں کر رہے ہیں؟؟؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب بھی تم کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرو" تو ازواجِ نبی ﷺ میں سے کسی کی وفات سے بڑھ کو اور کوئی نشانی کیا ہو سکتی ہے؟؟" (۱)

حضور ﷺ کی پسند ہماری پسند:

(20) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر اس چیز سے محبت کرتے اور اسے پسند فرماتے تھے جو نبی اکرم ﷺ کو پسند ہوتی تھی اور اس چیز سے نفرت کرتے جس کو نبی اکرم ﷺ مکروہ جانتے تھے، اس بارے میں ہم حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان افروز واقعہ بیان کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں ہم یہاں پر صرف دو احادیث ذکر کرتے ہیں۔

عن مالك بن انس عن اسحٰق بن عبد الله ابن اَبِیْ طلحة انه سمع انس بن مالك يَقُوْلُ اِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ فَقَالَ اَنَسْ رَضِيَ اللهُ عَنْه فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ خُبْزًا مِنْ شَعِيْرٍ وَ مَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَّ قَدِيْدٌ قَالَ اَنَسْ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءُ حَوَالِي الْقَصْعَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ۔ (۲)

حضرت عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک درزی نے دعوت کی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کی معیت میں گیا آپ ﷺ کی خدمت میں جو کی روٹی اور شوربہ کدو والا جس میں سکھائے ہوئے گوشت کو ڈالا گیا تھا پیش کیا گیا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو پیالہ کے کناروں سے کدو ڈھونڈتے ہوئے دیکھا چنانچہ میں بھی اسی روز سے کدو سے محبت کرتا ہوں۔

---

(۱)...(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب السجود عند الآیات، رقم: 1185... سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی ﷺ، رقم: 3891)

(۲)...(شمائل ترمذی رقم: 154، صحیح ابن حبان: رقم الحدیث: 4539، صحیح البخاری: رقم الحدیث: 1950، مسند الصحابۃ فی الکتب التسعۃ: جز: 18، ص: 430)

حضرت عائشہ مہندی کو کیوں ناپسند کرتیں:

اسی طرح ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک عورت حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی، اور آپ سے مہندی کے خضاب کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

لا باس به لكني اكرهه كان حبيبي رسول الله ﷺ يكره ريحه (۱)

ترجمہ: اس میں کوئی حرج نہیں لیکن میں اس کو اس وجہ سے ناپسند کرتی ہوں کہ میرے حبیب رسول اللہ ﷺ کو اس کی بو اچھی نہیں لگتی تھی۔

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا، قَالَ مَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ؟ قَالَ رَأَيْتُكَ لاَ تَمَسُّ مِنَ الأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ، وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ، وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ، وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ، أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلاَلَ، وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتَّى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَمَّا الأَرْكَانُ " فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ، وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا، وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا، (۲)

ترجمہ: عبید اللہ بن جریج سے روایت ہے کہ انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے ابو عبد الرحمٰن! میں نے تمہیں چار ایسے کام کرتے ہوئے دیکھا ہے جنھیں تمہارے ساتھیوں کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ وہ کہنے لگے، اے ابن جریج! وہ کیا ہیں؟ ابن جریج نے کہا کہ میں نے طواف کے وقت آپ کو دیکھا کہ دو یمانی رکنوں کے سوا کسی اور رکن کو آپ نہیں چھوتے ہو۔ (دوسرا) میں نے آپ کو سبتی جوتے پہنے ہوئے دیکھا اور (تیسرا) میں نے دیکھا کہ آپ زرد رنگ استعمال کرتے ہو اور (چوتھی

---

(۱)...(سنن ابي داؤد. كتاب الترجل. باب في الخضاب للنساء. رقم: 4164... سنن نسائي. كتاب الزينة. باب كراهية ريح الحناء. ج8. ص142)

(۲)...(صحيح بخاري. كتاب الوضوء. بَابُ النِّعَالِ السِّبْتِيَّةِ وَغَيْرِهَا. ج7. ص153.. صحيح مسلم. كتاب الحج. بَابُ الإِهْلَالِ مِنْ حَيْثُ تَنْبَعِثُ الرَّاحِلَةُ رقم: 25)

بات) میں نے یہ دیکھی کہ جب آپ مکہ میں تھے، لوگ (ذی الحجہ کا) چاند دیکھ کر لبیک پکارنے لگتے ہیں۔ (اور) حج کا احرام باندھ لیتے ہیں اور آپ آٹھویں تاریخ تک احرام نہیں باندھتے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ (دوسرے) ارکان کو تو میں یوں نہیں چھوتا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمانی رکنوں کے علاوہ کسی اور رکن کو چھوتے ہوئے نہیں دیکھا اور رہے جوتے، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے جوتے پہنے ہوئے دیکھا کہ جن کے چمڑے پر بال نہیں تھے اور آپ انہیں کو پہنے پہنے وضو فرمایا کرتے تھے، تو میں بھی انہی کو پہننا پسند کرتا ہوں اور زرد رنگ کی بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ رنگتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو میں بھی اسی رنگ سے رنگنا پسند کرتا ہوں اور احرام باندھنے کا معاملہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک احرام باندھتے ہوئے نہیں دیکھا جب تک آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر نہ چل پڑتی۔

ہر موذی چیز سے نبی اکرم ﷺ کا دفاع کرنا:

(21) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر ایذاء رساں چیز، بات، قول، وغیرہ سے نبی اکرم ﷺ کا دفاع فرماتے تھے حتیٰ کہ بعض صحابہ نے تو نبی اکرم ﷺ کو تکلیف دینے والے کو قتل کر دیا، اور صحابہ اپنے نبی ا کے دفاع میں ہر چیز کو حقیر جانتے تھے یعنی نبی اکرم ﷺ کے دفاع میں کسی چیز کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے جیسا کہ عنقریب فصل ثالث میں آئے گا۔

سنتِ نبوی ﷺ کی حفاظت:

(22) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم ﷺ کی سنتوں اور آپ کے طریقہ کی حفاظت بھی کرتے تھے اسی پر عمل کرتے، اسی پر اعتماد کرتے، اس کے ثبوت میں دلائل دیتے، اس کو پھیلانے کا حکم دیتے، اور مجالس ومحافل کا انعقاد کر کے سنتوں کا تذکرہ کرتے اس پر احادیث کی روشنی میں ہم دوسری فصل میں بحث کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

تابعین عظام کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور آپ کی تعظم وتوقیر کرنے کا بیان

امام ابن سرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

وَكَانَ ابْنُ سِيرِينَ ربما يضحك فإذا ذكر عنده حديث النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَشَعَ۝

ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ہنس مکھ آدمی تھے۔لیکن جب بھی ان کے سامنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کی جاتی تو متواضع ہو جاتے۔

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ قُلْتُ لِعَبِيدَةَ »عِنْدَنَا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنَسٍ أَوْ مِنْ قِبَلِ أَهْلِ أَنَسٍ« فَقَالَ لَأَنْ تَكُونَ عِنْدِي شَعَرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا(۲)

ترجمہ: حضرت ابن سیرین سے روایت ہے کہ، میں نے عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال (مبارک) ہیں، جو ہمیں انس رضی اللہ عنہ سے یا انس رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کی طرف سے ملے ہیں۔(یہ سن کر) عبیدہ نے کہا کہ اگر میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال بھی ہوتو وہ میرے لیے ساری دنیا اور اس کی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔

امام ذہبی علیہ الرحمۃ القوی کا محبت نامہ:

امام ذہبی علیہ الرحمۃ القوی اس حدیث پر تعلیقاً فرماتے ہیں کہ:

قُلْتُ هَذَا القَوْلُ مِنْ عَبِيْدَةَ هُوَ مِعْيَارُ كَمَالِ الحُبِّ، وَهُوَ أَنْ يُؤْثِرَ شَعْرَةً نَبَوِيَّةً عَلَى كُلِّ ذَهَبٍ

---

(۱)...(الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفيحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ الْفَصْلُ الثَّالِثُ حُرْمَتُهُ وَتَوْقِيرُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ج2 ص93)

(۲)...(صحیح بخاری، كتاب الوضوء، بَابُ المَاءِ الَّذِي يُغْسَلُ بِهِ شَعَرُ الإِنْسَانِ، رقم: 170)

وَفِضَّةٍ بِأَيْدِي النَّاسِ وَمِثْلُ هَذَا يَقُوْلُهُ هَذَا الإِمَامُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِيْنَ سَنَةً، فَمَا الَّذِي نَقُوْلُهُ نَحْنُ فِي وَقْتِنَا لَوْ وَجَدْنَا بَعْضَ شَعْرِهِ أَوْ شِسْعَ نَعْلٍ كَانَ لَهُ أَوْ قُلَامَةَ ظُفْرٍ أَوْ شَقَفَةً مِنْ إِنَاءٍ شَرِبَ فِيْهِ فَلَوْ بَذَلَ الغَنِيُّ مُعْظَمَ أَمْوَالِهِ فِي تَحْصِيْلِ شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ عِنْدَهُ أَكُنْتَ تَعُدُّهُ مُبَذِّراً أَوْ سَفِيْهاً كَلَّا فَابْذُلْ مَا لَكَ فِي زَوْرَةِ مَسْجِدِهِ الَّذِي بَنَى فِيْهِ بِيَدِهِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ عِنْدَ حُجْرَتِهِ فِي بَلَدِهِ وَالتَذَّ بِالنَّظَرِ إِلَى أُحُدِهِ وَأَحِبَّهُ فَقَدْ كَانَ نَبِيُّكَ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- يُحِبُّه وَتَمَلَّأْ بِالحُلُوْلِ فِي رَوْضَتِهِ وَمَقْعَدِهِ, فَلَنْ تَكُوْنَ مُؤْمِناً حَتَّى يَكُوْنَ هَذَا السَّيِّدُ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ وَوَلَدِكَ وَأَمْوَالِكَ وَالنَّاسِ كُلِّهِم وَقَبِّلْ حَجَراً مُكَرَّماً نَزَلَ مِنَ الجَنَّةِ, وَضَعْ فَمَكَ لَاثِماً مَكَاناً قَبَّلَهُ سَيِّدُ البَشَرِ بِيَقِيْنٍ فَهَنَّاكَ اللهُ بِمَا أَعْطَاكَ فَمَا فَوْقَ ذَلِكَ مَفْخَرٌ وَلَوْ ظَفِرْنَا بِالمِحْجَنِ الَّذِي أَشَارَ بِهِ الرَّسُوْلُ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِلَى الحَجَرِ ثُمَّ قَبَّلَ مِحْجَنَهُ لَحُقَّ لَنَا أَنْ نَزْدَحِمَ عَلَى ذَلِكَ المِحْجَنِ بِالتَّقْبِيْلِ وَالتَّبْجِيْلِ وَنَحْنُ نَدْرِي بِالضَّرُوْرَةِ أَنَّ تَقْبِيْلَ الحَجَرِ أَرْفَعُ وَأَفْضَلُ مِنْ تَقْبِيْلِ مِحْجَنِهِ وَنَعْلِهِ

وَقَدْ كَانَ ثَابِتُ البُنَانِيّ إِذَا رَأَى أَنَسَ بنَ مَالِكٍ أَخَذَ يَدَهُ، فَقَبَّلَهَا، وَيَقُوْلُ يَدٌ مَسَّتْ يَدَ رَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَنَقُوْلُ نَحْنُ إِذْ فَاتَنَا ذَلِكَ حَجَرٌ مُعَظَّمٌ بِمَنْزِلَةِ يَمِيْنِ اللهِ فِي الأَرْضِ مَسَّتْهُ شَفَتَا نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فَاتَكَ الحَجُّ, وَتَلَقَّيْتَ, الوَفْدَ فَالْتَزِمِ الحَاجَّ, وَقَبِّلْ فَمَهُ, وَقُلْ فَمٌ مَسَّ بِالتَّقْبِيْلِ حَجَراً قَبَّلَهُ خَلِيْلِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول کمال محبت کا معیار ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے بال مبارک کو لوگوں کے سونے اور چاندی سے افضل قرار دے رہے ہیں۔ اور اس قول کی مثل جوان امام نے نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد پچاس سال گزر جانے پر کہا ہے اسی کی مثل ہم بھی اپنے اس وقت میں کہتے ہیں کہ اگر ہم نبی اکرم ﷺ کے بعض بال مبارک یا نبی اکرم ﷺ کے نعلین مبارک کے تسمے، یا ناخن مبارک کا تراشہ، یا اُس برتن کا کوئی حصہ جس میں نبی اکرم ﷺ نے پانی پیا ہو، تو اگر کوئی مالدار آدمی ان تبرکات کو حاصل کرنے میں اپنے سارا مال خرچ کر دے تو کیا تم اس کو فضول خرچ اور

بیوقوف کہو گے؟؟ نہیں ہرگز نہیں اس لیے تم بھی اپنا مال اس مسجد کی زیارت کے لیے خرچ کرو جس کو نبی اکرم ﷺ اپنے دست مبارک سے اپنے حجرہ مبارک کے قریب اپنے مقدس شہر میں بنایا، اور جبل اُحد کی طرف دیکھ کر لذت حاصل کرو کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ اس سے محبت فرماتے تھے اور نبی اکرم ﷺ کے روضہ مبارک میں فنا ہو جاؤ۔ تم اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک نبی اکرم ﷺ تم کو تمہاری جان، اولاد، (والدین) تمہارے مال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں۔

اور اس مکرم پتھر (حجر اسود) کو بوسہ دو جو جنت سے نازل ہوا ہے اور اس پر اپنے منہ رکھو خصوصا اس جگہ جہاں سے نبی اکرم ﷺ نے اس کو بوسہ دیا کیا اس سے بڑھ کر کوئی فخر والی بات ہے؟؟ اور اگر ہم کو وہ چھڑی مل جائے جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ حجر اسود کی طرف اشارہ فرما کر اس کو بوسہ دیتے تھے تو ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اس کو بوسہ دینے کے لیے اور اس کی تکریم کے لیے اکٹھے ہو جائیں، لیکن ہم یہ تو جانتے ہی ہیں کہ حجر اسود کو بوسہ دینا آپ ﷺ کی چھڑی اور نعلین مبارک کو بوسہ دینے سے افضل ہے (۱)

حضرت ثابت بنانی علیہ الرحمۃ جب بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے تو آپ کا دست مبارک پکڑ کر بوسہ دیتے اور فرماتے یہ وہ ہاتھ مبارک ہے جس نے نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک کو چھوا ہے، تو ہم کو جب یہ مواقع نہیں مل سکتے تو ہمارے لیے حجر اسود کو بوسہ دینا اللہ تعالیٰ کی برکت حاصل کرنے مترادف ہے اور تم کو حج کا شرف حاصل نہ ہو اس وفد سے ملاقات کرو جو حج سے واپس آیا ہے اور حاجی کے منہ کو بوسہ دو اور کہو کہ یہ وہ منہ مبارک ہے جس نے اُس پتھر کو بوسہ دیا ہے جس کو میرے محبوب ﷺ نے بوسہ دیا تھا۔ (۲)

امام مالک کے استاذ امام سختیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبتِ رسول ﷺ:

وَقَالَ مَالِكٌ وَقَدْ سُئِلَ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ مَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ أَحَدٍ إِلَّا وَأَيُّوبُ أفضل منه قال

۱۔۔۔افضل اس وقت ہے جب نیت یہ ہو کہ حجر اسود کو نبی اکرم ﷺ کا منہ مبارک لگا ہے اور چھڑی آپ کو ہاتھ اور نعلین کو پاؤں مبارک لگے ہیں تو جب نبی اکرم ﷺ کا منہ مبارک آپ کے ہاتھوں اور قدموں سے افضل ہے تو حجر اسود کو بوسہ دینا بھی افضل ہوا، اور اگر نیت میں کوئی اور فتور ہو تو ہم بزبان اعلیٰ حضرت کہتے ہیں: وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا، ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی" ابو احمد غفرلہ"

(۱)...(سیر اعلام النبلاء، ج5، ص9 تذکرۃ حضرت عبیدۃ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

وَحَجَّ حَجَّتَيْنِ فَكُنْتُ أَرْمُقُهُ وَلَا أَسْمَعُ مِنْهُ غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا ذُكِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَى حَتَّى أَرْحَمُهُ فَلَمَّا رَأَيْتُ مِنْهُ مَا رَأَيْتُ وَإِجْلَالَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبْتُ عَنْهُ (۱)

ترجمہ: حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایوب سختیانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا میں تم میں سے جس کو بھی حدیث بیان کروں گا ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سے افضل ہو گے پھر فرمایا میں نے انہیں دو حج کرتے دیکھا میں ان کو دیکھتا اور سنتا تھا کہ جب نبی کریم ﷺ کا ذکر ہوتا تو وہ اتنا روتے کہ مجھے ان پر رحم آ جاتا۔ میں نے ان کی یہ بات تو دیکھی سو دیکھی لیکن نبی کریم ﷺ کی انتہائی تعظیم کرتے دیکھا تب میں نے ان سے حدیث لکھی۔

امام مالک رضی اللہ عنہ کی محبتِ رسول ﷺ:

وَقَالَ مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ »كَانَ مَالِكٌ إِذَا ذُكِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ لَوْنُهُ وَيَنْحَنِي حَتَّى يَصْعُبَ ذَلِكَ عَلَى جُلَسَائِهِ« فَقِيلَ لَهُ يَوْمًا فِي ذَلِكَ فَقَالَ لَوْ رَأَيْتُمْ مَا رَأَيْتُ لَمَا أَنْكَرْتُمْ عَلَيَّ مَا تَرَوْنَ«.(۲)

ترجمہ: مصعب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ حال تھا کہ جب ان کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو ان کا رنگ بدل جاتا اور خوب جھک جاتے (متواضع ہو جاتے) حتیٰ کہ ان کے مصاحبوں کو گراں معلوم ہوتا۔ ایک دن اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

اگر تم وہ دیکھو جو میں دیکھتا ہوں تو ضرور اپنے دیکھے ہوئے کا انکار کرو۔

وَلَمَّا كَثُرَ عَلَى مَالِكٍ النَّاسُ قِيلَ لَهُ »لَوْ جَعَلْتَ مُسْتَمْلِيًا يُسْمِعُهُمْ فَقَالَ قَالَ اللهُ تعالى

---

(۱)...(الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفيحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ الْفَصْلُ الثَّالِثُ حُرْمَتُهُ وَتَوْقِيرُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ج2، ص93)

(۲)...(الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفيحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ الْفَصْلُ الثَّالِثُ حُرْمَتُهُ وَتَوْقِيرُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ج2، ص93)

"یا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ" وَحُرْمَتُہُ حَیًّا وَمَیِّتًا سَوَاءٌ.(۱)

اور جب حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لوگ بکثرت آنے لگے تو ان سے عرض کیا گیا۔ اگر آپ ایک مستملی بنالیں تو لوگ سننے لگیں۔ (مستملی اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنے شیخ سے حدیث سنتا ہے۔ پھر اس کو ایک جماعت کے سامنے پڑھ کر سنا دیتا ہے۔)

اس پر امام مالک علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو۔ آپ کی حرمت وعزت حیات ووفات میں برابر ہے۔

تابعی رسول حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ کی محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

وَلَقَدْ کُنْتُ أَرَی مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْکَدِرِ وَکَانَ سَیِّدَ الْقُرَّاءِ، لَا نَکَادُ نَسْأَلُہُ عَنْ حَدِیثٍ أَبَدًا إِلَّا یَبْکِی حَتَّی نَرْحَمَہُ (۲)

(مصعب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ) میں نے محمد بن منذر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا وہ قاریوں کے سردار تھے۔ جب کبھی بھی ہم ان سے حدیث کے بارے میں سوال کرتے تو وہ اتنا روتے کہ ہمیں ان پر رحم آتا۔

امام جعفر بن محمد الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

وَلَقَدْ کُنْتُ أَرَی جعفر بن محمد وَکَانَ کَثِیرَ الدُّعَابَةِ وَالتَّبَسُّمِ فَإِذَا ذُکِرَ عِنْدَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اصْفَرَّ وَمَا رَأَیْتُہُ یُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ علیہ وسلم إلا علی طھارۃ ولقد اخْتَلَفْتُ إِلَیْہِ زَمَانًا، فَمَا کُنْتُ أَرَاہُ إِلَّا عَلَی ثَلَاثِ خِصَالٍ إِمَّا مُصَلِّیًا وَإِمَّا صَامِتًا، وَإِمَّا یَقْرَأُ

(۱)...(الکتاب: الشفا بتعریف حقوق المصطفی. المؤلف: عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرون الیحصبی السبتی، أبو الفضل (المتوفی: 544ھ) الناشر: دار الفیحاء - عمان. الطبعة: الثانیة - 1407 ھ الفَصْلُ الثَّالِثُ حُرْمَتُہُ وَتَوْقِیرُہُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. ج 2، ص 93)

(۲)...(الکتاب: الشفا بتعریف حقوق المصطفی. المؤلف: عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرون الیحصبی السبتی، أبو الفضل (المتوفی: 544ھ) الناشر: دار الفیحاء - عمان. الطبعة: الثانیة - 1407 ھ الفَصْلُ الثَّالِثُ حُرْمَتُہُ وَتَوْقِیرُہُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. ج 2، ص 93)

الْقُرْآنَ وَلَا یَتَکَلَّمُ فِیْمَا لَا یَعْنِیْهِ وَكَانَ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْعُبَّادِ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ.(۱)

(مصعب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ) بیشک ہم نے امام جعفر بن محمد (صادق) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا ہے۔ حالانکہ وہ انتہائی خوش مزاج اور ظریف الطبع تھے لیکن جب بھی ان کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکرِ جمیل کیا جاتا تو ان کا چہرہ زرد ہو جاتا تھا اور میں نے ان کو کبھی بے وضو حدیث بیان کرتے نہیں دیکھا۔ میں نے ان کے پاس طویل زمانہ گزارا ہے۔ میں نے ان میں تین خاص عادتیں دیکھیں یا تو وہ نماز پڑھتے ہوتے یا خاموش رہتے' یا تلاوت قرآن کریم میں مشغول ہوتے اور وہ بیہودہ بات تو کرتے ہی نہ تھے۔ یہ ان علماء و عباد میں سے تھے جو اللہ عزوجل سے ڈرتے تھے۔

تابعیِ رسول حضرت عبدالرحمن بن قاسم رضی اللہ عنہ کی محبتِ رسول ﷺ:

وَلَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ یَذْكُرُ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُنْظَرُ إِلَى لَوْنِهِ كَأَنَّهُ نُزِفَ مِنْهُ الدَّمُ، وَقَدْ جَفَّ لِسَانُهُ فِیْ فَمِهِ هَیْبَةً مِنْهُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (۲)

عبدالرحمن بن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتے ہوتے تو ان کے چہرے کا رنگ دیکھا جاتا کہ وہ ایسا ہو گیا کہ گویا اس سے خون نچوڑ لیا گیا ہے اور حضور ﷺ کے ہیبت وجلال سے ان کا منہ اور زبان خشک ہو جاتی۔

عامر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت رسول ﷺ:

وَلَقَدْ كُنْتُ آتِیْ عَامِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بن الزبیر، فإذا ذُكِرَ عِنْدَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَكَى حَتَّى لَا یَبْقَى فِیْ عَیْنَیْهِ دُمُوْعٌ(۳)

اور عامر بن عبداللہ بن زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس میں آیا کرتا تھا۔ جب بھی ان کے سامنے نبی

---

(۱)...(الکتاب: الشفا بتعریف حقوق المصطفى. المؤلف: عیاض بن موسى بن عیاض بن عمرون الیحصبی السبتی، أبو الفضل (المتوفى: 544ھ) الناشر: دار الفیحاء - عمان. الطبعة: الثانیة - 1407 ھ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ حُرْمَتُهُ وَتَوْقِیْرُهُ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. ج2، ص93)

(۲)...(الکتاب: الشفا بتعریف حقوق المصطفى. المؤلف: عیاض بن موسى بن عیاض بن عمرون الیحصبی السبتی، أبو الفضل (المتوفى: 544ھ) الناشر: دار الفیحاء - عمان. الطبعة: الثانیة - 1407 ھ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ حُرْمَتُهُ وَتَوْقِیْرُهُ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. ج2، ص93)

(۳)...(الکتاب: الشفا بتعریف حقوق المصطفى. المؤلف: عیاض بن موسى بن عیاض بن عمرون الیحصبی السبتی، أبو الفضل (المتوفى: 544ھ) الناشر: دار الفیحاء - عمان. الطبعة: الثانیة - 1407 ھ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ حُرْمَتُهُ وَتَوْقِیْرُهُ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. ج2، ص93)

کریم ﷺ کا ذکر جمیل کیا جاتا تو وہ اتنا روتے کہ ان کی آنکھوں میں آنسو تک نہ رہتا۔

امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت رسول ﷺ:

وَلَقَدْ رَأَيْتُ الزُّهْرِيَّ وَكَانَ مِنْ أَهْنَإِ النَّاسِ وَأَقْرَبِهِمْ، فَإِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَأَنَّهُ مَا عَرَفَكَ وَلَا عَرَفْتَهُ.(۱)

اور میں نے زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا کہ وہ بڑے نرم دل اور ملنسار تھے۔ پس جب بھی ان کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو وہ ایسے ہو جاتے گویا کہ نہ تم نے ان کو دیکھا اور نہ انہوں نے تم کو دیکھا۔

حضرت سفیان بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت رسول ﷺ:

وَلَقَدْ كُنْتُ آتِي صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ، وَكَانَ مِنَ الْمُتَعَبِّدِينَ الْمُجْتَهِدِينَ فَإِذَا ذُكِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَى فَلَا يَزَالُ يَبْكِي حَتَّى يَقُومَ النَّاسُ عَنْهُ وَيَتْرُكُوهُ.(۲)

اور میں صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آتا جاتا تھا بلاشبہ وہ عبادت گزار مجتہدین میں سے تھے۔ پس جب بھی ان کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر ہوتا تو رو پڑتے۔ اتنی دیر روتے رہتے کہ لوگ انہیں چھوڑ کر چلے جاتے۔

تابعی رسول ﷺ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی محبت رسول ﷺ:

وَرُوِيَ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ الْحَدِيثَ أَخَذَهُ الْعَوِيلُ وَالزَّوِيلُ» (۳)

قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جب بھی حدیث سنتے تو چیخ مارتے اور گھبرا جاتے تھے۔

---

(۱)...(الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ)الناشر: دار الفيحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ الْفَصْلُ الثَّالِثُ حُرْمَتُهُ وَتَوْقِيرُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ج2.ص93)

(۲)...(الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ)الناشر: دار الفيحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ الْفَصْلُ الثَّالِثُ حُرْمَتُهُ وَتَوْقِيرُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ج2.ص93)

(۳)...(الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ)الناشر: دار الفيحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ الْفَصْلُ الثَّالِثُ حُرْمَتُهُ وَتَوْقِيرُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ج2.ص93)

حضرت عبدالرحمن بن مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيّ إِذَا قَرَأَ حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ بِالسُّكُوتِ وَقَالَ »لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ« وَيَتَأَوَّلُ أَنَّهُ يَجِبُ لَهُ مِنَ الْإِنْصَاتِ عِنْدَ قِرَاءَةِ حَدِيثِهِ مَا يَجِبُ لَهُ عِنْدَ سَمَاعِ قوله (۱)

اور حضرت عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب حدیث نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے تو خاموش رہنے کا حکم فرماتے اور فرماتے کہ" اپنی آوازوں کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آواز مبارک سے بلند نہ کرو" (پ ۲٦ الحجرات ۲) اس کی تاویل میں کہتے کہ قرأت حدیث کے وقت خاموش رہنا واجب ہے جیسا کہ خود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سننے کے وقت سکوت واجب ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بیان میں تابعین کا ادب نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

تابعین کرام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بے وضو اور کھڑے ہو کر بیان نہیں کرتے تھے اور نہ ہی وہ بیانِ حدیث کے وقت آواز کو بلند کرنے کی اجازت دیتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیات اور وفات یکساں ہیں جیسا کہ کچھ ماقبل میں گزرا مزید کچھ بیان کرتا ہوں۔

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تحفظ ناموسِ حدیث:

عَنْ مُسْلِمِ الْبَطِينِ عَنْ عَمْرِو بنِ مَيْمُونٍ قَالَ اخْتَلَفْتُ إِلَى ابنِ مَسْعُودٍ سَنَةً فَمَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنَّهُ حَدَّثَ يَوْمًا فَجَرَى عَلَى لِسَانِهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَلَاهُ كَرْبٌ حَتَّى رَأَيْتُ الْعَرَقَ يَتَحَدَّرُ عَنْ جَبْهَتِهِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا إِنْ شَاءَ اللهُ أَوْ فَوْقَ ذَا أَوْ مَا دُونَ ذَا أَوْ مَا هُوَ قَرِيبٌ من ذا، وَفِي رِوَايَةٍ فَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ وَفِي رِوَايَةٍ وَقَدْ تَغَرْغَرَتْ

---

(۱)...(الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفيحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ الْفَصْلُ الثَّالِثُ حُرْمَتُهُ وَتَوْقِيرُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ج2، ص93)

عَيْنَاهُ وانتفخت أَوْدَاجُهُ(۱)

ترجمہ: عمرو ابن میمون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بالا سناد مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک سال حاضر رہا۔ میں نے نہیں سنا کہ انہوں نے یہ کہا ہو کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا'' مگر ایک دن حدیث بیان کرتے ہوئے ان کی زبان سے یہ جاری ہوگیا۔ پھر وہ اتنے رنجیدہ ہوئے کہ پیشانی پر پسینہ دیکھا اور وہ ٹپک رہا تھا۔ پھر فرمایا: انشاء اللہ عزوجل ایسا ہی ہے یا اس سے کم وزیادہ یا اس کے قریب قریب۔ (اللہ اللہ یہ روایت میں ادب اور احتیاط ہے۔ مترجم) اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ان کی رگیں پھول گئیں۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تحفظ ناموسِ حدیث:

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بن عَبْد الله بن قُرَيْم الْأَنْصَارِيُّ قَاضِي الْمَدِينَةِ مَرَّ مالك ابن أَنَس عَلَى أَبِي حازِم وَهُوَ يُحَدِّثُ فَجَازَهُ وَقَالَ إِنِّي لَمْ أَجِدْ مَوْضِعًا أَجْلِسُ فِيهِ فَكَرِهْتُ أَنْ آخُذَ حَدِيث رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا قَائِم(۲)

ابراہیم بن عبداللہ بن قُرَیم انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قاضی مدینہ منورہ کہتے ہیں کہ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابو حازم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر گزرے کہ وہ حدیث بیان کررہے تھے سو آپ وہاں سے گزر گئے اور فرمایا کہ میں نے ایسی جگہ نہ پائی کہ بیٹھ سکوں اور اس کو ناپسند کرتا ہوں کہ کھڑے کھڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی سماعت کروں۔

وَقَالَ أَبُو مُصْعَب كَانَ مَالِكُ بن أَنَس لَا يُحَدِّثُ بِحَدِيث رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا

---

(۱)...(سنن دارمی جلد۱ صفحہ ۸۲...... الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفيحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وسنته)

(۲)...(الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفيحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وسنته)

وَهُوَعَلَى وُضُوْءٍ إِجْلَالاً لَهُ (۱)

ابومصعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اظہار عظمت و جلال کے لئے وضو کر کے حدیث رسول ﷺ بیان کرتے تھے۔ حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب کوئی حدیث بیان فرماتے تو وضو کرتے، مؤدب بیٹھتے اور عمدہ لباس پہنتے، پھر حدیث بیان کرتے۔

وَحَكَى مَالِكٌ ذَلِكَ عَنْ جَعْفَرِ بن محمد، وقال مصعب ابن عَبْدِ الله كَانَ مَالِكُ بن أَنَس إِذَا حَدَّثَ عَن رَسُول الله صَلَّى الله عَلَيْهِوَسَلَّم تَوَضَّأَ وَتَهَيَّأَ وَلَبِس ثِيَابَه ثُمَّ يُحدث قَال مُصْعَب فَسُئِل عَن ذَلِك فَقَال إِنَّه حَدِيث رسول الله صلى الله عليه وسلم (۲)

مصعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس اہتمام کے بارے میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے پوچھا۔ فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔ (گویا بیانِ حدیث میں جتنا بھی اہتمام وادب ملحوظ رکھا جائے درحقیقت اس سے عظمت وشانِ رسول ﷺ کا اظہار ہوتا ہے۔)

قَال ابن أَبِي أُوَيْس فَقِيل لِمَالِكٍ فِي ذَلِك فَقَال أُحِبُّ أَن أُعَظِّم حَدِيث رَسُول الله صلى الله عليه وَسَلَّم وَلَا أُحَدِّث بِه إِلَّا عَلَى طَهَارَة مُتَمَكِّنًا، قَال وَكَان يَكْرَه أَن يُحَدِّث فِي الطَّرِيق أَو وَهُوَ قَائِم أَو مُسْتَعْجِل وَقَال أُحِبُّ أَن أُفَهِّم حَدِيث رَسُول الله صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّم (۳)

ابن ابی اویس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس بارے میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: میں اسے بہت محبوب رکھتا ہوں کہ حدیث رسول ﷺ کی خوب تعظیم کروں۔ میں باوضو بیٹھ کر حدیث بیان کرتا ہوں۔ فرمایا: میں اسے مکروہ جانتا ہوں کہ راستہ میں

---

(۱)...(الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفيحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وسنته)

(۲)...(الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفيحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وسنته)

(۳)...(الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفيحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وسنته)

یا کھڑے کھڑے یا جلدی میں حدیث بیان کی جائے اور فرمایا کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ حدیث رسول اللہ ﷺ کو خوب سمجھا کر بیان کروں۔

قَالَ عَبْدُ اللہِ بنِ الْمُبَارَكِ كُنْتُ عِنْدَ مَالِكٍ وَهُوَ يُحَدِّثُنَا فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ سِتَّ عَشْرَةَ مَرَّةً وَهُوَ يَتَغَيَّرُ لَوْنُهُ وَيَصْفَرُّ وَلَا يَقْطَعُ حَدِيثَ رَسُولِ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْمَجْلِسِ وَتَفَرَّقَ عَنْهُ النَّاسُ قُلْتُ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ اللہِ لَقَدْ رَأَيْتُ مِنْكَ الْيَوْمَ عَجَبًا قَالَ نَعَمْ إِنَّمَا صَبَرْتُ إِجْلَالًا لِحَدِيثِ رَسُولِ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.(۱)

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس تھا اور آپ حدیث کا درس دے رہے تھے۔ اس حال میں آپ کو سولہ مرتبہ بچھو نے ڈنک مارا۔ (شدت تکلیف سے) آپ کا رنگ متغیر ہو گیا اور چہرہ مبارک زرد پڑ گیا مگر حدیث رسول ﷺ کو قطع نہ فرمایا۔

پس جب آپ مجلس سے فارغ ہوئے اور لوگ چلے گئے تو آپ سے میں نے عرض کیا: اے ابوعبداللہ! آج میں نے ایک عجیب بات دیکھی۔ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے حدیث رسول ﷺ کی عظمت و جلال کی بنا پر صبر کیا۔

قَالَ ابنُ مَهْدِيٍّ مَشَيْتُ يَوْمًا مَعَ مَالِكٍ إِلَى الْعَقِيقِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيثٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ لِي كُنْتَ فِي عَيْنِي أَجَلَّ مِنْ أَنْ تَسْأَلَ عَنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَمْشِي،

ابن مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ (بازار) عقیق گیا۔ راہ میں میں نے آپ سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مجھے جھڑکا اور فرمایا: کیا تم میرے نزدیک اس سے بزرگ تر ہو کہ راستہ میں حدیث رسول ﷺ کو دریافت کرو۔

وَسَأَلَهُ جَرِيرُ ابنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْقَاضِي عَنْ حَدِيثٍ وَهُوَ قَائِمٌ فَأَمَرَ بِحَبْسِهِ، فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُ قَاضٍ،

---

(۱)...(الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفيحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وسنته)

قَالَ الْقَاضِی أَحَقُّ مِنْ أُدِّبَ، وَذُكِرَ أَنَّ هِشَامَ بْنَ الْغَازِي (۱)

اسی طرح ایک مرتبہ آپ سے جریر بن عبد الحمید قاضی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حال میں حدیث دریافت کی کہ آپ کھڑے تھے تو آپ نے ان کو قید کر دینے کا حکم فرمایا۔ کسی نے آپ سے کہا: یا امام یہ قاضی ہے۔ فرمایا: قاضی اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اسے ادب سکھایا جائے۔

سَأَلَ مَالِكًا عَنْ حَدِيثٍ وَهُوَ وَاقِفٌ فَضَرَبَهُ عِشْرِينَ سَوْطًا ثُمَّ أَشْفَقَ عَلَيْهِ فَحَدَّثَهُ عِشْرِينَ حَدِيثًا فَقَالَ هِشَامٌ وَدِدْتُ لَوْ زَادَنِي سِيَاطًا وَيَزِيدُنِي حَدِيثًا، (۲)

اسی طرح ایک روایت میں یہ ہے کہ ہشام بن غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس حال میں حدیث دریافت کی کہ آپ کھڑے تھے۔ تب آپ نے اس کو بیس (۲۰) دُرّے (کوڑے) مارے اس کے بعد آپ نے مہربانی فرمائی اور بیس (۲۰) حدیثیں اسے بیان فرمائی۔

اس وقت ہشام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: کاش! آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اور زیادہ دُرّے (کوڑے) لگاتے اور زیادہ حدیث پاک بیان فرماتے یہ مجھے محبوب ہے۔

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ كَانَ مَالِكٌ وَاللَّيْثُ لَا يَكْتُبَانِ الْحَدِيثَ إِلَّا وَهُمَا طَاهِرَانِ، وَكَانَ قَتَادَةُ يَسْتَحِبُّ أَنْ لَا يَقْرَأَ أَحَادِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا عَلَى وُضُوءٍ وَلَا يُحَدِّثُ إِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ، وَكَانَ الْأَعْمَشُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحَدِّثَ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ تَيَمَّمَ (۳)

عبداللہ بن صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت لیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دونوں بے وضو حدیث کی کتابت نہیں کرتے تھے اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حدیث نبوی ﷺ کی بغیر وضو کے نہ قرأت کرتے تھے اور نہ بیان کرتے تھے اور حضرت اعمش

---

(۱)...(الکتاب: الشفا بتعریف حقوق المصطفی۔ المؤلف: عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرون الیحصبی السبتی، أبو الفضل (المتوفی: 544ھ) الناشر: دار الفیحاء - عمان۔ الطبعة: الثانیة - 1407 ھ فصل فی سیرة السلف فی تعظیم روایة حدیث رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وسنته)

(۲)...(الکتاب: الشفا بتعریف حقوق المصطفی۔ المؤلف: عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرون الیحصبی السبتی، أبو الفضل (المتوفی: 544ھ) الناشر: دار الفیحاء - عمان۔ الطبعة: الثانیة - 1407 ھ فصل فی سیرة السلف فی تعظیم روایة حدیث رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وسنته)

(۳)...(الکتاب: الشفا بتعریف حقوق المصطفی۔ المؤلف: عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرون الیحصبی السبتی، أبو الفضل (المتوفی: 544ھ) الناشر: دار الفیحاء - عمان۔ الطبعة: الثانیة - 1407 ھ فصل فی سیرة السلف فی تعظیم روایة حدیث رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وسنته)

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب حدیث بیان کرنے کا ارادہ فرماتے تو اگر بے وضو ہوتے تو تیمم ہی کر لیتے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تحفظ ناموسِ حدیث:

قَالَ ضِرَارُ بنُ مُرَّةَ كَانُوا يَكْرَهُونَ أَن يُحَدِّثُوا عَلَى غَيْرِ وُضُوْءٍ وَنَحْوَهُ عَنْ قَتَادَةَ وَكَانَ الأَعْمَشُ إِذَا حَدَّثَ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ وُضُوْءٍ تَيَمَّمَ، (۱)

ضرار بن مرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک بلا وضو حدیث کی قرأت مکروہ ہے، اسی طرح قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور حضرت اعمش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب حدیث بیان کرتے۔ اگر بے وضو ہوتے تو تیمم کر لیا کرتے تھے اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال تھا کہ وہ بلا وضو حدیث بیان ہی نہیں کرتے تھے۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تحفظ ناموسِ حدیث:

قَالَ مُطَرِّف كَانَ إِذَا أَتَى النَّاسُ مَالِكًا خَرَجَتْ إِلَيْهِم الْجَارِيَةُ فَتَقُولُ لَهُم يَقُولُ لَكُم الشَّيْخُ تُرِيدُونَ الْحَدِيثَ أَو الْمَسَائِلَ؟ فَإِن قَالُوا الْمَسَائِلَ خَرَجَ إِلَيْهِم وَإِن قَالُوا الْحَدِيثَ دَخَلَ مُغْتَسَلَهُ وَاغْتَسَلَ وَتَطَيَّبَ وَلَبِسَ ثِيَابًا جُدُدًا وَلَبِسَ سَاجَهُ وَتَعَمَّمَ وَوَضَعَ عَلَى رَأْسِهِ رِدَاءَهُ وَتُلْقَى لَهُ مِنَصَّةٌ فَيَخْرُجُ فَيَجْلِسُ عَلَيْهَا وَعَلَيْهِ الْخُشُوعُ وَلَا يَزَالُ يُبَخَّرُ بِالْعُودِ حَتَّى يَفْرُغَ مِن حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غَيْرُهُ وَلَمْ يَكُن يَجْلِسُ عَلَى تِلْكَ الْمِنَصَّةِ إِلَّا إِذَا حَدَّثَ عَن رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، (۲)

مُطرّف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آتے تو پہلے آپ کی لونڈی (جاریہ) آتی اور ان سے کہتی کہ حضرت امام نے دریافت فرمایا ہے کہ کیا تم حدیث کی سماعت کرنے آئے ہو یا مسئلہ دریافت کرنے۔ پس اگر وہ کہتے کہ مسئلہ دریافت کرنے آئے

---

(۱)...(الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفيحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وسنته)

(۲)...(الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفيحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وسنته)

ہیں تو آپ فوراً ہی باہر تشریف لے آتے اور اگر وہ کہتے کہ حدیث کی سماعت کرنے آئے ہیں تو آپ پہلے غسل خانہ جاتے، غسل کرتے، خوشبو لگاتے اور عمدہ لباس پہنتے۔ عمامہ باندھتے، پھر اپنے سر پر چادر لپیٹے، تخت بچھایا جاتا پھر آپ باہر تشریف لاتے اور اس تخت پر جلوہ افروز ہوتے۔ اس طرح پر کہ آپ پر انتہائی عجز و انکسار طاری ہوتا۔ جب تک درس حدیث سے فارغ نہ ہوتے مسلسل "عود" (ایک خوشبو کا نام) کی خوشبو سلگائی جاتی رہتی۔ دیگر راویوں نے کہا کہ اس تخت پر آپ جب ہی تشریف فرما ہوتے جبکہ آپ کو حدیث رسول ﷺ بیان کرنی ہوتی۔

حضرت ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تحفظ ناموسِ حدیث:

وَقَالَ مَالِكٌ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابن الْمُسَيِّبِ فَسَأَلَهُ عَنْ حَدِيثٍ وهو مضطجع فجلس وَحَدَّثَهُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ وَدِدْتُ أنك لَمْ تَتَعَنَّ فَقَالَ إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أحدثك عن رسول الله صلى الله عليه وَسَلَّمَ وَأَنَا مُضْطَجِعٌ (۱)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابن مسیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں آیا۔ اس نے ایک حدیث دریافت کی۔ آپ لیٹے ہوئے تھے، اٹھ کر بیٹھ گئے۔ پھر یہ حدیث بیان کی۔ تب اس شخص نے آپ سے کہا: میری خواہش تو یہ تھی کہ حضرت لیٹے لیٹے ہی حدیث بیان فرما دیتے، اٹھنے کی زحمت نہ فرماتے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں اسے مکروہ جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث لیٹے لیٹے بیان کروں۔

تبصرہ:

یہ تمام جو بیان کیا گیا کہ یہ ائمہ کرام نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارک کو بیان کرتے وقت، لکھتے وقت، اور کسی سے پڑھتے وقت، طہارت اور صفائی کا خاص خیال رکھتے تھے، اور حالت قیام اور چلنے میں نبی اکرم ﷺ کی حدیث نہ سناتے نہ سنتے تھے یہ تمام نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارک کا ادب و احترام ہی تھا جو لوگ اپنے نبی ﷺ کے فرمان کے لیے پاکی،

---

(۱)...(الکتاب: الشفا بتعریف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرون اليحصبي السبتي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفيحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وسننه)

طہارت اور دیگر اہتمام کرتے ہیں تو کیا وہ اپنے نبی ﷺ کی ناموس کو ایسے ہی چھوڑ دیں گے؟؟؟ اور اس کی حفاظت نہیں کریں گے؟؟؟ نہیں بالکل و ہرگز نہیں جب تک جسم میں جان ہے ناموس رسالت ﷺ پر قربان ہے۔

اتباعِ نبی اکرم ﷺ:

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو ہادی و مہدی بنا کر بھیجا اور آپ کو یہ اختیار بھی دیا کہ اپنی امت کے دلوں کو روشن فرمایئے تاکہ وہ آپ کی اطاعت، اتباع، اور آپ کے طریقہ پر چلنے کے قابل ہو جائیں، اور ایسے احکام میں بھی آپ کی ہی اطاعت کریں جن کا علم ان کے پاس نہیں، ہر راستہ ہلاکت کی طرف لے کر جانے والا ہے سوائے "صراط المستقیم" کے اور یہ راستہ کونسا راستہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ (١)

ترجمہ: اور بیشک (اے محبوب) تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو، اللہ کی راہ۔

معلوم ہوا جو اس راستہ پر چلا، اور جس نے نبی اکرم کی اتباع و اطاعت کی وہی کامیاب اور سعادت مند ہے اور سلامتی و امن اس کا مقدر ہے اور جو اس راستہ کے خلاف گیا یا جس نے نبی اکرم ﷺ کو چھوڑ کر کسی اور کی پیروی کی وہ گمراہ اور ہلاک ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ (٢)

ترجمہ: اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور، اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس راہ سے جدا کر دیں گی۔

پس اللہ تک رسائی کا راستہ ایک ہی ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ ایک ہے لیکن گمراہی کے راستے بے شمار ہیں جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـٴُـهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (٣)

ترجمہ: اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ

---

(١)...(الشوریٰ: 53,52)

(٢)...﴿الانعام:١٥٣﴾

(٣)...﴿البقرۃ:٢٥٧﴾

انہیں نور سے اندھیریوں کی طرف نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔

اس آیت میں ظلمات کی جمع سے بتایا کہ گمراہی کے راستے بہت زیادہ ہیں اور "نور" کے واحد لانے سے بتایا کہ ہدایت کا راستہ ایک ہی ہے، اور وہ صرف اور صرف نبی اکرم ﷺ کی اتباع ہے۔ اور ہم ماقبل بیان کر چکے ہیں کہ اتباع نبی اکرم ﷺ ہی اللہ تعالیٰ تک رسائی اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا واحد راستہ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت بھی اپنے محبوب کی اطاعت اور محبت کے ساتھ مشروط کی ہے اگر نبی اکرم ﷺ کی محبت و اطاعت دل میں ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت مل جائے گی اگر نہیں تو جہاں پر بھی جا کر سجدے کرو مجاہدات کرو کچھ نہیں ملے گا کسی نے کیا خوب ترجمانی کی کہ:

بمصطفیٰ برساں خویش کہ دیں ہمہ اوست گر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

اور آسان لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ:

کچھ ہاتھ نہ آئے گا آقا سے جدا ہو کر سرکار کی نسبت سے توقیر بڑی ہوگی

اتباع کسے کہتے ہیں:

اتباع کا مطلب ہے کہ کسی کے پیچھے چلنا، اس جیسے کام کرنا، ہر حال میں اس کی اقتداء کرنا، اس کے روکنے پر رک جانا، اس کے فرمان کے لیے سر تسلیم خم کرنا، اور ان تمام کے ساتھ ساتھ اس کی محبت کا دل میں ہونا، اس کی توقیر و تعظیم کا اعتقاد رکھنا اور یہ تمام امور میں اخلاص ہونا۔ تو جو کوئی ان امور کی پاسداری نہ کرے تو سمجھ لیں کہ وہ اتباع نہیں کر رہا۔(۱)

اتباع رسول ﷺ اور صحابہ کرام:

نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کی اتباع کا حق ادا کر دیا وہ صرف نبی

۱۔۔۔میں نے مسلمانوں میں خصوصاً علماء میں خلوص کی بہت کمی دیکھی ہے ہر شخص یہی کہتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا، یا میرا نام لیا جائے وغیرہ وغیرہ، میں ان سے صرف یہ سوال کرتا ہوں کہ اگر آپ نے یہ کام جس میں اپنے نام چمکانے کے لیے آپ کوشش کر رہے ہیں لوگوں کے لیے کیا ہے تو پھر آپ اس میں خوب ریاکاری کریں اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا اور نبی اکرم ﷺ کی محبت میں کیا ہے تو کیا وہ ہستیاں آپ کو دیکھ نہیں رہیں؟؟؟ کیا اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ ہے؟؟؟ صاف سی بات ہے جو کہتا ہے کہ لوگوں نے میری اس قربانی کی قدر نہیں کی اس کا مطلب ہے کہ اس نے یہ قربانی لوگوں کے لیے دی ہے اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں اگر اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی تو یہ الفاظ کبھی بھی اپنی زبان پر نہ لاتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی کامل محبت عطاء فرمائے جس میں خلوص کا ایک خاص عمل دخل ہے۔ ابو احمد غفرلہٗ

اکرم ﷺ کے فعل کو دیکھ کر ہی اتباع کر لیا کرتے تھے اگر ان کو نبی اکرم ﷺ حکم نہ بھی فرماتے، مطلب یہ کہ جب بھی نبی اکرم ﷺ کو کوئی کام کرتا دیکھتے تو خود بھی وہی کام کرتے تھے اور نبی اکرم ﷺ سے یہ پوچھنا بھی خلاف ادب اور اتباع سمجھتے تھے کہ کیا یہ کام ہم بھی کریں؟؟ یا یہ کام آپ ﷺ کے ساتھ خاص تو نہیں؟؟ وغیرہ وغیرہ۔ چند احادیث پیش خدمت کرتا ہوں۔

1۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہم نماز پڑھ رہے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے نعلین مبارک اُتار کر اپنی دائیں جانب رکھ لیے تو صحابہ کرام نے بھی ایسا ہی کیا جب نماز مکمل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا تم کو کس چیز نے ابھارا ہے کہ تم اپنے جوتوں کو اپنے پاس رکھ لو؟؟؟ تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے دیکھا کہ آپ نے ایسا کیا ہے تو ہم نے بھی کر لیا۔(۱)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تباع رسول ﷺ:

أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لِلرُّكْنِ »أَمَا وَاللهِ، إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لاَ تَضُرُّ وَلاَ تَنْفَعُ، وَلَوْلاَ أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ« ، فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ »فَمَا لَنَا وَلِلرَّمَلِ إِنَّمَا كُنَّا رَاءَيْنَا بِهِ المُشْرِكِينَ وَقَدْ أَهْلَكَهُمُ اللهُ« ، ثُمَّ قَالَ »شَيْءٌ صَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلاَ نُحِبُّ أَنْ نَتْرُكَهُ(۲)

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو خطاب کر کے فرمایا بخدا مجھے خوب معلوم ہے کہ تو صرف ایک پتھر ہے جو نہ کوئی نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی بوسہ نہ دیتا۔ اس کے بعد آپ نے بوسہ دیا۔ پھر فرمایا اور اب ہمیں رمل کی بھی کیا ضرورت ہے۔ ہم نے اس کے ذریعہ مشرکوں کو اپنی قوت دکھائی تھی تو اللہ نے ان کو تباہ کر دیا۔ پھر فرمایا جو عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اسے اب چھوڑنا بھی ہم پسند نہیں کرتے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اتباع رسول ﷺ:

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ، قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ اسْتِلاَمِ الحَجَرِ، فَقَالَ

---

(۱)...(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی نعلین، رقم: 650)

(۲)...(صحیح بخاری، کتاب الحج، بَابُ الرَّمَلِ فِي الحَجِّ وَالعُمْرَةِ، رقم: 1605)

»رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ« قَالَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِنْ زُحِمْتُ، أَرَأَيْتَ إِنْ غُلِبْتُ، قَالَ »اجْعَلْ أَرَأَيْتَ بِالْيَمَنِ، رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ(۱)

ترجمہ: ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کے بوسہ دینے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کو بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ اس پر اس شخص نے کہا اگر ہجوم ہو جائے اور میں عاجز ہو جاؤں تو کیا کروں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس اگر، مگر کو یمن میں جا کر رکھو میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس کو بوسہ دیتے تھے۔

عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ إِنَّا نَجِدُ صَلَاةَ الْحَضَرِ، وَصَلَاةَ الْخَوْفِ فِي الْقُرْآنِ، وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ فِي الْقُرْآنِ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ »يَا ابْنَ أَخِي، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا، وَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ(۲)

ترجمہ: امیہ بن عبداللہ بن خالد سے روایت ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے کہا کہ ہم قرآن میں حضر کی نماز اور خوف کی نماز کے احکام تو پاتے ہیں، مگر سفر کی نماز کو قرآن میں نہیں پاتے؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا: بھتیجے! اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم میں بھیجا، اور ہم اس وقت کچھ نہیں جانتے تھے، ہم تو ویسے ہی کریں گے جیسے ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ:

أَنَّهُ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ كَيْفَ تَقْصُرُ الصَّلَاةَ؟ وَإِنَّمَا قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ »يَا ابْنَ أَخِي، إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانَا وَنَحْنُ ضُلَّالٌ فَعَلَّمَنَا، فَكَانَ فِيمَا عَلَّمَنَا أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَمَرَنَا أَنْ نُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِي السَّفَرِ« (۳)

---

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب الحج، بَابُ تَقْبِيلِ الحَجَرِ، رقم 1611)

(۲)...(سنن ابن ماجة، کتاب اقامة الصلاة، باب تقصير الصلاة في السفر، رقم: 1066، سنن نسائی، کتاب تقصير الصلاة الباب الاول)

(۳)...(سنن نسائی، کتاب تقصير الصلاة، باب كيف فرضت الصلاة... سنن ابن ماجه/إقامة ۷۳ (۱۰۶۶)، مسند احمد ۲/۹۳، ۱۴۸، ویأتی عند المؤلف (برقم: ۱۴۳۵)

ترجمہ: انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ آپ نماز (بغیر خوف کے) کیسے قصر کرتے ہیں؟ حالانکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: »فلیس علیکم جناح أن تقصروا من الصلاة إن خفتم « "اگر خوف کی وجہ سے تم لوگ نماز قصر کرتے ہو تو تم پر کوئی حرج نہیں" تو ابن عمر رضی اللہ عنہم نے کہا: بھتیجے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اس وقت آئے جب ہم گمراہ تھے، آپ نے ہمیں تعلیم دی، آپ کی تعلیمات میں سے یہ بھی تھا کہ ہم سفر میں دو رکعت نماز پڑھیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تعلق عشق خود سپردگی اور وارفتگی کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ کتب احادیث میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ:

آپ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ مسجد کے دروازے پر بیٹھ کر گوشت کا لقمہ تناول کرنے لگے۔ لوگوں نے پوچھا: حضرت! یہ دروازہ گزرگاہ عام ہے، یہاں بیٹھ کر کھانا چہ معنی دارد؟ (کیا معنی رکھتا ہے) دیکھنے والے کیا سمجھیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جواب میں فرمانے لگے: مجھے اور تو کچھ خبر نہیں، بس اتنا پتہ ہے کہ ایک بار میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا تھا، میں تو اس سنت پر عمل کر رہا ہوں اور اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی ادا میرے پیش نظر ہے۔

ایک دفعہ وضو کے بعد بغیر کسی وجہ کے مسکرانے لگے۔ کسی نے پوچھا: آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں جبکہ کسی سے گفتگو اور مکالمہ بھی نہیں۔ فرمانے لگے: مجھے کسی سے کیا غرض! میں نے تو ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح وضو کرنے کے بعد مسکراتے دیکھا تھا، میں تو محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی ادا کو دہرا رہا ہوں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

مجھے کیا خبر تھی رکوع کی، مجھے ہوش کب تھا سجود کا
ترے نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں

علاوہ ازیں بھی اس بارے میں کافی احادیث ہیں جو مختلف ابواب میں مثلاً، کھانے پینے کے باب میں، لباس کے باب میں، سونے جاگنے کے باب میں، ذکر وغیرہ کے باب میں، پسند و ناپسند کے باب میں منقول ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ ماننے والے کے لیے اتنا ہی کافی ہے، والتوفیق باللہ"

نبی اکرم ﷺ کی اپنے اصحاب سے محبت:

یہ تو تمام بیانِ محبتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھا اب میں تھوڑا سا صحابہ کرام کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی محبت کا بھی بیان کر دوں تا کہ عشاق کے دلوں کو مزید سکون اور اطمینان حاصل ہو۔

نبی اکرم ﷺ بھی اپنے اصحاب کو دیکھنے کے مشتاق رہتے تھے، اور بعض کو اپنا بھائی بھی کہتے تھے (۱) کبھی ایسے بھی ہوتا کہ نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے دیکھنے کے مشتاق ہوتے اور صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ کی زیارت کے مشتاق ہوتے تو دونوں جانبوں سے ایک دوسرے کو دیکھنے کا اشتیاق اور حرص ہوتی تھی۔ چنانچہ روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى الْمَقْبَرَةَ، فَقَالَ »السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، وَدِدْتُ أَنَّا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا« قَالُوا أَوَلَسْنَا إِخْوَانَكَ؟ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ »أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ« فَقَالُوا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ؟ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ »أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ أَلَا يَ[illegible]ُ خَيْلَهُ؟« قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ "فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ، وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ أَلَا لَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ أُنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا (۲)

ترجمہ: کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قبرستان تشریف لائے اور فرمایا سلامتی ہو تم پر مومنوں کے گھر، ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں میں پسند کرتا ہوں کہ ہم اپنے دینی بھائیوں کو دیکھیں، صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا ہم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دینی بھائی نہیں ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تم تو میرے صحابہ ہو اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے ۳ صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاہم) نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی

۱۔۔۔ یاد رہے کہ نبی اکرم ﷺ نے تو صحابہ کو اپنا بھائی کہا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادباً و تعظیماً کبھی بھی نبی اکرم ﷺ کو اپنے بھائی کہہ کر نہیں پکارا، ابو احمد غفرلہٗ

(۲)۔۔۔(صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب استحباب إطالۃ الغرۃ والتحجیل فی الوضوء، رقم: 39)

۳۔۔۔ یہاں وہی مطلب ہے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے لیا تھا، (فافھموا)

اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی امت کے ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جو ابھی تک نہیں آئے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا بھلا تم دیکھو اگر کسی شخص کی سفید پیشانی والے سفید پاؤں والے گھوڑے سیاہ گھوڑوں میں مل جائیں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو ان میں سے پہچان نہ لے گا صحابہ کرام نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ وہ لوگ جب آئیں گے تو وضو کے اثر کی وجہ سے ان کے چہرے ہاتھ اور پاؤں چمکدار اور روشن ہوں گے اور میں ان سے پہلے حوض پر موجود ہوں گا اور سنو بعض لوگ میرے حوض سے اس طرح دور کئے جائیں گے جس طرح بھٹکا ہوا اونٹ دور کر دیا جاتا ہے میں ان کو پکاروں گا ادھر آؤ تو حکم ہوگا کہ انہوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وصال کے بعد دین کو بدل دیا تھا تب میں کہوں گا دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ۔

یہ بعض حقائق ہم نے صحابہ کرام، تابعین، ائمہ کرام کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت کے آپ کے سامنے رکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کتنی محبت کرتے تھے اللہ تعالیٰ ہم کو بھی انہی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے آمین۔

تمت الفصل الاوّل صلی اللہ تعالیٰ و سلم و بارك علی سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد کل ذرۃ و بعدد معلوم لك

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فصل دوم:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت پر محافظت کا بیان

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيأت اعمالنا من يهد الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادي له ونشهد ان لآ اله الا الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده و رسوله۔ اللهم صل على سيدنا و مولانا محمد وعلى اله وصحبه اجمعين ابد الآبدين برحمتك يا ارحم الراحمين۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سنت نبویہ کی اہمیت کو کتاب وسنت سے جانا تو انہوں نے مختلف طریقوں سے اس کی محافظت کی اور اس کے لیے ہر کوشش کی، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کی حفاظت مختلف طرق اور انداز کے ساتھ کی ۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے احادیث نبویہ کو سننے، ان کو حفظ کرنے اور ان کی معرفت کرنے سے سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محافظت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی بارے میں چند حقائق آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

سماعتِ حدیث پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حرص:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے احادیث سننے کا بہت زیادہ شوق تھا تاکہ وہ اس کو یاد کرلیں اور اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں، بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو اس غرض سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس صبح سے لے کر شام تک حاضر رہتے تھے، ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرفہرست ہیں کہ آپ خود فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نہ کھیتی باڑی نے اور نہ ہی بازاروں میں خرید وفروخت نے دور کیا میں ہر وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر رہتا اور آپ سے ایسے کلمات کا سوال کرتا رہتا تھا جو میری تربیت کرتے۔

اسی لیے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے ابو ہریرہ آپ ہم سے زیادہ نبی اکرم ﷺ کے پاس رہنے والے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو ہم سے زیادہ جاننے والے ہیں۔(۱)

ان کے علاوہ بھی کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے جو نبی اکرم ﷺ سے اکثر ملاقات کرتے رہتے تھے تاکہ وہ نبی اکرم ﷺ سے آپ کی سنن کو جان کر اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو بسر کریں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ، مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ؟ فَقَالَ "لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لَا يَسْأَلَنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ، لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ خَالِصًا مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ (۲)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! قیامت کے دن آپ ﷺ کی شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ کون حاصل کرے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! میرا بھی خیال تھا کہ یہ حدیث تم سے پہلے اور کوئی مجھ سے نہیں پوچھے گا، کیونکہ حدیث کے لینے کے لیے میں تمہاری بہت زیادہ حرص دیکھا کرتا ہوں۔ قیامت کے دن میری شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ اسے حاصل ہوگی جس نے کلمہ » لا إله إلا الله « خلوص دل سے کہا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایک دوسرے کو نبی اکرم ﷺ کی حدیث کی خبر دینا:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ، قَالَ كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ الأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهِيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا، فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِخَبَرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ وَغَيْرِهِ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، (۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

(۱)...(مصنف عبد الرزاق 3 : 450...مسند الطیالسی، رقم: 2571...مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، 2 : 3، 387، سنن ترمذی، کتاب المناقب: باب مناقب ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم 3836)

(۲)...(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب الحرص علی الحدیث، رقم: 6570)

(۳)...(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب التناوب فی العلم، رقم: 89... صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب فی الإیلاء و اعتزال النساء و تخییرهن، رقم: 35،30)

میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی دونوں اطراف مدینہ کے ایک گاؤں بنی امیہ بن زید میں رہتے تھے جو مدینہ کے (پورب کی طرف) بلند گاؤں میں سے ہے۔ ہم دونوں باری باری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دن وہ آتا، ایک دن میں آتا۔ جس دن میں آتا اس دن کی وحی کی اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ) دیگر باتوں کی اس کو خبر دے دیتا تھا اور جب وہ آتا تھا تو وہ بھی اسی طرح کرتا۔

سنت نبویہ جاننے کے لیے ازواج النبی ﷺ سے سوال:

بعض صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ کے گھر مبارک میں ازواج المطہرات کے پاس قاصد بھیج کر نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور اگر قاصد ازواج مطہرات کا محرم ہوتا تو صحابہ یہ بھی فرماتے کہ ان سے دیکھ کر بھی آنا کہ نبی اکرم ﷺ فلاں کام کیسے کرتے تھے اور اگر محرم نہ ہوتا تو صرف پوچھنے کا ہی کہتے تھے۔ اس بارے میں کتب احادیث میں کافی واقعات موجود ہیں جیسا کہ مشہور قصہ ہے کہ حضرت عم الرسول ﷺ حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالٰی عنہما نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کو اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ پوچھ کر آؤ کہ نبی اکرم ﷺ رات کو کیسے نماز پڑھتے تھے اور فلاں رات کو کیسے پڑھتے تھے؟؟؟ اس حدیث کو امام بخاری نے تقریباً 19 مقامات پر ذکر کیا ہے۔(۱)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو جس بات کی سمجھ نہ آتی حضور ﷺ سے پوچھتے:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو نبی اکرم ﷺ کی احادیث سے اتنی محبت تھی کہ جب کسی حدیث کی سمجھ نہ آتی تو دوبارہ نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں سوال کرتے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لاَ تَسْمَعُ شَيْئًا لاَ تَعْرِفُهُ، إِلَّا رَاجَعَتْ فِيهِ حَتَّى تَعْرِفَهُ، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ » مَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ « قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ أَوَلَيْسَ يَقُولُ اللهُ تَعَالَى فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا الانشقاق 8 قَالَتْ فَقَالَ " إِنَّمَا ذَلِكِ

---

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب السمر فی العلم، کتاب الوضوء، باب قراءۃ القرآن بعد الحدث وغیرہ.. صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الدعاء فی الصلاۃ اللیل وقیامہ.)

الْعَرْضُ، وَلَكِنْ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ يَهْلِكُ (١)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب کوئی ایسی باتیں سنتیں جس کو سمجھ نہ پاتیں تو دوبارہ اس کو معلوم کرتیں تا کہ سمجھ لیں۔ چنانچہ (ایک مرتبہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے حساب لیا گیا اسے عذاب کیا جائے گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) میں نے کہا کہ کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ عنقریب اس سے آسان حساب لیا جائے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صرف (اللہ کے دربار میں) پیشی کا ذکر ہے۔ لیکن جس کے حساب میں جانچ پڑتال کی گئی (سمجھو) وہ غارت ہو گیا۔

صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو جب کسی مسئلہ میں اشکال ہوتا تو نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے:

جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کو کسی مسئلہ میں اشکال ہوتا تو وہ فوراً نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں پوچھتے تا کہ وہ صحیح حکم سے باخبر ہوں اس بارے میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا، حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ، فَلُدِغَ سَيِّدُ ذَلِكَ الْحَيِّ، فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ نَزَلُوا، لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ، فَأَتَوْهُمْ، فَقَالُوا يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ، وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ، فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ ص93 مِنْكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ، وَاللهِ إِنِّي لَأَرْقِي، وَلَكِنْ وَاللهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا، فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا، فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنَ الْغَنَمِ، فَانْطَلَقَ يَتْفِلُ عَلَيْهِ، وَيَقْرَأُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَا بِهِ قَلَبَةٌ، قَالَ فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ، فَقَالَ بَعْضُهُمُ اقْسِمُوا، فَقَالَ الَّذِي رَقَى لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِي كَانَ، فَنَنْظُرَ مَا

(١)...(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من سمع شیئا فلم یفهمه فراجع فیه حتی یعرفه، رقم: 103.... صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها، باب اثبات الحساب، رقم: 80,79)

يَأْمُرُنَا، فَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ، فَقَالَ »وَمَا يُدْرِيكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ« ، ثُمَّ قَالَ »قَدْ أَصَبْتُمْ، اقْسِمُوا، وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، (١)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم سفر میں تھے۔ دوران سفر میں وہ عرب کے ایک قبیلہ پر اترے۔ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے چاہا کہ قبیلہ والے انہیں اپنا مہمان بنالیں، لیکن انہوں نے مہمانی نہیں کی، بلکہ صاف انکار کر دیا۔ اتفاق سے اسی قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا، قبیلہ والوں نے ہر طرح کی کوشش کر ڈالی، لیکن ان کا سردار اچھا نہ ہوا۔ ان کے کسی آدمی نے کہا کہ چلو ان لوگوں سے بھی پوچھیں جو یہاں آ کر اترے ہیں۔ ممکن ہے کوئی دم جھاڑنے کی چیز ان کے پاس ہو۔ چنانچہ قبیلہ والے ان کے پاس آئے اور کہا کہ بھائیو! ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اس کے لیے ہم نے ہر قسم کی کوشش کر ڈالی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز دم کرنے کی ہے؟ ایک صحابی نے کہا کہ قسم اللہ کی میں اسے جھاڑ دوں گا لیکن ہم نے تم سے میزبانی کے لیے کہا تھا اور تم نے اس سے انکار کر دیا۔ اس لیے اب میں بھی اجرت کے بغیر نہیں جھاڑ سکتا، آخر بکریوں کے ایک گلے پر ان کا معاملہ طے ہوا۔ وہ صحابی وہاں گئے اور »الحمد لله رب العالمين« پڑھ پڑھ کر دم کیا۔ ایسا معلوم ہوا جیسے کسی کی رسی کھول دی گئی ہو۔ وہ سردار اٹھ کر چلنے لگا، تکلیف و درد کا نام ونشان بھی باقی نہیں تھا۔ پھر انہوں نے طے شدہ اجرت صحابہ کو ادا کر دی۔ کسی نے کہا کہ اسے تقسیم کرلو، لیکن جنہوں نے جھاڑا تھا، وہ بولے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پہلے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کرلیں۔ اس کے بعد دیکھیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ سب حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ بھی ایک رقیہ (دم) ہے؟ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا۔ اسے تقسیم کرلو اور ایک میرا حصہ بھی لگاؤ۔ یہ فرما کر

(١)...(صحیح بخاری، کتاب الاجارۃ باب ما يعطى في الرقية على أحياء العرب بفاتحة الكتاب رقم 2276...أخرجه مسلم في السلام باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار رقم 2201)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔(۱)

صحیح وہی ہے جو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب نبی اکرم ﷺ سے کوئی حدیث سن لیتے تو جب اس حدیث کے خلاف کسی اور سے کوئی اور حدیث سنتے تھے تو اس کا انکار کر دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ نہیں ہم نے نبی اکرم ﷺ سے ایسے سنا ہے اور کبھی اس آدمی کو اپنے ساتھ لے کر نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آتے تا کہ پتہ کیا جائے کہ صحیح کیا ہے؟؟ اس بارے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، يَقْرَأُ سُورَةَ الفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ، فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ، لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلاَةِ، فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ، فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ، فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ كَذَبْتَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَقْرَأَنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ، فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »أَرْسِلْهُ، اقْرَأْ يَا هِشَامُ« فَقَرَأَ عَلَيْهِ القِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ«، ثُمَّ قَالَ »اقْرَأْ يَا عُمَرُ« فَقَرَأْتُ القِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ إِنَّ هَذَا القُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ(۲)

ترجمہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں، ہشام بن حکیم کو سورۃ الفرقان نماز میں پڑھتے سنا، میں نے ان کی قرآت کو غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ وہ سورت میں ایسے حروف پڑھ رہے ہیں کہ مجھے

---

(۱)۔۔۔اس حدیث سے دم وغیرہ کرنا بھی ثابت ہوتا ہے، ابو احمد غفرلہ

(۲)۔۔۔(صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب أنزل القرآن على سبعة أحرف، رقم 4992 ... صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب بیان ان القرآن علی سبعۃ احرف، رقم: 280، 281)

اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھایا تھا، قریب تھا کہ میں ان کا سر نماز ہی میں پکڑ لیتا لیکن میں نے بڑی مشکل سے صبر کیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی چادر سے ان کی گردن باندھ کر پوچھا یہ سورت جو میں نے ابھی تمہیں پڑھتے ہوئے سنی ہے، تمہیں کس نے اس طرح پڑھائی ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسی طرح پڑھائی ہے، میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس سے مختلف دوسرے حرفوں سے پڑھائی جس طرح تم پڑھ رہے تھے۔ آخر میں انہیں کھینچتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اس شخص سے سورۃ الفرقان ایسے حرفوں میں پڑھتے سنی جن کی آپ نے مجھے تعلیم نہیں دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ تم پہلے انہیں چھوڑ دو اور اے ہشام! تم پڑھ کے سناؤ۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی ان ہی حرفوں میں پڑھا جن میں میں نے انہیں نماز میں پڑھتے سنا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا کہ یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر فرمایا عمر! اب تم پڑھ کر سناؤ میں نے اس طرح پڑھا جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تعلیم دی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی سن کر فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے پس تمہیں جس طرح آسان ہو پڑھو۔ (۱)

اس بارے میں اس کے علاوہ بھی کئی احادیث ہیں جو اسی طرح کے واقعات پر شاہد ہیں اگر مجھے طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ان کو بھی ذکر کرتا لیکن میں نے جو بیان کیا انہی پر اکتفاء کرتا ہوں۔

اگر حضور ﷺ سے پوچھنے میں حیا مانع ہوتی:

اگر نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام کو نبی اکرم ﷺ سے کوئی سوال یا مسئلہ وغیرہ پوچھنے میں حیاء محسوس ہوتی تو وہ اس مسئلہ کو چھوڑ نہیں دیتے تھے بلکہ کسی ایسے آدمی کو تلاش کر لیتے جو ان کے لیے نبی اکرم ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھ کر بتاتا، اس بارے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جو کہ اکثر کتب فقہ میں کتاب الطہارت میں موجود ہے بہت مشہور ہے کہ:

"حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی تو نبی اکرم ﷺ کے

۱۔۔۔ سبحان اللہ معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کا ہر صحابی ہدایت پر تھا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کسی کی کوئی دینی غلطی نظر آئے تو اس کی گرفت کرنا صحابہ کرام کی سنت ہے۔

صاحبزادی (سیدہ) فاطمۃ الزاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے گھر میں تھیں اس لیے میں مذی کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے سوال کرتے ہوئے حیاء محسوس کرتا تھا تو میں نے اس بارے میں سوال کرنے کے لیے، مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ نبی اکرم ﷺ سے مجھے یہ مسئلہ پوچھ کر بتا دیں کہ مذی سے غسل لازم آتا ہے کہ نہیں، توانہوں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا مذی والا اپنا آلہ تناسل دھوکر وضو کرلے (یعنی اس سے غسل واجب نہیں ہوتا)۔(۱)

صحابہ کرام کا اپنے بچوں کو نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بھیجنا:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے چار سال یا اس سے کم عمر بچوں کو بھی نبی اکرم ﷺ کے بارگاہ میں بھیجتے تھے اور اس سے ان مطلب یہ ہوتا تھا کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے پاس نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کو سیکھیں اور اس پر عمل کریں اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت کے ایمانی جذبہ سے سرشار ہوں اس بارے میں حضرت انس بن مالک، ابن عباس، ابن زبیر، براء بن عازب، ابن عمر، اور بالخصوص حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی احادیث شاہد ہیں کہ انہوں نے بعض روایات نبی اکرم ﷺ سے اس وقت کیں جب کہ ابھی یہ بالغ بھی نہیں ہوئے تھے۔(۲)

بلکہ ان میں بعض وہ بھی ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی حیات ظاہری میں بالغ نہ ہوئے تھے جیسے حضرت حسنین، ابن زبیر، اور عمر بن ابی سلمہ، ابن عباس، محمود بن الربیع، عبد اللہ بن جعفر، مسور بن مخرمہ، سہیل بن ابی حثمہ، نعمان بن بشیر، مسلمہ بن مخلد، وقرۃ بن ایاس، قیثم بن عباس، وغیرہ یہ ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی اکرم ﷺ سے روایات کی ہیں۔

علاوہ ازیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بچوں کو نماز میں بھی نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آتے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے عیاں ہے کہ آپ نے اس وقت بارگاہ نبوی میں عرض کی جب ایک دن نبی اکرم نے نماز عشاء کو مؤخر کردیا تھا: کہ عورتیں اور بچے سو گئے............

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز عید کے لیے بھی حاضر ہوتی، جیسا کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس بارے میں یہ باب باندھا ہے۔(۳)

---

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من استحیا فامر غیرہ بالسوال، کتاب الوضوء، باب من لم یر الوضوء الامن المخرجین، کتاب الغسل، باب غسل المذی و الوضوء منہ.... صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب المذی رقم: 19,18)

(۲)...یہ بھی نبی اکرم ﷺ کے ہر صحابی حتی کہ نابالغ صحابی کے عادل ہونے کی دلیل ہے۔

(۳)...(صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب الخروج الصبیان الی مصلی.)

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز جنازہ کے لیے بھی حاضر ہوتی، جیسا کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس بارے میں یہ باب باندھا ہے۔(۱)

اسی طرح نبی اکرم ﷺ کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے بچوں کو لاتے اور نبی اکرم ﷺ سے ان کے لیے برکت کی دعا کراتے جیسا کہ امام بخاری اور مسلم علیہما الرحمۃ کے ان ابواب سے معلوم ہوتا ہے۔(۲)

یہ تمام باتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے بچوں کو نبی اکرم ﷺ کی محبت، عشق، اور سُنن میں رنگنا چاہتے تھے اور ان کی یہ کوشش کس حد تک کامیاب ہوئی یہ حضرات حسنین، ابن عباس، ابن عمر، اور دیگر کم سن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی علمی، جسمانی، قربانیوں سے ظاہر و باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اپنے بچوں کو درس محبت نبویہ ﷺ دینے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

حکمران اور جرأت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم:

نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام کلمہ حق کی سربلندی کے لیے کسی تکلیف، اذیت، اور نقصان کی پرواہ نہیں کرتے تھے، اور جابر و ظالم حکمران کے سامنے نبی اکرم ﷺ کی احادیث اور کلمہ حق کا برملا اعلان فرماتے تھے، اور اس چیز کی پرواہ نہیں کرتے تھے کہ بعد میں کیا ہوگا اس بارے میں بھی چند احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مروان کو جواب:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ »كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى إِلَى الْمُصَلَّى، فَأَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلَاةُ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ، فَيَقُومُ مُقَابِلَ النَّاسِ، وَالنَّاسُ جُلُوسٌ عَلَى صُفُوفِهِمْ فَيَعِظُهُمْ، وَيُوصِيهِمْ، وَيَأْمُرُهُمْ، فَإِنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ، أَوْ يَأْمُرَ بِشَيْءٍ أَمَرَ بِهِ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ« قَالَ أَبُو سَعِيدٍ »فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ - وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ - فِي أَضْحًى أَوْ فِطْرٍ، فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمُصَلَّى إِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ، فَإِذَا

---

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب صلاۃ الصبیان مع الناس علی الجنائز.)

(۲)...(صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء للصبیان بالبرکۃ، مسح رؤسہم... اس میں حضرت سائب بن یزید، عبد اللہ بن ہشام، محمود بن الربیع، عبد اللہ بن ثعلبہ بن صعیر، اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے احادیث موجود ہیں۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب حکم البول الطفل الرضیع رقم: 102،101)

مَرْوَانُ يُرِيدُ أَنْ يَرْتَقِيَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهِ، فَجَبَذَنِي، فَارْتَفَعَ، فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلاَةِ، فَقُلْتُ لَهُ غَيَّرْتُمْ وَاللَّهِ، فَقَالَ أَبَا سَعِيدٍ «قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ»، فَقُلْتُ مَا أَعْلَمُ وَاللَّهِ خَيْرٌ مِمَّا لاَ أَعْلَمُ، فَقَالَ «إِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَجْلِسُونَ لَنَا بَعْدَ الصَّلاَةِ، فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلاَةِ»(1)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن (مدینہ کے باہر) عیدگاہ تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے، نماز سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے۔ تمام لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں وعظ ونصیحت فرماتے، اچھی باتوں کا حکم دیتے۔ اگر جہاد کے لیے کہیں لشکر بھیجنے کا ارادہ ہوتا تو اس کو الگ کرتے۔ کسی اور بات کا حکم دینا ہوتا تو وہ حکم دیتے۔ اس کے بعد شہر کو واپس تشریف لاتے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ برابر اسی سنت پر قائم رہے (لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں) مروان جو مدینہ کا حاکم تھا میں اس کے ساتھ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز کے لیے نکلا ہم جب عیدگاہ پہنچے تو وہاں میں نے کثیر بن صلت کا بنا ہوا ایک منبر دیکھا۔ جاتے ہی مروان نے چاہا کہ اس پر نماز سے پہلے (خطبہ دینے کے لیے) چڑھے اس لیے میں نے ان کا دامن پکڑ کر کھینچا لیکن وہ جھٹک کر اوپر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے خطبہ دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ واللہ تم نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو) بدل دیا۔ مروان نے کہا کہ اے ابوسعید! اب وہ زمانہ گزر گیا جس کو تم جانتے ہو۔ ابوسعید نے کہا کہ بخدا میں جس زمانہ کو جانتا ہوں اس زمانہ سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا۔ مروان نے کہا کہ ہمارے دور میں لوگ نماز کے بعد نہیں بیٹھتے، اس لیے میں نے نماز سے پہلے خطبہ کو کر دیا۔

حضرت ابوشریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حکمرانِ وقت:

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ - وَهُوَ يَبْعَثُ البُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ - ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الأَمِيرُ، أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الغَدَ مِنْ يَوْمِ الفَتْحِ، سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي، وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ حَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ "إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللَّهُ،

(1)...(صحیح البخاری، کتاب صلاۃ العیدین، باالخروج الی المصلی بغیر منبر... صحیح مسلم، کتاب صلاۃ العیدین: فی مقدمۃ، رقم: [illegible])

وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ، فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا، وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا، فَقُولُوا إِنَّ اللهَ قَدْ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ، وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ، وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ (۱)

ترجمہ: حضرت ابوشریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عمرو بن سعید (والی مدینہ) سے جب وہ مکہ میں (ابن زبیر سے لڑنے کے لیے) فوجیں بھیج رہے تھے کہا کہ اے امیر! مجھے آپ اجازت دیں تو میں وہ حدیث آپ سے بیان کردوں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی تھی، اس (حدیث) کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حدیث فرما رہے تھے تو میری آنکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلے) اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے، آدمیوں نے حرام نہیں کیا۔ تو (سن لو) کہ کسی شخص کے لیے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو جائز نہیں ہے کہ مکہ میں خون ریزی کرے، یا اس کا کوئی پیڑ کاٹے، پھر اگر کوئی اللہ (عزوجل) کے رسول ﷺ (کے لڑنے) کی وجہ سے اس کا جواز نکالے تو اس سے کہہ دو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اجازت دی تھی، تمہارے لیے نہیں دی اور مجھے بھی دن کے کچھ لمحوں کے لیے اجازت ملی تھی۔ آج اس کی حرمت لوٹ آئی، جیسی کل تھی۔ اور حاضر غائب کو (یہ بات) پہنچا دے۔

اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حکمرانِ وقت تھے انہوں نے ایک بار نماز پڑھائی تو نماز میں سہو ہوگیا تو پیچھے سے انصار و مہاجرین نے ان کو کہا کہ اے معاویہ! کیا آپ نماز بھول گے ہیں ؟؟۔(۲)

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر نبی اکرم ﷺ کے سنت کو برملا بیان کرتے چاہے کسی کو برا لگے یا اچھا کسی کو بھی خاطر میں نہ لاتے تھے۔

---

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من یبلغ العلم الشاهد الغائب.....أخرجه مسلم فی الحج باب تحریم مکة وصیدها وخلاها وشجرها ولقطتها رقم 1354)

(۲)...(مسند امام شافعی باب ومن کتاب استقبال القبلة فی الصلاة.. یہ حدیث امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہے)

سنت نبوی کا احترام:

نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ کی سنت کا بہت احترام کرتے تھے جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا کہ وہ سنت کے خلاف کسی کو کوئی کام نہیں کرنے دیتے تھے، اوران کا یہ احترام دراصل نبی اکرم ﷺ کی توقیر تعظیم اور محبت کی وجہ سے تھا، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیوں میں جس نے نبی اکرم ﷺ کی سنت کا احترام نہیں کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کا محاسبہ فرمایا اوراپنی پوری زندگی اسی انداز میں بسر کی۔ امام خطیب بغدادی نے اس بارے میں اپنی کتاب "الفقیہ المتفقہ" کے اندراسی عنوان کے ساتھ ایک باب بھی باندھا ہے اس میں انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اورتابعین عظام کے سنت نبویہ کے احترام پرکئی احادیث نقل فرمائی ہیں ہم ان میں سے ایک کو اصل ماخذ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ »مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللهَ غَدًا مُسْلِمًا، فَلْيُحَافِظْ عَلَى هَؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادَى بِهِنَّ، فَإِنَّ اللهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدَى، وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنَ الْهُدَى، وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هَذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ، لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ يَعْمِدُ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ هَذِهِ الْمَسَاجِدِ، إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً، وَيَرْفَعُهُ بِهَا دَرَجَةً، وَيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً، وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتَى بِهِ يُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يُقَامَ فِي الصَّفِّ« (۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) فرماتے ہیں کہ جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ وہ کل اسلام کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان ساری نمازوں کی حفاظت کرے جہاں سے انہیں پکارا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے ہدایت کے طریقے متعین کردیئے ہیں اور یہ نمازیں بھی ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں اور اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو جیسا کہ یہ پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں پڑھتا ہے توتم نے اپنے نبی (صلی اللہ

---

(۱)...(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى، رقم: ۲۵۶)

علیہ وآلہ وسلم) کے طریقے کو چھوڑ دیا ہے اور اگر تم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے طریقے کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور کوئی آدمی نہیں جو پاکی حاصل کرے پھر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کی طرف جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے ہر قدم پر جو وہ رکھتا ہے ایک نیکی لکھتا ہے اور اس کے ایک درجے کو بلند کرتا اور اس کے ایک گناہ کو مٹا دیتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ منافق کے سوا کوئی بھی نماز سے پیچھے نہیں رہتا تھا کہ جس کا نفاق ظاہر ہو جاتا اور ایک آدمی جسے دو آدمیوں کے سہارے لایا جاتا تھا یہاں تک کہ اُسے صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔

سنت نبوی ﷺ کے ساتھ مذاق کرنے والوں سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رویہ:

نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارک کے ساتھ مذاق واستہزاء کرنے والوں کو بھی نہ چھوڑتے اور ان کو اس بات سے سختی کے ساتھ منع فرماتے تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ »بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِي بُرْدَيْنِ، خَسَفَ اللهُ بِهِ الْأَرْضَ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ« فَقَالَ لَهُ فَتًى قَدْ سَمَّاهُ وَهُوَ فِي حُلَّةٍ لَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَهَكَذَا كَانَ يَمْشِي ذَلِكَ الْفَتَى الَّذِي خُسِفَ بِهِ ؟ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ، فَعَثَرَ عَثْرَةً كَادَ يَتَكَسَّرُ مِنْهَا، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لِلْمَنْخَرَيْنِ، وَلِلْفَمِ، إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ الحجر (1)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ایک آدمی اپنی دو چادریں پہن کر اکڑتا ہوا جا رہا تھا اور وہ خود ہی (اپنے کپڑوں پر) اترا رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ اسی طرح قیامت تک دھنستا چلا جائے گا۔ حاضرین میں ایک نوجوان جس کا نام راوی نے بیان کیا تھا اسی قسم کے کپڑے پہنے ہوا تھا وہ بولا اے ابوہریرہ کیا وہ نوجوان اس طرح چل رہا تھا جسے زمین میں دھنسا دیا گیا پھر اس نوجوان نے اپنے ہاتھ کو جھٹکا تو وہ گر گیا اور قریب تھا کہ اس کی کوئی ہڈی ٹوٹ جاتی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے منہ اور نتھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

---

(1) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخیلاء... صحیح مسلم، کتاب اللباس، بَابُ تَحْرِيمِ التَّبَخْتُرِ فِي الْمَشْيِ مَعَ إِعْجَابِهِ بِثِيَابِهِ.. سنن دارمی: 1 : 96 رقم: 443، وأبو عوانة 473/5، والبغوی (3355)

"(اے محبوب) بے شک مذاق کرنے والوں کے لیے تمہاری طرف سے ہم کافی ہیں (القرآن)"

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اے لوگو! سنت نبوی ﷺ کے بعد کسی کا کوئی عذر قابل قبول نہیں۔(۱)

عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ، قَالَ رَأَى حُذَيْفَةُ رَجُلًا لَا يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، قَالَ »مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا«(۲)

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے زید بن وھب سے سنا کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نہ رکوع پوری طرح کرتا ہے نہ سجدہ۔ اس لیے آپ نے اس سے کہا کہ تم نے نماز ہی نہیں پڑھی اور اگر تم مر گئے تو تمہاری موت اس سنت پر نہیں ہوگی جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا تھا۔

سنت نبویہ کی اشاعت:

نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ وہ اپنی تقاریر، اور خطبوں میں نبی اکرم ﷺ کی سنت کی اشاعت فرماتے تھے اور نبی اکرم ﷺ سے حاصل کیا ہوا علم آگے پہنچاتے تھے چنانچہ:

عَنْ حُمْرَانَ، مَوْلَى عُثْمَانَ، قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، وَهُوَ بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ عِنْدَ الْعَصْرِ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ قَالَ وَاللهِ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَوْلَا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللهِ مَا حَدَّثْتُكُمْ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ »لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ فَيُصَلِّي صَلَاةً إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي تَلِيهَا«(۳)

---

(۱)...(الفقیہ و المتفقہ 1 : 148)

(۲)...(صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، بَابُ إِذَا لَمْ يُتِمَّ الرُّكُوعَ رقم : 791 . إسناده صحيح على شرط الشيخين. أبو معاوية: هو محمد بن خازم الضرير، والأعمش: هو سليمان بن مهران.... وأخرجه عبد الرزاق (3732) و (3733)، والبخاري (791)، والبزار في "مسنده" (2819)، وابن حبان (1894)، والبيهقي 386/2، والبغوي (616) من طرق عن سليمان الأعمش، بهذا الإسناد.. وأخرجه البزار (2817)، والنسائي في "المجتبى" 3/58-59، وفي "الكبرى" (608) و (1235) من طريق طلحة بن مصرف، عن زيد بن وهب. به... وسيأتي من طريق أبي وائل عن حذيفة برقم (23360)... وفي الباب عن أبي مسعود الأنصاري، سلف برقم (17073)... وعن علي بن شيبان سلف برقم (16297).... وعن أبي سعيد الخدري سلف برقم (11532)

(۳)... صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الوضوء و الصلاة عقبه، رقم: 5)

ترجمہ: عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) کے خادم حمران سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے سنا حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) سے اور وہ مسجد کے صحن میں تھے پس ان کے پاس عصر کے وقت مؤذن آیا آپ نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر اللہ کی کتاب میں آیت نہ ہوتی (إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ) 2-البقرة: 159) تو میں یہ حدیث بیان نہ کرتا میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرما رہے تھے کوئی مسلمان آدمی وضو نہیں کرتا پس وہ اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھتا ہے مگر اللہ معاف کر دیتا ہے اس کے وہ تمام گناہ (صغیرہ) جو اس نماز سے پیوستہ دوسری نماز کے درمیان کئے تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ " إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ، وَلَوْلاَ آيَتَانِ فِي كِتَابِ اللهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيثًا، ثُمَّ يَتْلُو إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى البقرة: 159 إِلَى قَوْلِهِ الرَّحِيمُ البقرة: 160 إِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الْعَمَلُ فِي أَمْوَالِهِمْ، وَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِبَعِ بَطْنِهِ، وَيَحْضُرُ مَا لاَ يَحْضُرُونَ، وَيَحْفَظُ مَا لاَ يَحْفَظُونَ (1)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں اور (میں کہتا ہوں) کہ قرآن میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں کوئی حدیث بیان نہ کرتا۔ پھر یہ آیت پڑھی، (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ جو لوگ اللہ کی نازل کی ہوئی دلیلوں اور آیتوں کو چھپاتے ہیں (آخر آیت) »رحیم« تک۔ (واقعہ یہ ہے کہ) ہمارے مہاجرین بھائی تو بازار کی خرید و فروخت میں لگے رہتے تھے اور انصار بھائی اپنی جائیدادوں میں مشغول رہتے اور ابو ہریرہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جی بھر کر رہتا (تاکہ آپ کی رفاقت میں شکم پری سے بھی بےفکری رہے) اور (ان مجلسوں میں) حاضر رہتا جن (مجلسوں) میں دوسرے حاضر نہ ہوتے اور

---

(1)...(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم..... صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، بَابٌ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، رقم: 160،159.....وأخرجه الحميدي (1142).....وأبو خيثمة في "العلم" (96)

وہ (باتیں) محفوظ رکھتا جو دوسرے محفوظ نہیں رکھ سکتے تھے۔

اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ إِنَّكُمْ تَقُولُونَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَقُولُونَ مَا بَالُ الْمُهَاجِرِينَ، وَالْأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمْ صَفْقٌ بِالْأَسْوَاقِ، وَكُنْتُ أَلْزَمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي، فَأَشْهَدُ إِذَا غَابُوا، وَأَحْفَظُ إِذَا نَسُوا، وَكَانَ يَشْغَلُ إِخْوَتِي مِنَ الْأَنْصَارِ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ، وَكُنْتُ امْرَأً مِسْكِينًا مِنْ مَسَاكِينِ الصُّفَّةِ، أَعِي حِينَ يَنْسَوْنَ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثٍ يُحَدِّثُهُ «إِنَّهُ لَنْ يَبْسُطَ أَحَدٌ ثَوْبَهُ حَتَّى أَقْضِيَ مَقَالَتِي هَذِهِ، ثُمَّ يَجْمَعَ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ، إِلَّا وَعَى مَا أَقُولُ»، فَبَسَطْتُ نَمِرَةً عَلَيَّ، حَتَّى إِذَا قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ جَمَعْتُهَا إِلَى صَدْرِي، فَمَا نَسِيتُ مِنْ مَقَالَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ مِنْ شَيْءٍ (1)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تم لوگ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بہت زیادہ بیان کرتا ہے، اور یہ بھی کہتے ہو کہ مہاجرین وانصار ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی طرح کیوں حدیث نہیں بیان کرتے؟ اصل وجہ یہ ہے کہ میرے بھائی مہاجرین بازار کی خرید وفروخت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اور میں اپنا پیٹ بھرنے کے لیے برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتا، اس لیے جب یہ بھائی غیر حاضر ہوتے تو میں اس وقت بھی حاضر رہتا اور میں (وہ باتیں آپ سے سن کر) یاد کر لیتا جسے ان حضرات کو (اپنے کاروبار کی مشغولیت کی وجہ سے یا تو سننے کا موقعہ نہیں ملتا تھا یا) وہ بھول جایا کرتے تھے۔ اسی طرح میرے بھائی انصار اپنے اموال (کھیتوں اور باغوں) میں مشغول رہتے، لیکن میں صفہ میں مقیم مسکینوں میں سے ایک مسکین آدمی تھا۔ جب یہ

(1)...(صحیح بخاری، کتاب البیوع، بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللهِ وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ} [الجمعة: 11]، وَقَوْلِهِ: {لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ} [النساء: 29]، رقم: 2047)

حضرات انصار بھولتے تو میں اسے یاد رکھتا۔ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جو کوئی اپنا کپڑا پھیلائے اور اس وقت تک پھیلائے رکھے جب تک اپنی یہ گفتگو نہ پوری کرلوں، پھر (جب میری گفتگو پوری ہو جائے تو) اس کپڑے کو سمیٹ لے تو وہ میری باتوں کو (اپنے دل و دماغ میں ہمیشہ) یاد رکھے گا، چنانچہ میں نے اپنا کمبل اپنے سامنے پھیلا دیا، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مقالہ مبارک ختم فرمایا، تو میں نے اسے سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لیا اور اس کے بعد پھر کبھی میں آپ کی کوئی حدیث نہیں بھولا۔

یہاں پر ہم اپنی اس فصل کا اختتام کرتے ہیں امید ہے کہ قارئین کی دل میں یہ بات راسخ ہو گئی ہو گی کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کی سنت کی ہر طرح سے حفاظت فرمائی اور اس کی حفاظت میں کسی ملامت و شرمندگی کو خاطر میں نہ لایا اور لاتے بھی کیوں اس لیے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے کوئی آج کل جیسے نام نہاد علماء تو نہیں تھے جو سنتِ فرنگ کو خوب بنا چڑھا کر اپناتے ہیں لیکن اپنے پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنتوں کو اپنانا تو دور کی بات اس کا علم تک نہیں رکھتے، اور اگر کچھ نبی اکرم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے والے ہیں تو ان کو بھی نبی اکرم ﷺ کے میٹھی میٹھی سنتوں پر عمل کرنا آتا ہے، دفاعِ ناموس رسالت جیسی عظیم سنت صحابہ کو اپنانے سے ڈرتے ہیں ہم ان کے لیے صرف اتنا ہی کہتے ہیں کہ:

چھوڑ کر دورنگی یک رنگ ہو جا
یا سرے سے موم ہو یا پھر سنگ ہو جا

اور ہاں جب رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھ لیا ہے تو اب یہ سنتوں سے دوری کیوں؟ کیوں لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو آزادی چاہیے نہیں جب رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھ لیا ہے تو اب رسول اللہ ﷺ کی سنت کا پابند رہنا ہو گا کسی نے کیا خوب کہا کہ:

اس چمن میں مرغِ دل گائے نہ آزادی کا گیت
آہ یہ گلشن نہیں ایسے ترانے کے لیے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فصل سوم:

دفاعِ ناموس رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قربانیاں

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيأات اعمالنا من يهد الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادي له ونشهد ان لآ اله الاّ الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا و مولانا محمدا عبده و رسوله۔ اللهم صل على سيدنا و مولانا محمد وعلى اله وصحبه اجمعين ابد الآبدين برحمتك يا ارحم الراحمين۔

جب کوئی آدمی نبی اکرم ﷺ کا ادب نہ کرتا، یا آپ کو تکلیف دیتا، چاہے وہ کافر ہوتا یا منافق یا دیہاتی تو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس سے نبی اکرم ﷺ کی ناموس کا دفاع فرماتے تھے، اور اس بارے میں وہ کسی بھی قسم کی قربانی سے گریز نہیں کرتے تھے۔ دفاعِ ناموسِ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بہت قربانی دیں ہیں میں ان میں سے چند کو مختلف عناوین کے ساتھ بیان کرتا ہوں تا کہ ان کی یہ قربانیاں ہمارے لیے مشعل راہ کا کام دیں اور ہم بھی دفاعِ ناموسِ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جوش وجذبہ کو دل میں لیے ہوئے اس راہِ فردوسِ اعلیٰ کی طرف گامزن ہوں۔

مکہ مکرمہ میں دفاعِ رسول اللہ ﷺ کے مختلف انداز

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاعِ ناموسِ رسالت:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر مقام پر نبی اکرم ﷺ پر ہونے والے ہر حملہ کا دفاع کیا ہے لیکن ہم ان میں سے چند واقعات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دفاعِ ناموسِ رسالت میں کونسی قربانیاں دیں اور کتنی تکالیف کو برداشت کیا۔

حرم شریف میں دفاعِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَخْبِرْنِي بِأَشَدِّ شَيْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُونَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ «بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي حِجْرِ الْكَعْبَةِ، إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ، فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيدًا» فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى أَخَذَ بِمَنْكِبِهِ، وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللهُ

غافر 28 (۱)

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مشرکین مکہ کی سب سے بڑی ظالمانہ حرکت کے بارے میں پوچھا جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی تھی تو انہوں نے بتلایا کہ میں نے دیکھا کہ عقبہ بن ابی معیط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، اس بدبخت نے اپنی چادر آپ کی گردن مبارک میں ڈال کر کھینچی جس سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ پھنس گیا۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اس بدبخت کو دفع کیا اور کہا کہ کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

گروہِ کفار سے دفاعِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ قُلْتُ مَا أَكْثَرَ مَا رَأَيْتَ قُرَيْشًا أَصَابَتْ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا كَانَتْ تُظْهِرُ مِنْ عَدَاوَتِهِ؟ قَالَ قَدْ حَضَرْتُهُمْ وَقَدِ اجْتَمَعَ أَشْرَافُهُمْ فِي الْحِجْرِ، فَذَكَرُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا مَا رَأَيْنَا مِثْلَ مَا صَبَرْنَا عَلَيْهِ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ قَطُّ، سَفَّهَ أَحْلَامَنَا، وَشَتَمَ آبَاءَنَا، وَعَابَ دِينَنَا، وَفَرَّقَ جَمَاعَتَنَا، وَسَبَّ آلِهَتَنَا، لَقَدْ صَبَرْنَا مِنْهُ عَلَى أَمْرٍ عَظِيمٍ، أَوْ كَمَا قَالُوا، فَبَيْنَا هُمْ فِي ذَلِكَ، إِذْ طَلَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقْبَلَ يَمْشِي حَتَّى اسْتَلَمَ الرُّكْنَ، فَمَرَّ بِهِمْ طَائِفًا بِالْبَيْتِ،

---

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ، رقم: 3855)

فَلَمَّا أَنْ مَرَّ بِهِمْ غَمَزُوهُ بِبَعْضِ الْقَوْلِ، قَالَ وَعَرَفْتُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ مَضَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا مَرَّ بِهِمُ الثَّانِيَةَ غَمَزُوهُ بِمِثْلِهَا، فَعَرَفْتُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ مَضَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرَّ بِهِمُ الثَّالِثَةَ، غَمَزُوهُ بِمِثْلِهَا، ثُمَّ قَالَ »أَتَسْمَعُونَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَمَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِالذَّبْحِ« قَالَ فَأَخَذَتِ الْقَوْمَ كَلِمَتُهُ حَتَّى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا لَكَأَنَّمَا عَلَى رَأْسِهِ طَائِرٌ وَاقِعٌ، حَتَّى إِنَّ أَشَدَّهُمْ فِيهِ وَطَأَةً قَبْلَ ذَلِكَ يَتَوَقَّاهُ بِأَحْسَنِ مَا يُجِيبُ مِنَ الْقَوْلِ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَقُولُ انْصَرِفْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، انْصَرِفْ رَاشِدًا، فَوَاللهِ مَا كُنْتَ جَهُولًا، فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ اجْتَمَعُوا فِي الْحِجْرِ وَأَنَا مَعَهُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ذَكَرْتُمْ مَا بَلَغَ مِنْكُمْ، وَمَا بَلَغَكُمْ عَنْهُ، حَتَّى إِذَا بَادَأَكُمْ بِمَا تَكْرَهُونَ تَرَكْتُمُوهُ، وَبَيْنَمَا هُمْ فِي ذَلِكَ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَثَبُوا إِلَيْهِ وَثْبَةَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، وَأَحَاطُوا بِهِ، يَقُولُونَ لَهُ أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ كَذَا وَكَذَا ـ لِمَا كَانَ يَبْلُغُهُمْ عَنْهُ مِنْ عَيْبِ آلِهَتِهِمْ وَدِينِهِمْ؟ قَالَ »نَعَمْ، أَنَا الَّذِي أَقُولُ ذَلِكَ« قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ أَخَذَ بِمَجْمَعِ رِدَائِهِ، وَقَالَ وَقَامَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دُونَهُ يَقُولُ وَهُوَ يَبْكِي أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللهُ، ثُمَّ انْصَرَفُوا عَنْهُ، فَإِنَّ ذَلِكَ لَأَشُدُّ مَا رَأَيْتُ قُرَيْشًا بَلَغَتْ مِنْهُ قَطُّ (۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ قریش نے نبی اکرم ﷺ سے اپنی عداوت کے اظہار کے لیے جو کچھ کیا اس میں آپ نے سب سے شدت والی کیا بات دیکھی؟؟ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ایک بار میں وہاں ہی تھا کہ مشرکوں کے سردار حطیم میں موجود تھے

---

(۱). (صحیح ابن حبان، ذِكْرُ بَعْضِ أَذَى الْمُشْرِكِينَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ دَعْوَتِهِ إِيَّاهُمْ إِلَى الإِسْلَامِ، ج14، ص527.. ومن طريقه أخرجه أحمد 218/2، والبيهقي في "دلائل النبوة" 2/275-276 وأورده الهيثمي في "المجمع" 6/15-16، وقال: في الصحيح طرف منه، رواه أحمد وقد صرح ابن إسحاق بالسماع، وبقية رجاله رجال الصحيح. قلت: أخرج أحمد 204/2، والبخاري (3678) في فضائل الصحابة: باب قول النبي - صلى الله عليه وسلم -: "لو كنت متخذاً خليلاً"، و (3856) في مناقب الأنصار: باب ما لقي النبي - صلى الله عليه وسلم - وأصحابه من المشركين، و (4815) في تفسير سورة المؤمنون، والبيهقي في "دلائل النبوة" 274/2، والبغوي (3746) من طرق عن الوليد بن مسلم، قال: سمعت الأوزاعي، قال: حدثنا يحيى بن أبي كثير، قال: حدثني محمد بن إبراهيم بن الحارث التيمي، قال: حدثني عروة بن الزبير، قال: سألت عبد الله بن عمرو بن العاص قال: قلت: حدثني بأشد شيء صنعه المشركون برسول الله - صلى الله عليه وسلم - ... فذكره مختصراً.)

،انہوں نے نبی اکرم ﷺ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس پر ہمیں اتنا صبر سے کام لینا پڑا ہو جتنا انصاف کے حوالہ سے لینا پڑ رہا ہے، اس آدمی (یعنی نبی اکرم ﷺ) نے ہمارے سمجھ دار لوگوں کو بے وقوف بنا دیا اور ہمارے آباء واجداد کو برا کہا ہمارے دین کو باطل قرار دیا ،ہم کو آپس میں پھاڑ دیا، ہمارے معبودوں کو برا کہا، لیکن ہم نے اس بارے میں صبر سے کام لیا یا جیسے انہوں نے کہا،، ابھی وہ وہی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور حجر اسود کو استلام کیا اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے، جب نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ پر آوازیں کسیں، حضرت عبد اللہ کہتے ہیں مجھے نبی اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک پر ناپسندیدگی کا اندازہ ہو گیا تھا، لیکن نبی اکرم ﷺ چلتے رہے جب دوسری بار نبی اکرم ﷺ ان کے قریب سے گزرے، جب نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں پھر نے نبی اکرم ﷺ پر آوازیں کسیں، میں نے پھر نبی اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک پر اس کے اثرات دیکھے، لیکن نبی اکرم ﷺ پھر تشریف لے گئے، جب تیسری بار ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے پھر اسی طرح کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے قریش کے گروہ اس ذات کی قسم جس کے دست اقدس میں محمد (ﷺ) کی جان ہے میں تمہارے پاس ذبح کے ساتھ آیا ہوں (یعنی تم سب مارے جاؤ گے) یہ سن کر ان کو سانپ سونگھ گیا یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک کی یہ حالت ہو گئی کہ اس کے سر پر پرندہ بیٹھا ہوا ہے ، حالانکہ نبی اکرم ﷺ کو اس سے پہلے بھی ان کی طرف سے تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن آپ ﷺ نرمی سے جواب دیتے تھے (اتنا سخت جواب سن کر) انہوں نے کہ اے ابوالقاسم آپ جائیے ۔آپ راہنمائی کرنے والے ہیں آپ چلے جائیے، اللہ کی قسم آپ تو جہالت کا مظاہر نہیں کرتے تھے، تو نبی اکرم ﷺ یہاں سے چلے گئے اگلے دن وہ سب پھر اسی جگہ جمع ہوئے میں بھی ان کے ساتھ تھا، تو بعض بعض سے کہنے لگے کہ تم کو یاد ہے کہ تم نے ان سے کیا بات کی تھی اور انہوں نے تم سے کیا بات کی تھی؟؟ یہاں تک کہ انہوں نے تمہارے سامنے اس چیز کو ظاہر کیا جو تم کو پسند نہیں تھی تو پھر بھی تم نے ان کو چھوڑ دیا، ابھی یہی باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جلوہ افروز ہوئے تو وہ سب مل کر نبی اکرم ﷺ کی طرف بڑھے، اور نبی اکرم ﷺ کو گھیر لیا اور کہا کہ یہ بات آپ نے ہی کہی تھی نا! یہ بات آپ نے ہی کہی تھی! یعنی وہ باتیں کہی جو ان کو نبی اکرم ﷺ کے حوالہ سے پہنچی تھیں کہ آپ [illegible] کے

معبودوں اور ان کے دین کو غلط قرار دیتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے ہی کہی تھیں ا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں دیکھا کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کی چادر مبارک کو پکڑ لیا پھر میں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سامنے کھڑے تھے جو کہ رو رہے تھے اور ساتھ ساتھ یہ کہہ رہے تھے کہ کیا تم ایک ایسے شخص کے ساتھ مقابلہ کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے پھر وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کو چھوڑ کر چلے گئے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ قریش کے اس برے سلوک سے بڑھ کر اور کوئی سخت بات نہیں دیکھی۔

عَنْ أَنَس، قال لقد ضربوا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حتى غشى عليه فقام أَبُوبَكْر فقال أى ويلكم أتقتلون رجلاً أن يقول ربى الله؟ قالوا من هذا؟ قالوا هذا ابن أبى قحافة المجنون، أحسبه قال فتركوه وأقبلوا على أبى بكر رضى اللهُ عَنْهُ(۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن کفار نے نبی اکرم ﷺ کو اتنی ایذاء دی کہ آپ بے ہوش ہو گئے، تو حضرت ابوبکر صدیق آئے اور کہا (اوہ ظالموں) تم ہلاک ہو جاؤ کیا تم ایک ایسے آدمی سے مقابلہ کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ انہوں نے کہا یہ کون ہے (یعنی حضرت ابوبکر کی طرف اشارہ کر کے پوچھا) تو لوگوں نے کہا کہ یہ ابوقافہ کا (پاگل) بیٹا ہے، (معاذ اللہ) راوی فرماتے ہیں میرے خیال میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کفار نے نبی اکرم ﷺ کو چھوڑ دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درپے ہو گئے۔ (لیکن ان بے دینوں کو کیا خبر تھی کہ یہ عاشق اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا ہے)

لبیک یارسول اللہ ﷺ:

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْر، أَنَّهُمْ قَالُوا لَهَا مَا أَشَدُّ مَا رَأَيْتَ الْمُشْرِكِينَ بَلَغُوا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ كَانَ الْمُشْرِكُونَ قَعَدُوا فِي الْمَسْجِدِ يَتَذَاكَرُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَقُولُ فِي آلِهَتِهِمْ فَبَيْنَا هُمْ كَذَلِكَ، إِذْ أَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱)...(المستدرك، ج3،ص67...فتح البارى ج7،ص169....مجمع الزوائد،ج6،ص17)

فَقَامُوا إِلَيْهِ بِأَجْمَعِهِمْ، فَأَتَى الصَّرِيخُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقِيلَ أَدْرِكْ صَاحِبَكَ فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِنَا وَإِنَّ لَهُ لَغَدَائِرَ أَرْبَعًا، وَهُوَ يَقُولُ " وَيْلَكُمْ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ غافر 28 ؟ " فَلَهَوْا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْبَلُوا عَلَى أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ فَرَجَعَ إِلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ، فَجَعَلَ لَا يَمَسُّ شَيْئًا مِنْ غَدَائِرِهِ إِلَّا جَاءَ مَعَهُ، وَهُوَ يَقُولُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ "(۱)۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے لوگوں نے حضرت اسماء سے پوچھا: وہ کون سا تکلیف دہ امر ہے جو تم نے دیکھا جو مشرکین نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اپنایا؟ حضرت اسماء نے کہا: مشرک مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ وہ کیا کچھ ان کے معبودوں کے بارے میں کہتے ہیں ابھی وہ اسی طرح تھے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے ہاں تشریف لائے تو وہ سب آپ پر جھپٹ پڑے ایک خبر دینے والا حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) کے پاس آیا آپ سے کہا: اپنے ساتھی تک پہنچو۔ وہ ہمارے پاس سے (لبیک یارسول اللہ ﷺ کی صدائیں بلند کرتے ہوئے) نکلے جبکہ ان کی چار مینڈیاں تھیں وہ مسجد میں داخل ہوئے جبکہ وہ کہہ رہے تھے: تم ہلاک ہو کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے جبکہ وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے بینات لایا ہے؟ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو چھوڑ دیا اور حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) کی طرف متوجہ ہوئے حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) ہماری طرف لوٹے آپ اپنی مینڈھیوں میں سے کسی کو ہاتھ نہ لگاتے مگر وہ آپ کے ہاتھ کے ساتھ ہی آجاتی آپ کہتے: تبارکت یا ذوالجلال والاکرام۔

رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟؟:

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا اجْتَمَعَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

---

(۱)...(مسند ابی یعلی موالصلی، مسند ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج1،ص52... مسند الحمیدی، ج1،ص156،155... مجمع الزوائد ج6،ص17،16... فتح الباری، ج7،ص169)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانُوا ثَمَانِيَةً وَثَلَاثِينَ رَجُلًا أَلَحَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهُورِ, فَقَالَ «يَا أَبَا بَكْرٍ, إِنَّا قَلِيلٌ», فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُلِحُّ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ظَهَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ الْمُسْلِمُونَ فِي نَوَاحِي الْمَسْجِدِ, كُلُّ رَجُلٍ فِي عَشِيرَتِهِ, وَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فِي النَّاسِ خَطِيبًا, وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا, فَكَانَ أَوَّلَ خَطِيبٍ دَعَا إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, وَثَارَ الْمُشْرِكُونَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعَلَى الْمُسْلِمِينَ فَضَرَبُوا فِي نَوَاحِي الْمَسْجِدِ ضَرْبًا شَدِيدًا, وَوُطِئَ أَبُو بَكْرٍ وَضُرِبَ ضَرْبًا شَدِيدًا, فَدَنَا مِنْهُ الْفَاسِقُ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ فَجَعَلَ يَضْرِبُهُ بِنَعْلَيْنِ مَخْصُوفَيْنِ وَيُحَرِّفُهُمَا لِوَجْهِهِ وَنَزَى عَلَى بَطْنِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى مَا يُعْرَفُ وَجْهُهُ مِنْ أَنْفِهِ, وَجَاءَتْ بَنُو تَيْمٍ يَتَعَادَوْنَ وَأَجْلَتِ الْمُشْرِكِينَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ, وَحَمَلَتْ بَنُو تَيْمٍ أَبَا بَكْرٍ فِي ثَوْبٍ حَتَّى أَدْخَلُوهُ مَنْزِلَهُ, وَلَا يَشُكُّونَ فِي مَوْتِهِ, ثُمَّ رَجَعَتْ بَنُو تَيْمٍ فَدَخَلُوا الْمَسْجِدَ وَقَالُوا وَاللهِ لَئِنْ مَاتَ أَبُو بَكْرٍ لَنَقْتُلَنَّ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ, فَرَجَعُوا إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَجَعَلَ أَبُو قُحَافَةَ وَبَنُو تَيْمٍ يُكَلِّمُونَ أَبَا بَكْرٍ حَتَّى أَجَابَ, فَتَكَلَّمَ آخِرَ النَّهَارِ فَقَالَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَمَسُّوا مِنْهُ بِأَلْسِنَتِهِمْ وَعَذَلُوهُ, ثُمَّ قَامُوا وَقَالُوا لِأُمِّهِ أُمِّ الْخَيْرِ بِنْتِ صَخْرٍ انْظُرِي أَنْ تُطْعِمِيهِ شَيْئًا, أَوْ تَسْقِيهِ إِيَّاهُ, فَلَمَّا خَلَتْ بِهِ أَلَحَّتْ عَلَيْهِ, وَجَعَلَ يَقُولُ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ وَاللهِ مَا لِي عِلْمٌ بِصَاحِبِكَ, فَقَالَ اذْهَبِي إِلَى أُمِّ جَمِيلٍ بِنْتِ الْخَطَّابِ فَسَلِيهَا عَنْهُ, فَخَرَجَتْ حَتَّى جَاءَتْ أُمَّ جَمِيلٍ فَقَالَتْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ يَسْأَلُكَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ, فَقَالَتْ مَا أَعْرِفُ أَبَا بَكْرٍ وَلَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ, فَإِنْ تُحِبِّينَ أَنْ أَمْضِيَ مَعَكِ إِلَى ابْنِكِ؟ قَالَتْ نَعَمْ فَمَضَتْ مَعَهَا حَتَّى وَجَدَتْ أَبَا بَكْرٍ صَرِيعًا دَنِفًا, فَدَنَتْ أُمُّ جَمِيلٍ وَأَعْلَنَتْ بِالصِّيَاحِ وَقَالَتْ وَاللهِ إِنَّ قَوْمًا نَالُوا هَذَا مِنْكَ لَأَهْلُ فِسْقٍ وَكُفْرٍ, وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَنْتَقِمَ اللهُ لَكَ مِنْهُمْ, قَالَ فَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ هَذِهِ أُمُّكَ تَسْمَعُ, قَالَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْكِ فِيهَا, قَالَتْ سَالِمٌ صَالِحٌ, قَالَ

فَأَيْنَ هُوَ، قَالَتْ فِي دَارِ أَبِي الْأَرْقَمِ، قَالَ فَإِنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ أَنْ لَا أَذُوقَ طَعَامًا أَوْ شَرَابًا أَوْ آتِيَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمْهَلَتَا حَتَّى إِذَا هَدَأَتِ الرِّجْلُ وَسَكَنَ النَّاسُ، خَرَجَتَا بِهِ يَتَّكِي عَلَيْهِمَا حَتَّى أَدْخَلَتَاهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ وَأَكَبَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ فَقَبَّلَهُ، وَأَكَبَّ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ، وَرَقَّ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِقَّةً شَدِيدَةً، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، لَيْسَ مِنْ بَأْسٍ إِلَّا مَا نَالَ الْفَاسِقُ مِنْ وَجْهِي، وَهَذِهِ أُمِّي بَرَّةٌ بِوَلَدِهَا، وَأَنْتَ مُبَارَكٌ، فَادْعُهَا إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَادْعُ اللهَ لَهَا؛ عَسَى اللهُ أَنْ يَسْتَنْقِذَهَا بِكَ مِنَ النَّارِ، قَالَ فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ دَعَاهَا إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَسْلَمَتْ (۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب مسلمانوں کی تعداد 38 تک پہنچی توحضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اظہار کی درخواست کی (اور چاہا کہ کھلم کھلا علی الاعلان تبلیغ اسلام کی جائے۔) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اول انکار فرمایا کہ ہم ابھی کم ہیں مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصرار پر قبول فرمالیا اور ان سب حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لیکر مسجد حرم شریف میں تشریف لے گئے۔ ہر آدمی اپنے خاندان کے ساتھ تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ شروع کیا، نبی اکرم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے (یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا) اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے خطیب تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوگوں کو دعوت دی (اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی دن اسلام لائے ہیں اور اس کے تین دن بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

(۱)...(من حديث خيثمة بن سليمان القرشي الأطرابلسي. المؤلف: أبو الحسن خيثمة بن سليمان بن حيدرة بن سليمان القرشي الشامي الأطرابلسي (المتوفى: 343هـ). تحقيق: د عمر عبد السلام تدمري. الناشر: دار الكتاب العربي-لبنان، ج1، ص126... السيرة النبوية (من البداية والنهاية لابن كثير). المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (المتوفى: 774هـ). تحقيق: مصطفى عبد الواحد. الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع بيروت-لبنان. عام النشر: 1395 هـ-1976 م، ج1، ص440... سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله في المبدأ والمعاد. المؤلف: محمد بن يوسف الصالحي الشامي (المتوفى: 942هـ). تحقيق وتعليق: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، الشيخ علي محمد معوض. الناشر: دار الكتب العلمية بيروت-لبنان. الطبعة: الأولى، 1414 هـ-1993 م، ج2، ص319... البدايه والنهايه ج۳، ص۳۰)

عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔) خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے کفار ومشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ اوران کوسخت مارا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی (باوجوداس کے کہ مکہ مکرمہ میں عام طور پر ان کی عظمت وشرافت مسلم تھی) اس قدر مارا، منافق عتبہ بن ربیعہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جوتوں سے مارا پاؤں میں روندا جونہ کرنا تھا سب کچھ ہی کیا، کہ تمام چہرہ مبارک خون میں بھر گیا، ناک کان سب لہولہان ہوگئے۔ پہچانے نہ جاتے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش ہوگئے۔

بنوتیم یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلے کے لوگوں کوخبر ہوئی تو وہاں سے ایک کپڑے میں اٹھا کران کے گھر لائے۔ سب کو یقین ہو چلا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وحشیانہ حملہ سے زندہ نہ بچ سکیں گے بنوتیم مسجد میں آئے اور اعلان کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اگر حادثہ میں وفات ہوگئی تو ہم لوگ ان کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے (عتبہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مارنے میں بہت زیادہ بدبختی کا اظہار کیا تھا۔) پھر وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں واپس آئے اور حضرت ابوقحافہ اور بنوتیم نے حضرت ابوبکر کو آوازیں دی (شام تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے ہوشی رہی باوجود آوازیں دینے کے بولنے یا بات کرنے کی نوبت نہ آتی تھی۔) شام کوآوازیں دینے پر وہ بولے تو سب سے پہلے الفاظ یہ تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کیا حال ہے؟ لوگوں کی طرف سے اس پر بہت ملامت ہوئی کہ ان ہی کی بدولت یہ تکلیف پہنچی اوردن بھر موت کے منہ میں رہے پھر جب بات کی تو وہی عشق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جذبہ اوران ہی کے لیے۔ لوگ پاس سے اٹھ کر چلے گئے، بددلی بھی تھی، اور یہ بھی کہ آخر کچھ جان ہے کہ بولنے کی نوبت آئی اورآپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ام خیر سے کہہ گئے کہ ان کے کھانے پینے کیلئے کسی چیز کا انتظام کردیں۔ وہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے پر اصرار کیا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہی ایک صداتھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کیا حال ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کیا گزرتی؟ انکی والدہ نے کہا کہ مجھے توخبر نہیں کیا حال ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ام جمیل (حضرت عمر کی بہن رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس جاکر دریافت کرلو کہ کیا حال ہے؟ وہ بیچاری بیٹے کی اس مظلومانہ حالت کی بیتابانہ درخواست پوری کرنے کیلئے ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے

پاس گئیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا حال دریافت کیا۔
وہ بھی عام دستور کے مطابق اس وقت اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں۔ فرمانے لگیں میں کیا جانوں کون محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) اور کون ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیرے بیٹے کی حالت سن کر رنج ہوا اگر تو کہے تو میں چل کر اسکی حالت دیکھوں ام خیر نے قبول کر لیا ان کے ساتھ گئیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت دیکھ کر تحمل نہ کر سکیں بے تحاشا رونا شروع کر دیا کہ بدکرداروں نے کیا حال کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کیئے کی سزا دے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پوچھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا کیا حال ہے؟ ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ سُن رہی ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان سے خوف نہ کرو۔ ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خیریت سنائی اور عرض کیا کہ بالکل صحیح سالم ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ اس وقت کہاں ہیں انہوں نے عرض کیا کہ ارقم کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو خدا عزوجل کی قسم ہے کہ اس وقت تک کوئی چیز نہ کھاؤں گا نہ پیؤں گا جب تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی زیارت نہ کرلوں۔ ان کی والدہ کو تو بیقراری تھی کہ وہ کچھ کھالیں اور انہوں نے قسم کھالی کہ جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی زیارت نہ کرلوں کچھ نہ کھاؤں گا۔ اس لئے والدہ نے اس کا انتظار کیا کہ لوگوں کی آمدورفت بند ہو جائے۔ مبادا کوئی دیکھ لے اور کچھ اذیت پہنچائے۔ جب رات کا بہت سا حصہ گزر گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں ارقم کے گھر پہنچیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم سے لپٹ گئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم بھی لپٹ کر رو دیئے۔ اور حضرت ابوبکر کو بوسہ دیا اور مسلمان بھی رونے لگے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درخواست کی یہ میری والدہ ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان جو فاسق نے میرے چہرے پر (ضربیں) لگائیں ہیں ان کے علاوہ مجھے کسی کی تکلیف نہیں، یہ میری والدہ ہیں اور آپ ﷺ ہمارے لیے مبارک ہیں ان کے لئے ہدایت کی دعا فرمادیں اور ان کو اسلام کی تبلیغ بھی فرمادیں

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو اسلام کی ترغیب دی وہ بھی اسی وقت مسلمان ہو گئیں۔

سبحان اللہ دیکھیے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عشق اور ان پر جان نثاری کا جذبہ کہ کفار کے مارنے سے بے ہوش، اور آنکھ کے سوجھ جانے کے باوجود، جب ہوش آیا تو سب سے پہلی بات یہ کی کہ میرے محبوب ﷺ کا کیا حال ہے، حضور ﷺ کی محبت میں اپنی ہر تکلیف کو بھول گئے اور کسی دکھ، درد کا احساس تک نہ کیا۔ یہ سب کچھ کس لیے تھا صرف اس لیے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا نصب العین نبی اکرم ﷺ کا دفاع تھا اسی لیے ہی تو آپ نے اپنے اہل خانہ اور اہل قبیلہ کے طعنوں کے باوجود صرف نبی اکرم ﷺ کا ہی پوچھا کہ میرے محبوب ﷺ کا کیا حال ہے؟؟ اور ان کے طعنوں کی کوئی پرواہ نہ کی، اور جب تک نبی اکرم ﷺ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیا نہ کھایا نہ پیا، اور نہ آپ کو تسلی ہوئی، اللہ تعالیٰ ہم کو بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا عشق رسول ﷺ عطاء فرمائے آمین۔

حیدر کا نعرہ ہے صدیق پیارا:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، قَالَ خَطَبَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ أَخْبِرُونِي بِأَشْجَعِ النَّاسِ؟ قَالُوا ـ أَوْ قَالَ ـ قُلْنَا أَنْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ أَمَا إِنِّي مَا بَارَزْتُ أَحَدًا إِلَّا انْتَصَفْتُ مِنْهُ، وَلَكِنْ أَخْبِرُونِي بِأَشْجَعِ النَّاسِ قَالُوا لَا نَعْلَمُ، فَمَنْ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخَذَتْهُ قُرَيْشٌ فَهَذَا يَجَؤُهُ وَهَذَا يُتَلْتِلُهُ وَهُمْ يَقُولُونَ أَنْتَ الَّذِي جَعَلْتَ الْآلِهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا قَالَ فَوَاللهِ مَا دَنَا مِنْهُ أَحَدٌ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ، يَضْرِبُ هَذَا وَيُجَاءُ هَذَا وَيُتَلْتِلُ هَذَا وَهُوَ يَقُولُ وَيْلَكُمْ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللهُ ثُمَّ رَفَعَ عَلِيٌّ بُرْدَةً كَانَتْ عَلَيْهِ فَبَكَى حَتَّى اخْضَلَّتْ لِحْيَتُهُ ثُمَّ قَالَ أُنْشِدُكُمْ بِاللهِ أَمُؤْمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ خَيْرٌ أَمْ أَبُو بَكْرٍ فَسَكَتَ الْقَوْمُ فَقَالَ أَلَا تُجِيبُونِي فَوَاللهِ لَسَاعَةٌ مِنْ أَبِي بَكْرٍ خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِنْ مُؤْمِنِ آلِ فِرْعَوْنَ ذَاكَ رَجُلٌ كَتَمَ إِيمَانَهُ وَهَذَا رَجُلٌ أَعْلَنَ إِيمَانَهُ(۱)

---

(۱)...(مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار.. المؤلف: أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي المعروف بالبزار (المتوفى: 292هـ) المحقق: محفوظ الرحمن زين الله (حقق الأجزاء من 1 إلى 9) وعادل بن سعد (حقق الأجزاء من 10 إلى 17) وصبري عبد الخالق الشافعي (حقق الجزء 18) الناشر: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة. الطبعة: الأولى (بدأت 1988م، وانتهت 2009م). ج3، ص14)

حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) سے روایت کیا کہ اے لوگو! مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کے بارے میں بتاؤ لوگوں نے کہا آپ ہیں۔ فرمایا نہیں: لوگوں نے کہا پھر کون ہے؟ فرمایا ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) ہیں۔ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا کہ قریش نے ان کو پکڑا اور ایک دوسرے کو ابھار رہا ہے اور یہ دوسرے کو جوش دلا رہا ہے اور وہ کہہ رہے تھے یہ وہی ہے جس نے سارے معبودوں کو ایک معبود بنا دیا ہے۔ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) نے فرمایا: اللہ کی قسم ! ہم میں سے کوئی قریب نہیں ہوا سوائے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) کے وہ ایک کو مارتے اور دوسرے سے مقابلہ کرتے اور فرماتے (آیت) " ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللّٰہ" (افسوس ہے تم پر کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے) پھر علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) نے وہ چادر اٹھائی جو آپ پر تھی اور روئے یہاں کہ کہ آپ کی داڑھی تر ہو گئی پھر فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا فرعون کی قوم کا مؤمن بہتر ہے یا ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) بہتر ہے؟ فرعون کی قوم سے وہ آدمی اپنے آپ کو چھپاتا تھا اور یہ آدمی (یعنی ابوبکر) اپنے ایمان کا اعلان کرتا ہے۔

یہ کیسے نہ ہوتا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی تھی کہ یارسول اللہ ﷺ میرے آباء وجداد آپ ﷺ پر قربان جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آتا ہے[1] تو جو شخص نبی اکرم ﷺ پر اپنا سب کچھ قربان کر سکتا ہے، کیا وہ اپنی جان سے گریز کرے گا؟؟ نہیں ہرگز نہیں۔

عم الرسول سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاعِ ناموسِ رسالت:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچاؤں میں حضرت حمزہ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑی والہانہ محبت تھی اور وہ صرف دو تین سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عمر میں زیادہ تھے اور چونکہ انہوں نے بھی حضرت ثویبہ کا دودھ پیا تھا اسلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی طاقتور اور بہادر تھے اور شکار کے بہت ہی شوقین تھے۔ روزانہ صبح سویرے تیر کمان لے کر گھر سے نکل جاتے اور شام کو شکار سے واپس لوٹ کر حرم میں جاتے، خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور قریش کے سرداروں کی مجلس میں کچھ دیر بیٹھا کرتے تھے۔

---

[1]...(صحیح بخاری، کتاب المناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی ﷺ و اصحابہ الہ المدینۃ.... صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم: 2. اس روایت کو ہم انشاء اللہ کچھ آگے بیان کریں گے، ابو احمد غفرلہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذاء دینے پر ابو جہل کی پٹائی:

ایک دن حسبِ معمول شکار سے واپس لوٹے تو ابن جدعان کی لونڈی اور خود ان کی بہن حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو بتایا کہ آج ابو جہل نے کس کس طرح تمہارے بھتیجے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بے ادبی اور گستاخی کی ہے۔ یہ ماجرا سن کر مارے غصہ کے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون کھولنے لگا۔ ایک دم تیر کمان لئے ہوئے مسجد حرام میں پہنچ گئے :

رَفَعَ الْقَوْسَ فَضَرَبَهُ بِهَا ضَرْبَةً شَجَّهُ مِنْهُ شَجَّةً مُنْكَرَةً،

اور اپنی کمان سے ابو جہل کے سر پر اس زور سے مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا اور کہا کہ تو میرے بھتیجے کو گالیاں دیتا ہے؟ تجھے خبر نہیں کہ میں بھی اسی کے دین پر ہوں۔ یہ دیکھ کر قبیلہ بنی مخزوم کے کچھ لوگ ابو جہل کی مدد کے لئے کھڑے ہو گئے تو ابو جہل نے یہ سوچ کر کہ کہیں بنو ہاشم سے جنگ نہ چھڑ جائے یہ کہا کہ اے بنی مخزوم! آپ لوگ حمزہ کو چھوڑ دیجیے۔ واقعی آج میں نے ان کے بھتیجے کو بہت ہی خراب خراب قسم کی گالیاں دی تھیں۔ (۱)

ابن اسحاق نے فرمایا کہ اس کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

حمدت اللہ حین ھدیٰ فؤادی ... الی الاسلام و الدین الحنیف

لدین جاء من رب عزیز ... خبیر بالعباد بھم لطیف

اذا تلیت رسائلہ علینا ... تحدر دمع ذی اللب الحصیف

واحمد مصطفی فینا مطاع ... فلا تغشوہ بالقول العنیف

فلا واللہ نسلمہ لقوم ... ولما نقض فیھم بالسیوف(۲)

ترجمہ: میں نے خدا عزوجل کی حمد کی جب اس نے اسلام اور دین حنیف کی راہ دکھائی۔ وہ دین جو بندوں پر لطف فرمانے والے اور انکی خبر رکھنے والے رب عزیز کا ہے۔ جب اس کے پیغام ہمیں سنائے

---

(۱)...(شرح الزرقانی علی المواھب، اسلام حمزۃ رضی اللہ عنہ، ج۱، ص۴۷۷.....ودلائل النبوۃ للبیھقی، ذکر اسلام حمزۃ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ج۲، ص۲۱۳)

(۲)... (سیرت ابن اسحاق، ج۲، ص۱۵۴)

گئے تو دور اندیش وعقل والوں کے آنسو رواں ہو گئے۔ احمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان فرمانروا ہیں تو ان کے حضور سخت کلامی سے نہ پیش آؤ۔ خدا عزوجل کی قسم! ہم انہیں مخالفین کے سپرد نہیں کریں گے ابھی تو ہم نے انکے درمیان تلواروں کا فیصلہ بھی جاری نہ کیا۔

ہجرت کے وقت دفاعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انداز

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ زاداللہ شرفہا کی طرف ہجرت فرمائی تو اس وقت بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام ﷺ کی طرف سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفاع میں کئی واقعات رونما ہوئے خصوصاً سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا مولا علی کرّم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے تو اپنی جانوں کی پرواہ کیے بغیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کرنے کا جذبہ کتب سیرت میں سنہری حروف کے ساتھ نقل ہے۔ ہم ان واقعات میں سے صرف چار کو بیان کرتے ہیں۔

حضرت علی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر مبارک پر:

1۔ جب کفار مکہ نے اپنے پروگرام شہادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق کاشانۂ نبوت کو گھیر لیا اور انتظار کرنے لگے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو جائیں تو ان پر قاتلانہ حملہ کیا جائے۔ اس وقت گھر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس صرف علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ کفار مکہ اگرچہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے مگر اس کے باوجود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت ودیانت پر کفار کو اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنے قیمتی مال وسامان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس امانت رکھتے تھے۔ چنانچہ اس وقت بھی بہت سی امانتیں کاشانۂ نبوت میں تھیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم میری سبز رنگ کی چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو اور میرے چلے جانے کے بعد تم قریش کی تمام امانتیں ان کے مالکوں کو سونپ کر مدینہ چلے آنا۔

حفیظ جالندھری نے کیا خوب ترجمانی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا:

یہ چادر اوڑھ لو! سو جاؤ آکر میرے بستر پر — محافظ ہے وہی رکھو بھروسہ شانِ داور پر
یہ مال وزر انہی لوگوں کا میرے پاس امانت ہے — امانت کا ادا کرنا ہی اسلامی دیانت ہے
خدا حافظ ہے دیکھو دل میں اندیشہ نہ کچھ لانا — یہ چیزیں ان کی پہنچا کر سوئے یثرب چلے آنا
علی نے حکم کی تعمیل کی اور اوڑھ لی چادر — بہ اطمینان آکر سو گئے حضرت کے بستر پر(۱)

---

(۱)...شاھنامہ اسلام، حفیظ جالندھری، ج1، ص145، الحمد پبلی کیشنز، لاھور۔

یہ بڑا ہی خوفناک اور بڑے سخت خطرے کا موقع تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ کفارِ مکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت کا ارادہ کر چکے ہیں مگر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان سے کہ تم قریش کی ساری امانتیں لوٹا کر مدینہ چلے آنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یقین کامل تھا کہ میں زندہ رہوں گا اور مدینہ پہنچوں گا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بستر جس پر آج خطرات منڈلا رہے تھے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے پھولوں کی سیج بن گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بستر پر صبح تک آرام کے ساتھ میٹھی میٹھی نیند سوتے رہے۔ اپنے اسی کارنامے پر فخر کرتے ہوئے شیر خدا نے اپنے اشعار میں فرمایا کہ:

وَقَیْتُ بِنَفْسِیْ خَیْرَ مَنْ وَطِیَٔ الثَّرٰی

وَمَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ وَبِالْحَجَرِ

میں نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اس ذاتِ گرامی کی حفاظت کی جو زمین پر چلنے والوں اور خانہ کعبہ وحطیم کا طواف کرنے والوں میں سب سے زیادہ بہتر اور بلند مرتبہ ہیں۔

سُوْرَۃٌ رَسُوْلُ الٰہِ خَافَ اَنْ یَّمْکُرُوْا بِہٖ فَنَجَّاہُ ذُوالطَّوْلِ الْاِلٰہُ مِنَ الْمَکْرِ سُوْرَۃٌ

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ کفار مکہ ان کے ساتھ خفیہ چال چل جائیں گے مگر خداوند مہربان نے ان کو کافروں کی خفیہ تدبیر سے بچا لیا۔ (۱)

سبحان اللہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موت کی پرواہ کیے بغیر نبی اکرم ﷺ کے بستر پر سو جانا، اس بات کی دلیل بیّن ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کے دفاع میں اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

ہجرت کے دن دفاعِ رسول اللہ ﷺ میں حضرت ابوبکر کے مختلف انداز:

2۔ سیرت نگار ہجرت کے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نبی اکرم ﷺ پر جان نثاریوں کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں کہ:

"جب رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ سے نکل کر مقام "حزورہ" کے پاس کھڑے ہو گئے اور بڑی حسرت کے ساتھ "کعبہ" کو دیکھا اور فرمایا کہ اے شہر مکہ! تو مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ پیارا

---

(۱)...(مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج۲، ص۵۸...وشرح الزرقانی علی المواهب، باب هجرة المصطفیٰ صلی الله علیه وسلم ج۲، ص۹۵...والسیرة النبویة لابن هشام، هجرة الرسول صلی الله علیه وسلم، ص۱۹۲)

ہے۔ اگر میری قوم مجھ کو تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور جگہ سکونت پذیر نہ ہوتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے ہی قرارداد ہو چکی تھی۔ وہ بھی اسی جگہ آگئے اور اس خیال سے کہ کفار مکہ ہمارے قدموں کے نشان سے ہمارا راستہ پہچان کر ہمارا پیچھا نہ کریں پھر یہ بھی دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے نازک زخمی ہو گئے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیا اور اس طرح خاردار جھاڑیوں اور نوک دار پتھروں والی پہاڑیوں کو روندتے ہوئے اسی رات "غارِ ثور" پہنچے۔ (۱)

" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے خود غار میں داخل ہوئے اور اچھی طرح غار کی صفائی کی اور اپنے بدن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے تمام سوراخوں کو بند کیا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غار کے اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں اپنا سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سوراخ کو اپنی ایڑی سے بند کر رکھا تھا۔ سوراخ کے اندر سے ایک سانپ نے بار بار یارِ غار کے پاؤں میں ڈسا مگر حضرت صدیق جاں نثار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خیال سے پاؤں نہیں ہٹایا کہ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خوابِ راحت میں خلل نہ پڑ جائے مگر درد کی شدت سے یارِ غار کے آنسوؤں کی دھار کے چند قطرات سرورِ کائنات ﷺ کے رخسار پر نثار ہو گئے۔ جس سے رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہو گئے اور اپنے یارِ غار کو روتا دیکھ کر بے قرار ہو گئے پوچھا ابوبکر! کیا ہوا؟ عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس سے فوراً ہی سارا درد جاتا رہا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین رات اس غار میں رونق افروز رہے۔ (۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوان فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ رات کو غار کے منہ پر سوتے اور صبح سویرے ہی مکہ چلے جاتے اور پتہ لگاتے کہ قریش کیا تدبیریں کر رہے ہیں؟ جو کچھ خبر ملتی شام کو آکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کر دیتے۔

---

(۱)...(مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج۲، ص۵۸ وشرح الزرقانی علی المواہب، باب ھجرۃ المصطفیٰ...الخ، ج۲، ص۱۰۸)

(۲)...(المواھب اللدنیۃ والزرقانی، باب ھجرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم...الخ، ج۲، ص۱۲۰ و المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب ھجرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم...الخ، ج۲، ص۱۲۴)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات گئے چراگاہ سے بکریاں لے کر غار کے پاس آجاتے اور ان بکریوں کا دودھ دونوں عالم کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے یار غار پی لیتے تھے۔(۱)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نبی اکرم ﷺ کو لے کر غار ثور تک پہنچنا کوئی آسان کام نہ تھا یہ ان سے پوچھیے جو غار ثور پر جاتے ہیں اور راستے میں تین، تین بار یا اس سے بھی زیادہ سانس لیتے ہیں۔

اندھیرا، پتھروں کے ڈھیر، کوہ ثور کی گھاٹی
خدا ہی جانتا ہے یہ مسافت جس طرح کاٹی (۲)

لیکن حضرت ابوبکر صدیق نے بار نبوت کو اُٹھا کر ایک بار بھی سانس نہ لیا کہ کہیں کفار ہمارے پیچھے نہ آجائیں اور محبوب خدا ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائیں اور بعض روایات کے اندر آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے پر جب حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس آجاتے تو حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بکریاں لاتے تاکہ حضرت عبداللہ بن صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کے نشان بھی ختم ہوجائیں اور نبی اکرم ﷺ، اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ بھی پیش کیا جائے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ سب کچھ نبی اکرم ﷺ کے دفاع کے لیے اور آپ ﷺ کے دفاع میں جان نثاری کے جذبے سے تھا جس میں حضرت ابوبکر صدیق، آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ، اور آپ کے غلام حضرت فہیرہ اور آپ کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہم شریک تھے ان کے علاوہ کسی اور کو نبی اکرم ﷺ کے بارے میں کوئی خبر نہیں تھی۔(۳)

بیچ میں شمع تھی چاروں طرف پروانے
ہر کوئی اس کے لیے جان جلانے والا
دعوئ الفت احمد تو سبھی کرتے ہیں
کوئی نکلے تو ذرا رنج اُٹھانے والا
کام الفت کے تھے وہ جن کو صحابہ نے کیا

(۱)...(المواهب اللدنية والزرقاني، باب هجرة المصطفى صلى الله عليه وسلم...الخ ج۲، ص۱۲۷)

(۲)...شاهنامه اسلام، حفیظ جالندھری، ج1، ص146، الحمد پبلی کیشنز، لاہور۔

(۳)...(صحيح بخاري، كتاب المناقب، باب مناقب الانصار، باب هجرة النبي ﷺ ......لحديثي عائشة و اسماء رضي الله تعالى عنهما)

کیا نہیں یاد تمہیں "غار" میں جانے والا

دفاع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں مکڑی اور کبوتری کا کردار:

3۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو غار ثور میں تشریف فرما ہو گئے۔ اُدھر کاشانۂ نبوت کا محاصرہ کرنے والے کفار جب صبح کو مکان میں داخل ہوئے تو بستر نبوت پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ظالموں نے تھوڑی دیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ گچھ کر کے آپ کو چھوڑ دیا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش وجستجو میں مکہ اور اطراف وجوانب کا چپہ چپہ چھان مارا۔ یہاں تک کہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار ثور تک پہنچ گئے مگر غار کے منہ پر اس وقت خداوندی حفاظت کا پہرہ لگا ہوا تھا۔ یعنی غار کے منہ پر مکڑی نے جالاتن دیا تھا اور کنارے پر کبوتری نے انڈے دے رکھے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر کفار قریش آپس میں کہنے لگے کہ اس غار میں کوئی انسان موجود ہوتا تو نہ مکڑی جالا تنتی نہ کبوتری یہاں انڈے دیتی۔ کفار کی آہٹ پا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ گھبرائے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب ہمارے دشمن اس قدر قریب آگئے ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں پر نظر ڈالیں گے تو ہم کو دیکھ لیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللہَ مَعَنَا

مت گھبراؤ! خدا ہمارے ساتھ ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پر سکون واطمینان کا ایسا سکینہ اُتار دیا کہ وہ بالکل ہی بے خوف ہو گئے۔(۱)

اور ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب کفار کو غار کے منہ پر دیکھا تو رونے لگ پڑے۔(۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی وہ جاں نثاریاں ہیں جن کو دربار نبوت کے مشہور شاعر حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب کہا ہے کہ:

وَثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمُنِیْفِ وَقَدْ ۔۔۔ طَافَ الْعَدُوُّ بِہٖ اِذْ صَاعَدَ الْجَبَلَا

اور دو میں کے دوسرے (ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب کہ پہاڑ پر چڑھ کر بلند مرتبہ غار میں اس حال میں

---

(۱)...(المواھب اللدنیۃ والزرقانی، باب ھجرۃ المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم...الخ، ج۲، ص۱۲۴ ملخصاً و مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج۲، ص۵۹)

(۲)...(صحیح بخاری، کتاب الفضائل الصحابۃ، باب مناقب المھاجرین و فضلھم، منھم ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ..... صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ، رقم: 1)

تھے کہ دشمن ان کے اردگرد چکر لگا رہا تھا۔

وَكَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا ۔۔۔ مِنَ الْخَلَائِقِ لَمْ يَعْدِلْ بِهٖ بَدَلَا

اور وہ (ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔ تمام مخلوق اس بات کو جانتی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو بھی ان کے برابر نہیں ٹھہرایا ہے۔ (۱)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رونا اپنے لیے نہ تھا بلکہ وہ تو نبی اکرم ﷺ کے بارے میں پریشان تھے کہ کہیں آج میں اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت سے ہاتھ نہ دھو بیٹھوں، اسی لیے ہی نبی اکرم ﷺ آپ کو تسلی دے رہے تھے، "اور اللہ تعالیٰ نے ان پر سکینہ نازل فرمایا" بعض نے اس بارے میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی حفاظت کے لیے فرشتوں کا نزول فرمایا، اور کمزور مخلوق یعنی مکڑی اور کبوتری سے اپنے رسول ﷺ کا دفاع کروا کر ظاہر فرما دیا کہ صرف انسان ہی نہیں بلکہ میری ہر مخلوق نبی اکرم ﷺ کے دفاع میں مر مٹنے کو تیار ہے۔

اے ابوبکر! ایسا کیوں کر رہے ہو؟؟:

4۔ ہجرت کے دوران راستے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی نبی اکرم ﷺ کی دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب چلتے تھے، کبھی آگے اور کبھی پیچھے چلتے، کبھی ادھر دیکھتے، کبھی اُدھر دیکھتے، یعنی جب یہ خوف ہوتا کہ دشمن پیچھے سے آ جائیں گے تو نبی اکرم ﷺ کے پیچھے ہو جاتے جب آگے کا گمان ہوتا تو آگے، جب دائیں جانب کا گمان ہوتا تو دائیں جانب، جب بائیں جانب کا گمان ہوتا تو بائیں جانب ہو جاتے تھے، جب نبی اکرم ﷺ نے پوچھا اے ابوبکر یہ کیا کر رہے ہو تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ دشمن سے آپ کا دفاع کر رہا ہوں۔ (۲)

دفاعِ رسول ﷺ کے لیے زمین نے پکڑ لیا:

کفارِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو پکڑنے کے لیے سو سرخ اونٹوں کا انعام رکھا تو مکہ کا ایک مشہور شہسوار سراقہ بن مالک بن جعشم تیز رفتار گھوڑے پر سوار رسول اللہ ﷺ کا تعاقب کرتا نظر آیا۔ قریب پہنچ کر حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر اس کے

---

(۱)...(المواهب اللدنية مع شرح الزرقاني، باب هجرة المصطفى صلى الله عليه وسلم...الخ، ج۲، ص۱۲۲)

(۲)...(صحيح بخاری، كتاب المناقب، باب مناقب الانصار، باب هجرة النبی ﷺ .... صحيح مسلم، كتاب الاشربة، باب جواز شرب اللبن، رقم: 91، كتاب الزهد، باب حديث الهجرة، رقم: 75، لحديثی سراقة، والبراء، كلاهما عن ابی بكر الصديق رضی الله تعالى عنهم، ترجمه مع شرح بتصرف)

گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گھوڑے سے گر پڑا مگر سو اونٹوں کا انعام کوئی معمولی چیز نہ تھی۔ انعام کے لالچ نے اسے دوبارہ اُبھارا اور وہ حملہ کی نیت سے آگے بڑھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے پتھریلی زمین میں اس کے گھوڑے کا پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ یہ معجزہ دیکھ کر خوف و دہشت سے کانپنے لگا اور امان! امان! پکارنے لگا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دل رحم و کرم کا سمندر تھا۔ سراقہ کی لاچاری اور گریہ زاری پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دریائے رحمت جوش میں آ گیا۔ دعا فرما دی تو زمین نے اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد سراقہ نے عرض کیا کہ مجھ کو امن کا پروانہ لکھ دیجیے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ کے لئے امن کی تحریر لکھ دی۔ سراقہ نے اس تحریر کو اپنے ترکش میں رکھ لیا اور واپس لوٹ گیا۔ راستہ میں جو شخص بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کرتا تو سراقہ اس کو یہ کہہ کر لوٹا دیتے کہ میں نے بڑی دور تک بہت زیادہ تلاش کیا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرف نہیں ہیں۔ واپس لوٹتے ہوئے سراقہ نے کچھ سامان سفر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور نذرانہ کے پیش کیا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا۔ (۱)

بدر کے دن دفاعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انداز

بدر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام نے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دفاع کیا اس بارے میں بھی کافی کچھ کتب سیرت میں موجود ہے، ہر صحابی کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دفاع میں جان نثار کرنے کا اپنا ہی ایک انداز تھا، اور ان کا یہ ہر انداز ناقابلِ فراموش ہے، اور ہمارے لیے مشعل راہ ہے میں ان میں سے بعض کو آپ کے سامنے رکھتا ہوں وباللہ التوفیق"

حضرت سعد بن عبادہ کا نعرہ لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

1- عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِينَ بَلَغَهُ إِقْبَالُ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ تَكَلَّمَ عُمَرُ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، فَقَالَ إِيَّانَا تُرِيدُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ نُخِيضَهَا الْبَحْرَ لَأَخَضْنَاهَا، وَلَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ نَضْرِبَ أَكْبَادَهَا إِلَى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا، قَالَ فَنَدَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ، فَانْطَلَقُوا حَتَّى نَزَلُوا بَدْرًا، وَوَرَدَتْ عَلَيْهِمْ رَوَايَا قُرَيْشٍ، وَفِيهِمْ غُلَامٌ أَسْوَدُ لِبَنِي

---

(۱)...(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم...الخ، الحدیث: ۳۹۰۶، ج۲، ص۵۹۳)

الْحَجَّاجِ، فَأَخَذُوهُ، فَكَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَهُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، وَأَصْحَابِهِ، فَيَقُولُ مَا لِي عِلْمٌ بِأَبِي سُفْيَانَ، وَلَكِنْ هَذَا أَبُو جَهْلٍ، وَعُتْبَةُ، وَشَيْبَةُ، وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ، فَإِذَا قَالَ ذَلِكَ ضَرَبُوهُ، فَقَالَ نَعَمْ، أَنَا أُخْبِرُكُمْ، هَذَا أَبُو سُفْيَانَ، فَإِذَا تَرَكُوهُ فَسَأَلُوهُ، فَقَالَ مَا لِي بِأَبِي سُفْيَانَ عِلْمٌ، وَلَكِنْ هَذَا أَبُو جَهْلٍ، وَعُتْبَةُ، وَشَيْبَةُ، وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ، فِي النَّاسِ، فَإِذَا قَالَ هَذَا أَيْضًا ضَرَبُوهُ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ انْصَرَفَ، قَالَ »وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتَضْرِبُوهُ إِذَا صَدَقَكُمْ، وَتَتْرُكُوهُ إِذَا كَذَبَكُمْ« ، قَالَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ« ، قَالَ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ »هَاهُنَا، هَاهُنَا« ، قَالَ فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(۱)

ترجمہ: حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مشورہ فرمایا جب ابوسفیان کے آنے کی خبر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پہنچی حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) نے گفتگو کی تو اس سے اعراض کیا پھر عمر نے گفتگو کی تو اس سے اعراض کیا پھر حضرت سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مراد ہم سے ہے اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں سمندر میں گھوڑے دوڑانے کا حکم دیں تو ہم انہیں ڈال دیں گے اگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں ان کے سینے برک الغماد سے ٹکرا دینے کا حکم دیں تو ہم کر گزریں گے پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو بلایا اور چلے یہاں تک کہ مقام بدر پر جا کر اترے اور ان پر قریش کے پانی پلانے والے گزرے اور ان میں بنو حجاج کا سیاہ فام غلام بھی تھا صحابہ نے اسے پکڑ لیا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ اس سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھنے لگے تو اس نے کہا مجھے ابوسفیان کے بارے میں معلوم نہیں لیکن ابوجہل،

---

(۱)...(صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسير، باب غزوة بدر، رقم: 83)

عتبہ، شیبہ، امیہ بن خلف یہ سامنے ہیں جب اس نے یہ کہا تو صحابہ نے اسے مارا تو اس نے کہا ہاں میں تمہیں ابوسفیان کی خبر دیتا ہوں کہ ابوسفیان یہ ہے صحابہ نے اسے چھوڑ دیا پھر پوچھا تو اس نے کہا مجھے ابوسفیان کے بارے میں معلوم نہیں بلکہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف یہاں لوگوں میں ہیں اس نے جب یہ کہا تو صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) نے اسے پھر مارا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کھڑے نماز پڑھ رہے تھے جب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ کیفیت دیکھی تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب یہ سچ کہتا ہے تو تم اسے مارتے ہو اور جب تم سے جھوٹ کہتا ہے تو چھوڑ دیتے ہو پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا یہ فلاں (کافر) کی قتل گاہ ہے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) زمین پر اس، اس جگہ اپنا ہاتھ مبارک رکھتے تھے انس کہتے ہیں ان میں سے کوئی بھی (کافر) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے ادھر ادھر متجاوز نہ ہوا۔ (عین اسی جگہ جہنم رسید ہوا)

حضرت مقداد ﷛ اور نعرہ لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ، يَقُولُ شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الأَسْوَدِ مَشْهَدًا، لأَنْ أَكُونَ صَاحِبَهُ أَحَبُّ إِلَىَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُو عَلَى الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ لاَ نَقُولُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلاَ، وَلَكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِينِكَ، وَعَنْ شِمَالِكَ، وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ » فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَقَ وَجْهُهُ

وَسَرَّهُ»(۱)

ترجمہ: حضرت طارق بن شہاب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی بات سنی کہ اگر وہ بات میری زبان سے ادا ہو جاتی تو میرے لیے کسی بھی چیز کے مقابلے میں زیادہ عزیز ہوتی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مشرکین کے خلاف دعا کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم وہ نہیں کہیں گے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ جاؤ، تم اور تمہارا رب ان سے جنگ کرو، بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے جمع ہو کر لڑیں گے۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چمکنے لگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔

سبحان اللہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دشمن کی طاقت اور پاور کا خوب علم تھا لیکن ان کا یہ کہنا کہ ہم آپ کے دائیں، بائیں، آگے، پیچھے جمع ہو کر لڑیں گے اس بات کی دلیل ظاہر ہے کہ وہ صرف اور صرف نبی اکرم ﷺ کا دفاع کرنا چاہتے تھے ان کو اپنی جانوں کی پرواہ بالکل نہیں تھی۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے دفاعِ رسول میں جذبات بھرے کلمات:

غزوہ بدر کے دن نبی اکرم ﷺ سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

---

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب المغازی بَابُ قِصَّةِ غَزْوَةِ بَدْرٍ، رقم: 3952.... والبیهقی فی "الدلائل" 3/45-46، والبغوی فی "التفسیر" 2/25 من طریق أبي نعیم، بهذا الإسناد

وأخرجه البخاري (4609) أیضاً من طریق الأشجعي، عن سفیان، عن مخارق، به، مختصراً.

وأخرجه ابن سعد 3/162، والحاکم 3/349، والبیهقي في "الدلائل" 3/45-46، من طریق عبید الله بن موسى، عن إسرائیل، به. قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه ووافقه الذهبي. قلنا: قد أخرجه البخاري کما مر.

وأخرجه النسائي في "الکبرى" (11140) من طریق سفیان الثوري، وأبو نعیم في "الحلیة" 1/172-173، من طریق إسماعیل بن إبراهیم، کلاهما عن مخارق، به.

وعلقه البخاري عقب الحدیث (4609) عن وکیع، عن سفیان، عن مخارق، عن طارق، أن المقداد قال ذلك للنبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قال الحافظ في "الفتح" 8/273: یرید بذلك أن صورة سیاقه أنه مرسل بخلاف سیاق الأشجعي، لکن استظهر المصنف لروایة الأشجعي الموصولة بروایة إسرائیل التي ذکرها قبل. وطریق وکیع هذه وصلها أحمد وإسحاق في مسندیهما عنه. قلنا: سترد 4/314.

وأخرجه الطبراني في "الکبیر" (10502) من طریق حسن بن عطیة، عن قیس بن الربیع، عن عمران بن ظبیان، عن أبي تحیا، عن عبد الله بن مسعود وسیأتي برقم (4376)، ویکرر برقم (4070).

قَالَ لَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَاللهِ لَكَأَنَّكَ تُرِيدُنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ أَجَلْ، قَالَ فَقَدْ آمَنَّا بِكَ وَصَدَّقْنَاكَ، وَشَهِدْنَا أَنَّ مَا جِئْتَ بِهِ هُوَ الْحَقُّ، وَأَعْطَيْنَاكَ عَلَى ذَلِكَ عُهُودَنَا وَمَوَاثِيقَنَا، عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فَامْضِ يَا رَسُولَ اللهِ لِمَا أَرَدْتَ فَنَحْنُ مَعَكَ، فو الَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَوْ اسْتَعْرَضْتَ بِنَا هَذَا الْبَحْرَ فَخُضْتَهُ لَخُضْنَاهُ مَعَكَ، مَا تَخَلَّفَ مِنَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ، وَمَا نَكْرَهُ أَنْ تَلْقَى بِنَا عَدُوَّنَا غَدًا، إِنَّا لَصُبُرٌ فِي الْحَرْبِ، صُدُقٌ فِي اللِّقَاءِ لَعَلَّ اللهَ يُرِيكَ مِنَّا مَا تَقَرُّ بِهِ عَيْنُكَ، فَسِرْ بِنَا عَلَى بَرَكَةِ اللهِ فَسُرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِ سَعْدٍ، وَنَشَّطَهُ ذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ سِيرُوا وَأَبْشِرُوا، فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى قَدْ وَعَدَنِي إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ، وَاللهِ لَكَأَنِّي الْآنَ أَنْظُرُ إِلَى مَصَارِعِ الْقَوْمِ(۱)

ترجمہ: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ ﷺ آپ کی مراد ہم سے ہے؟؟ فرمایا ہاں، تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، ہم آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی، جو کچھ آپ لے کر آئے اس کے بارے میں گواہی دیتے ہیں کہ وہ حق ہے، اور ان تمام باتوں پر اور آپ کا فرمان سن کر اس پر اطاعت گزاری پر ہم آپ ﷺ سے مضبوط عہد کرتے ہیں آپ ﷺ جہاں چاہیں روانہ ہوں جس سے جو چاہیں کریں (جس سے چاہے تعلق فرمائیں اور جس سے چاہیں ختم کریں ہمارے مال و دولت میں جتنا چاہیں لیں، اور ہم کو جتنا پسند ہو عطا فرمائیں، اس لئے کہ آپ جو کچھ لیں گے وہ ہمیں اس سے کہیں زیادہ محبوب ہوگا جو آپ چھوڑ دیں گے، آپ کوئی حکم دیں گے تو) ہماری رائے آپ ﷺ کی رائے کے تابع ہوگی، خدا کی قسم! اگر آپ چلنا شروع کریں یہاں تک کہ برک الغماد تک پہنچ جائیں تب بھی ہم آپ ﷺ کے ساتھ چلتے رہیں گے، اور خدا کی قسم! اگر آپ ﷺ اس سمندر میں داخل ہو جائیں گے تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ اس میں کود جائیں گے۔ اور ہم میں سے کوئی بھی آدمی پیچھے نہیں ہٹے گا۔ ہم اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کل دشمن کا مقابلہ کریں (یعنی ہم تو آج ہی آپ ﷺ پر قربان ہونے کو تیار ہیں) ہم جنگ کے گھمسان میں صبر

(۱)... (سیرة ابن هشام، استيقاء الرسول صلى الله عليه وسلم من أمر الأنصار، ج1، ص615..... دلائل النبوة، للبيهقي، باب ذكر سبب خروج النبي صلى الله عليه وسلم ورؤيا عاتكة بنت عبد المطلب في خروج المشركين وما أعلّ الله عز وجل لنبيه من النصر في ذلك بمنه، ج3، ص34.)

کرنے والے ہیں دشمن سے مقابلہ کے وقت ہم سچے ہیں ہم کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے آپ ﷺ کو وہ کارنامے دیکھائے گا جس سے آپ ﷺ کی چشم مبارک ٹھنڈی ہو جائے گی پس اللہ کی برکت سے آپ ﷺ روانہ ہو جایئے۔

حفیظ جالندھری ترجمانی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یوں کہا کہ:

گدائی آپ کے در کی ہماری بادشاہی ہے ۔۔۔ ہمیں تو آپ کا ارشاد ہی وحی الٰہی ہے
ہمیں میدان میں لے جایئے یا شہر میں رہیے ۔۔۔ کسی سے صلح کو فرمایئے یا جنگ کو کہیے
ہمارا فرض ہے تعمیل کرنا رائے عالی کی ۔۔۔ ہماری زندگی تکمیل ہے ایمائے عالی کی
ہمارا مرنا جینا آپ کے احکام پر ہوگا ۔۔۔ کسی میدان میں ہو خاتمہ اسلام پر ہوگا
اگر ارشاد ہو بحر فنا میں کود جائیں ہم ۔۔۔ ہلاکت خیز گرداب بلا میں کود جائیں ہم
نبی کا حکم ہو تو پھاند جائیں ہم سمندر میں ۔۔۔ جہاں کو محو کر دیں نعرہ اللہ اکبر میں
قریش مکہ تو کیا چیز ہیں دیووں سے لڑ جائیں ۔۔۔ سنان نیزہ بن کر سینہ باطل میں گڑ جائیں (۱)

حضرت سعد کے ان پاکیزہ اور مجاہدانہ جذبات کو سن کر نبی اکرم ﷺ کی خوشی کی حد نہ رہی اور فرمایا:

سِیْرُوْا وَأَبْشِرُوْا، فَإِنَّ اللهَ تَعَالٰى قَدْ وَعَدَنِیْ إِحْدَى الطَّائِفَتَیْنِ، وَاللهِ لَكَأَنِّیْ الْآنَ أَنْظُرُ إِلٰى مَصَارِعِ الْقَوْمِ

روانہ ہو جاؤ اور تمہیں خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو گروہوں میں سے ایک گروہ پر غلبہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے بخدا میں قوم کے مقتولوں کی قتل گاہوں کو دیکھ رہا ہوں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے یہ اقوال ان کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بے حد محبت و عشق کی علامت ہیں، کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے حکم پر سمندروں میں چھلانگیں لگانے کو تیار ہیں لیکن نبی اکرم ﷺ کے حکم میں ذرہ برابر تاخیر کو تیار ہرگز نہیں۔ سبحان اللہ۔

ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یہ بھی عرض کی:

أَنَّ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ قَالَ یَا نَبِیَّ اللهِ، أَلَا نَبْنِیْ لَكَ عَرِیْشًا تَكُوْنُ فِیْهِ، وَنُعِدُّ عِنْدَكَ رَكَائِبَكَ، ثُمَّ

---

(۱)...شاہنامہ اسلام، حفیظ جالندھری، ج1، ص174، الحمد پبلی کیشنز، لاہور۔

نَلْقَیٰ عَدُوَّنَا، فَإِنْ أَعَزَّنَا اللهُ وَأَظْهَرَنَا عَلَىٰ عَدُوِّنَا، كَانَ ذٰلِكَ مَا أَحْبَبْنَا، وَإِنْ كَانَتِ الْأُخْرَىٰ، جَلَسْتَ عَلَىٰ رَكَائِبِكَ، فَلَحِقْتَ بِمَنْ وَرَاءَنَا، فَقَدْ تَخَلَّفَ عَنْكَ أَقْوَامٌ، يَا نَبِيَّ اللهِ، مَا نَحْنُ بِأَشَدَّ لَكَ حُبًّا مِنْهُمْ، وَلَوْ ظَنُّوا أَنَّكَ تَلْقَىٰ حَرْبًا مَا تَخَلَّفُوا عَنْكَ، يَمْنَعُكَ اللهُ بِهِمْ، يُنَاصِحُونَكَ وَيُجَاهِدُونَ مَعَكَ فَأَثْنَىٰ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا، وَدَعَا لَهُ بِخَيْرٍ(۱)

ترجمہ: یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے لیے ایک عریش (چھپر) نہ بنا دیں تا کہ حضور ﷺ اثنائے جنگ میں اسی میں قیام فرمائیں اور حضور ﷺ کی سواری کے لیے اونٹ بھی وہاں کھڑا کر دیں پھر ہم دشمن سے نبرد آزما ہوں اللہ اگر ہم کو عزت و فتح سے سرفراز فرما دے تو پھر تو ہمارا مدعا پورا ہوا، یہی ہم پسند کرتے ہیں، اور اگر دوسری صورت پیدا ہو جائے تو حضور ﷺ اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ تشریف لے جائیں جہاں حضور ﷺ کے وفا شعار غلاموں کی معقول تعداد موجود ہے جو ہم سے کہیں زیادہ حضور ﷺ پر فریفتہ ہیں اگر اس کے بعد کبھی دشمنوں سے جنگ کرنے کی نوبت آئی تو وہ حضور ﷺ کے پرچم تلے اپنی جان کی بازی لگا دیں گے اور ان میں سے کوئی بھی پیچھے نہیں رہے گا، خلوص و ایثار میں وہ کسی سے کم نہیں حضور ﷺ کی معیت میں میدانِ جہاد میں دادِ شجاعت دے کر اپنی غلامی کا حق ادا کریں گے نبی اکرم ﷺ نے اپنے جانثار حضرت سعد بن معاذ کی یہ بات سن کر ان کو آفرین کہی اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

پھر نبی اکرم ﷺ کے لیے عریش بنائی گئی وہاں بیٹھ کر حضور ﷺ نے میدانِ جنگ کا سارا حال دیکھا اور اس جگہ کے اندر اکیلے سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں جمے رہے۔(۲)

اس دفاع میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کارنامہ بھی ناقابلِ فراموش ہے کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ کے گرد (یعنی عریش کے گرد باہر) پہرا دیا اور اس وقت تک مسلسل اسی امرِ عظیم میں مشغول رہے جب تک جنگ ختم نہ ہوگئی۔

حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاعِ رسول ﷺ کا انداز:

وضرب شيبة رجل عبيدة فقطعها، وكرّ حمزة وعلي بأسيافهما على عتبة فذففا عليه

---

(۱)...(سیرۃ ابن ھشام، بناء العریش لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص621)

(۲)...(سبل الھدیٰ و الرشاد، ج4، 49)

واحتملا صاحبهما، فحازاه إلى أصحابه، ولما جاءوا به رسول الله صلى الله عليه وسلم أضجعوه إلى جانب موقف النبي صلى الله عليه وسلم، فأفرشه رسول الله صلى الله عليه وسلم قدمه الشريفة، وقال عبيدة يا رسول الله لو أن أبا طالب حي لعلم أني أحق بقوله

ونسلمه حتّى نصرّع حوله ونذهل عن أبنائنا والحلائل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم »أشهد أنك شهيد«.(1)

شیبہ لعنۃ اللہ علیہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم مبارک پر وار کیا اور ان کو زخمی کر دیا (وہ زخم کی تاب نہ لا کر زمین پر بیٹھ گئے)۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھپٹے اور آگے بڑھ کر شیبہ کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کاندھے پر اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لائے، اور ان کو نبی اکرم ﷺ کی طرف منہ کر کے لٹا دیا تو حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے قدم مبارک سے چمٹ کر عرض کہ: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر آج میرے اور آپ کے چچا ابو طالب زندہ ہوتے تو وہ مان لیتے کہ ان کے اس شعر کا مصداق میں ہوں کہ:

وَنُسْلِمُهٗ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهٗ وَنَذْهَلُ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

یعنی ہم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس وقت دشمنوں کے حوالہ کریں گے جب ہم ان کے گرد لڑ کر پچھاڑ دیئے جائیں گے اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جائیں گے۔

یہ شعر ہمارے مقصد کو خوب بغیر کسی تفسیر و شرح کے واضح کر رہا ہے، کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم ﷺ کے ناموس رسول ﷺ کے دفاع میں اپنی جانوں اپنے بیٹوں، بیویوں غرض ہر چیز کو قربان کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔

دیگر روایات میں آتا ہے کہ حضرت عبیدہ نے جب رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر سر رکھ کر یہ اشعار پڑھے تو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا مجھے شہادت نصیب ہوگی؟؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تم کو شہادت نصیب ہوگی۔

رسول پاک نے ان کی شہادت پر گواہی دی
اُنہیں تہنیت خوشنودیٔ ذاتِ الٰہی دی
عبیدہ نے یہ سن کر رکھ دیا سر پائے ہادی پر
بسی آنکھوں میں جنت پھر نظر نہ ڈالی ۰۰۰ی پر

---

(1)...(سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، ذكر ابتداء الحرب وتهييج القتال يوم بدر، ج4 ص35.. أخرجه البيهقي في دلائل النبوة 3/
113.....المواهب اللدنية وشرح الزرقاني، غزوة بدر الكبرى، ج۲، ص۲۷۶،۲۷۳، بتصرف قليل)

فلک سے نور برسا دل پہ راحت ہو گئی طاری ہوا کلمہ شہادت کا زبانِ پاک پر جاری

جسم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ:

جب جنگ بدر کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی چھڑی کے اشارہ سے صفیں سیدھی فرما رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت سواد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیٹ صف سے کچھ آگے نکلا ہوا تھا۔ آپ نے اپنی چھڑی سے ان کے پیٹ پر ایک کونچا دے کر فرمایا کہ" اِسْتَوِ یَا سَوَادُ (اے سواد سیدھے کھڑے ہو جاؤ) حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے میرے شکم پر چھڑی ماری ہے مجھے آپ سے اس کا قصاص (بدلہ) لینا ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا پیراہن شریف اٹھا کر فرمایا کہ اے سواد! لو میرا شکم حاضر ہے تم اس پر چھڑی مار کر مجھ سے اپنا قصاص لے لو۔ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک کو چوم لیا اور پھر نہایت ہی والہانہ انداز میں انتہائی گرم جوشی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے لپٹ گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے سواد! تم نے ایسا کیوں کیا؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس وقت جنگ کی صف میں اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر کھڑا ہوں شاید موت کا وقت آ گیا ہو، اس وقت میرے دل میں اس تمنا نے جوش مارا کہ کاش! مرتے وقت میرا بدن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے چھو جائے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس جذبۂ محبت کی قدر فرماتے ہوئے ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی اور حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربار رسالت میں معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں کون ہوتا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ سے بدلہ لوں؟؟ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عاشقانہ ادا کو حیرت سے دیکھتے ہوئے ان کا منہ تکتے رہ گئے۔ (۱)

حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لبیک یا رسول اللہ کہنے کا انداز:

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب میدانِ بدر میں جوش جہاد کا وعظ فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! اس جنت کی طرف بڑھتے چلو جس کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے تو حضرت عمیر بن الحمام انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بول اٹھے کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا جنت کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ہاں یہ سن کر حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: واہ واہ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیوں اے عمیر! تم نے" واہ واہ" کس لئے کہا؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقط اس امید پر کہ میں بھی جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ

(۱)...(السیرۃ النبویۃ لابن هشام، غزوۃ بدر الکبریٰ، ص۲۵۸،۲۵۹، بتصرف)

تعالیٰ علیہ وسلم نے خوشخبری سناتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے عمیر! تو بے شک جنتی ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کھجوریں کھا رہے تھے۔ یہ بشارت سنی تو مارے خوشی کے کھجوریں پھینک کر کھڑے ہو گئے اور ایک دم کفار کے لشکر پر تلوار لے کر ٹوٹ پڑے اور جانبازی کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔(۱)

سبحان اللہ کیا ان لوگوں کو اپنی جان عزیز نہیں تھی؟؟ یا ان کا فہم و شعور سے کوئی تعلق نہ تھا؟؟ یہ کیوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک آواز پر لبیک کہتے ہوئے میدان جنگ میں اپنی جانوں کو ہتھیلی پر لیے اور سروں پر کفن باندھے کود پڑتے تھے کسی شاعر نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ

جان پیاری تھی مگر جان سے پیارے وہ تھے
جو کہا انہوں نے وہ مانا گیا ٹالا نہ گیا

غزوہ اُحد اور دفاع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مقبول

اس دن بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسالت و ناموس رسالت کے دفاع میں ایمان افروز داستان نقل کیں، اس دن بھی ہر صحابی کا ہر کام نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جان فداء کرنے کے جذبہ سے مامور ہے اور جو دفاع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی داستانیں اُحد کے میدان سے ملتی ہیں وہ آپ کو کہیں کو نظر نہیں آئیں گی۔ ہم یہاں پر اختصار کے ساتھ کچھ بیان کرتے ہیں۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاع رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ »لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ« ، قَالَ »وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا، شَدِيدَ النَّزْعِ، وَكَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا« ، قَالَ " فَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ، فَيَقُولُ انْثُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ " ، قَالَ " وَيُشْرِفُ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ يَا نَبِيَّ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، لَا تُشْرِفْ، لَا يُصِبْكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ " ، قَالَ »وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، وَأُمَّ سُلَيْمٍ

---

(۱)... (مسلم کتاب الجہاد باب سقوط فرض الجہاد عن المعذورین ج۲ ص۱۳۹... صحیح مسلم، کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنۃ للشہید، الحدیث: ۱۹۰۱، ص۱۰۵۲ تفصیلاً بتصرف)

وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ، أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا، تَنْقُلَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا، ثُمَّ تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِهِمْ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا، ثُمَّ تَجِيئَانِ تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا مِنَ النُّعَاسِ«(۱)

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی کے موقعہ پر جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے اِدھر اُدھر چلنے لگے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت اپنی ایک ڈھال سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے۔ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے تیرانداز تھے اور خوب کھینچ کر تیر چلایا کرتے تھے چنانچہ اس دن دو یا تین کمانیں انہوں نے توڑ دی تھیں۔ اس وقت اگر کوئی مسلمان ترکش لیے ہوئے گزرتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اس کے تیر ابوطلحہ کو دے دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالات معلوم کرنے کے لیے دیکھنے لگتے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے: یا نبی اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ نہ فرمائیں، کہیں کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے۔ میرا سینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کی ڈھال ہے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہے) اور میں نے عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا (ابوطلحہ کی بیوی) کو دیکھا کہ اپنا ازار اٹھائے ہوئے (غازیوں کی مدد میں) بڑی تیزی کے ساتھ مشغول تھیں۔ (اس خدمت میں ان کے انہماک واستغراق کی وجہ سے انہیں کپڑوں تک کا ہوش نہ تھا یہاں تک کہ) میں ان کی پنڈلیوں کے زیور دیکھ سکتا تھا۔ انتہائی جلدی کے ساتھ مشکیزے اپنی پیٹھوں پر لیے جاتی تھیں اور مسلمانوں کو پلا کر واپس آتی تھیں اور پھر انہیں بھر کر لے جاتیں اور ان کا پانی مسلمانوں کو پلاتیں اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اس دن دو یا تین مرتبہ تلوار چھوٹ کر گر پڑی تھی۔

میرا چہرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر قربان:

ایک روایت میں آتا ہے کہ:

وأبو طلحة الأنصاري استمر بين يديه يمنع عنه بجحفته، وكان راميا شديد الرمي فنثر كنانته بين يدي رسول الله، وصار يقول وجهي لوجهك فداء، وكل من كان يمر ومعه كنانة

(۱)...(صحیح مسلم، کتاب الجهاد باب غَزْوَةِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ، رقم: 136 .... مسند ابو یعلی، عبد العزیز بن صهیب عن انس بن مالک، رقم: 3921)

يقول له عليه الصلاة والسلام انثرها لأبي طلحة، وكان ينظر إلى القوم ليرى ماذا يفعلون، فيقول له أبو طلحة يا نبي الله بأبي أنت وأمي، لا تنظر يصيبك سهم من سهام القوم! نحري دون نحرك.(۱)

ترجمہ: حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بالکل سامنے کھڑے تھے اور اپنی ڈھال کے ساتھ نبی اکرم ﷺ پر آنے والے تیروں سے رسول اللہ ﷺ کا دفاع فرمارہے تھے، آپ بہت طاقت کے ساتھ تیر چلاتے تھے نبی رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ کی کمان ٹوٹ گئی، اور آپ یہ نعرہ بلند کیے ہوئے تھے کہ یارسول اللہ ﷺ میرا چہرہ آپ ﷺ کے چہرے پر قربان، جب بھی کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرتا اور اس کے ہاتھ میں کمان ہوتی تو حضور ﷺ فرماتے یہ کمان ابوطلحہ کو دے دو، اور رسول اللہ ﷺ جب قوم کی طرف دیکھتے کہ ان کی کیا حالت ہے تو حضرت ابوطلحہ عرض کرتے یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان! آپ ﷺ اس طرف نہ دیکھیں کہیں کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے، میرا سینہ آپ کے سینہ پر قربان ہونے کے لیے حاضر ہے۔

اُدھر سے پے بہ پے تیروں کی ایک بوچھاڑ آتی تھی
اِدھر سے ڈھال طلحہ بن عبیدہ اللہ کی چھاتی تھی

اور اُدھر مشرکین کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار بزبانِ حال یہ آواز دے رہے تھے کہ:

"اے ستم گر آ ہنر آزمائیں تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں"

ہر طرف سے دفاعِ رسول اللہ ﷺ:

ایک روایت میں آتا ہے کہ:

وَقَاتَلَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِتَالًا شَدِيدًا، فَكَانَ طَلْحَةُ يَقُولُ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ انْهَزَمَ أَصْحَابُهُ، وَكَرَّ الْمُشْرِكُونَ

(۱)...(نور اليقين في سيرة سيد المرسلين. المؤلف: محمد بن عفيفي الباجوري، المعروف بالشيخ الخضري (المتوفى: 1345ھ). الناشر: دار الفيحاء- دمشق. الطبعة: الثانية- 1425ھ غزوة احد ج1، ص124)

وَأَحْدَقُوا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كُلِّ نَاحِيَةٍ، فَمَا أَدْرِي أَقُومُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ أَوْ مِنْ وَرَائِهِ، أَوْ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، فَأَذُبُّ بِالسَّيْفِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ مَرَّةً وَأُخْرَى مِنْ وَرَائِهِ حَتَّى انْكَشَفُوا(1)

ترجمہ: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُحد کے دن نبی اکرم ﷺ کی طرف سے خوب جہاد کیا آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دیکھا کہ جب لوگوں کا حفاظتی گھیرا نبی اکرم ﷺ کے گرد سے ٹوٹ گیا اورمشرکین پلٹ پلٹ کر ہرطرف سے نبی اکرم ﷺ پروار کرنے لگے، تو مجھے کوئی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہوکرآپ کا دفاع کروں یا پیچھے یا دائیں بائیں؟؟ آپ کے ہاتھ مبارک سے اس دن ایک بارتلوار گر پڑی پھر جب نبی اکرم ﷺ کے پیچھے سے آپ ﷺ کا دفاع کیا تو وہاں بھی ایک بارتلوار گر پڑی، لیکن آپ دلیری اور شجاعت کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا دفاع فرماتے رہے یہاں تک کہ مشرکین دور ہٹ گئے۔

یہ فوجوں کو ہنکاتے مارتے تھے اور ہٹاتے تھے ۔۔۔ یہ موجوں میں شناور کی طرح غوطے لگاتے تھے
بہا کردور لے جاتی تھی اُن کو اِن کی جولانی! ۔۔۔ کہ پورے زور پرتھی اِس جگہ دریا کی طغیانی

حضرت طلحہ کا بار بار لبیک یارسول اللہ ﷺ کہنا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

انهزم الناس عن رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم أحد، وبقي معه أحد عشر رجلا من الأنصار، وطلحة بن عبيد الله، وهو يصعد في الجبل، فلحقهم المشركون، فقال »ألا أحد لهؤلاء؟« فقال طلحة

أنا يا رسول الله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم »كما أنت يا طلحة« ، فقال رجل من الأنصار فأنا يا رسول الله فقاتل عنه، وصعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن بقي

(1)...(المغازي. المؤلف: محمد بن عمر بن واقد السهمي الأسلمي بالولاء، المدني، أبو عبد الله، الواقدي (المتوفى: 207هـ) تحقيق: مارسدن جونس. الناشر: دار الأعلمي - بيروت. الطبعة: الثالثة - 1989/1409. ج1، ص254)

معه من أصحابه، ثم قتل الأنصاري، فلحقوه فقال «ألا رجل لهؤلاء؟» فقال طلحة مثل قوله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل قوله، فقال رجل من الأنصار فأنا يا رسول الله، فقاتل وأصحابه يصعدون في الجبل، ثم قتل الأنصاري، فلحقوه، فلم يزل يقول مثل قوله الأول، ويقول طلحة أنا يا رسول الله فيحبسه، ويستأذنه رجل من الأنصار للقتال، فيأذن له، فيقاتل مثل من كان قبله حتى لم يبق معه إلا طلحة، فغشوهما، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم «من لهؤلاء يا طلحة؟» فقال أنا، فقاتل مثل قتال جميع من كان قبله، وأصيبت أنامله، (۱)

ترجمہ: کہ جب نبی اکرم ﷺ کے گرد سے لوگوں کا گھیرا ٹوٹ گیا اور آپ کے ساتھ انصار کے صرف گیارہ آدمی اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ باقی رہ گئے تو تو نبی اکرم ﷺ پہاڑ پر چڑھنے لگے تو مشرکین نے پیچھے سے آلیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم سے کوئی ایک ہے جو ان کا راستہ روک سکے؟؟ طلحہ نے عرض کی میں یارسول اللہ! فرمایا تم جہاں ہو ٹھیک ہو کوئی اور! ایک انصار نے عرض کیا" یارسول اللہ میں تیار ہوں، پھر وہ انصار ان حملہ آوروں سے برسر پیکار ہو گیا۔ اتنے میں حضور چڑھتے گئے کچھ دیر بعد ان انصاری کو شہید کر دیا گیا حضور ﷺ نے پھر وہی سوال دہرایا حضرت طلحہ نے عرض کیا" لبیک یارسول اللہ" حضور نے ان کو دوبارہ صبر کی تلقین فرمائی اور ایک دوسرے صحابی نے ان سے لڑنا شروع کر دیا اور حضور ﷺ نے اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔

پھر وہ انصاری بھی شہید کر دیے گئے یہاں تک کہ گیارہ کے گیارہ جان نثار اپنے محبوب کے دفاع میں دشمنوں کے آڑے آتے رہے اور اپنی جانوں کو اپنے آقا و مولا پر قربان کرتے رہے اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ہر صحابی کے آنے سے پہلے لبیک یارسول اللہ ﷺ کا نعرہ بلند کرتے یہاں تک کہ کفار کے اس ریلے کا مقابلہ کرنے کے لیے صرف دو ہی شخص رہ گئے ایک رحمت عالم ﷺ اور دوسرے حضرت طلحہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے طلحہ ان کے لیے کون ہے تو حضرت طلحہ نے پھر لبیک یارسول اللہ ﷺ کہا، پھر حضرت طلحہ ان کفار کے سامنے سینہ سپر ہو کر کھڑا ہو گئے اور جتنی مزاحمت ان گیارہ صحابہ

(۱)... (سبل الهدى والرشاد باب غزوة احد ذكر تعظيم أجر رسول الله صلى الله عليه وسلم بما فعله معه المشركون ج4، ص202)

نے کی تھی اتنی حضرت طلحہ نے اکیلے کی، اور ایک ایک انچ بھی آگے نہ آنے دیا یہاں تک کہ ان کی انگلیاں کٹ گئیں اور ہاتھ شل ہو گئے۔

اور ایک روایت میں ان الفاظ کا بھی اضافہ ہے کہ: جب آپ کی انگلیاں کٹیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم انگلیوں کے کٹنے کے قوت بسم اللہ پڑھتے تو

ولرأيت بناءك الذي بنى الله لك في الجنة وأنت في الدنيا(۱)

ترجمہ: تم جنت میں اپنے اس محل کو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بنایا ہے دنیا میں کھڑے دیکھ لیتے۔

احد کا دن سارے کا سارا ابوطلحہ کے حصے آیا:

عن عائشة قالت كان أبو بكر إذا ذكر يوم أحد قال ذلك اليوم كلّه لطلحة، ثم أنشأ يحدّث قال كنت ممن فاء إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم أحد فرأيت رجلا يقاتل مع رسول الله صلى الله عليه وسلم دونه- قال وأراه قال يحميه- قال قلت كن طلحة حيث فاتني ما فاتني، فقلت يكون رجلا من قومي أحبّ إليّ، وبيني وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم رجل لا أعرفه، وأنا أقرب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم منه، وهو يخطف خطفا لا أخطفه، فإذا هو أبو عبيدة بن الجراح، فانتهيت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقد كسرت رباعيته، وشجّ وجهه، وقد دخل في وجنته حلقتان من حلق المغفر،

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكما صاحبكما، يريد طلحة،

وقد نزف الدّم فتركناه، وذهبت لأنزل ذلك من وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال أبو عبيدة

أقسمت عليك بحقّي لما تركتني، فتركته، وكره أن يتناولها بيده فيؤذي رسول الله صلى

---

(۱)...(ذكره ابن عساكر في تهذيب تاريخ دمشق 77/7...(سبل الهدى الرشاد،باب غزوة احد،ذكر تعظيم أجر رسول الله صلى الله عليه وسلم بما فعله معه المشركون ج4،ص203)

الله عليه وسلم، فأزم عليها بفيه فاستخرج إحدى الحلقتين، ووقعت ثنيّته مع الحلقة، وذهبت لأصنع ما صنع، فقال أقسمت عليك بحقي لما تركتني، ففعل كما فعل في المرة الأولى، فوقعت ثنيّته الأخرى مع الحلقة، فكان أبو عبيدة من أحسن الناس هتما، فأصلحنا من شأن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم أتينا طلحة في بعض تلك الحفر، فإذا به بضع وسبعون أو أقل أو أكثر من طعنة وضربة ورمية، وإذا قد قطعت إصبعه فأصلحنا من شأنه.

وذكر محمد بن عمر أن طلحة أصيب يومئذ في رأسه، فنزف الدم حتى غشي عليه، فنضح أبو بكر الماء في وجهه حتى أفاق فقال ما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال خيرا، هو أرسلني إليك، قال الحمد لله، كلّ مصيبة بعده جلل۞

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی اُحد کے دن کا ذکر کرتے تو فرماتے یہ سارے کا سارا دن ابوطلحہ کے حصے آیا، پھر اس دن کے حالات یوں بیان فرماتے کہ:

"میں ان لوگوں میں سے تھا جو حضور ﷺ کے پاس لوٹ کر آرہے تھے میں نے دیکھا کہ ایک شخص حضور ﷺ کے ساتھ کھڑا حضور ﷺ کا دفاع کر رہا ہے میں نے سوچا کہ یہ طلحہ ہی ہو سکتے ہیں میرے درمیان اور حضور ﷺ کے درمیان ایک آدمی تھا میں حضور ﷺ کے زیادہ قریب تھا میں نے غور سے دیکھا تو وہ ابوعبیدہ بن جراح تھے میں جب حضور ﷺ کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ حضور ﷺ کے سامنے والے چار دانت شہید ہو چکے ہیں اور چہرہ انور میں خود کے دو حلقے گھس گئے ہیں میں نے رخسار مبارک سے وہ حلقے نکالنے کا ارداہ کیا تو حضرت ابوعبیدہ نے میری منت کی کہ وہ سعادت مجھے حاصل کرنے دو انہوں نے ہاتھ سے کھینچنا مناسب نہ سمجھا کہ کہیں تکلیف نہ ہوں اپنے دانتوں سے نکالنے لگے

(1)...(سبل الهدى الرشاد باب غزوة احد ذكر تعظيم أجر رسول الله صلى الله عليه وسلم بما فعله معه المشركون ج4، ص200...أخرجه البيهقي في الدلائل 3/ 363 وأبو نعيم في الحلية 1/ 87 وذكره ابن حجر في المطالب (4327) والمتقي الهندي في الكنز (30025) ...ضیاء النبی، از پیر کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ، جلد دوم، ص 508,507)

ایک حلقہ تو نکل آیا لیکن اس کی کوشش میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے سامنے والے دو دانت گر گئے پھر دوسرا حلقہ بھی اپنے دانتوں سے ہی نکالا لیکن سامنے والے دو دانت اور گر گئے اگر چہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس کوشش میں چار دانت نبی اکرم ﷺ پر قربان ہو گئے لیکن اس کے باوجود آپ کے حسن و جمال کو چار چاند لگ گئے۔

حضرت طلحہ کا سارا جسم زخموں سے چھلنی تھا۔ ہم نے ایک کے زخموں کو شمار کیا تو وہ ستر سے بھی زیادہ تھے جن میں سے کچھ تلوروں کے، کچھ نیزوں کے اور کچھ تیروں کے زخم تھے ان کی ایک انگلی بھی کٹ چکی تھی پھر ہم نے ان کے زخموں کی مرہم پٹی کی حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر تیروں کے بہت زیادہ زخم تھے جن سے خون بہا اور آپ بے ہوش ہو گئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے منہ پر پانی چھڑکا تو انہیں ہوش آیا، توسب سے پہلے یہ سوال کیا کہ: رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟؟ ہم نے بتایا کہ الحمد للہ حضور بخیر و عافیت ہیں یہ سن کر اس جانباز صادق نے بے ساختہ کہا" اللہ کا شکر ہے حضور سلامت ہیں ہر مصیبت آپ کے ہوتے ہوئے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔"

جب رسول اللہ ﷺ پر کفار نے تیروں کے ساتھ حملہ کیا تو:

یہ صورت دیکھ کر اب ہو گئے لاچار ابو طلحہ — رسول اللہ کے آگے بن گئے دیوار ابو طلحہ
نبی کی ذات پر اس سمت سے جو تیر آتے تھے — ابو طلحہ ہدف بنتے تھے آقا کو بچاتے تھے
کیا تیروں نے چھلنی کی طرح سینہ فگار ان کا — مگر خوش تھے کہ راضی ہو گیا پرودگار ان کا

ضروری نوٹ:

اوپر مذکور ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے چار دانت شہید ہو گئے اس کی تفصیل میں امام صالحی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وهي السنّ التي بين الثّنيّة والنّاب- أنها كسرت فذهب منها فلقة، ولم تقلع من أصلها.(1)

حضرت مالک بن سنان اور حفاظت خونِ رسول ﷺ:

أنّ الحلقتين لمّا نزعتا جعل الدم يسرب كما يسرب الشّنّ، فجعل مالك بن سنان يأخذ الدم بفيه ويمجّه منه ويزدرد منه، فقال له »أتشرب الدّم؟« قال نعم يا رسول الله،

---

(1)...(سبل الهدى والرشاد باب غزوة احد ذكر تعظيم أجر رسول الله صلى الله عليه وسلم بما فعله معه المشركون، ج4،ص198)

فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم »من مسّ دمه دمی لم تصبه النّار«

جب خود کے حلقوں کو نکالا گیا تو آپ ﷺ کا خون ایسے بہا جیسے مشک کا منہ کھول دیا گیا ہے، تو حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر نبی اکرم ﷺ کے زخم پر اپنا منہ رکھ کر چوسنا شروع کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم خون پی رہے ہو؟؟ عرض کی ہاں حضور تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس کا خون میرے خون کے ساتھ لگ گیا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ (۱)

تمام ائمہ فقہ کا اس میں اتفاق ہے کہ بہتا ہوا خون حرام ہوتا ہے لیکن یہاں راہ عشق کے سردار یعنی صحابہ کرام تو نبی اکرم ﷺ کا خون مبارک پی رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ منع بھی نہیں فرمارہے تو کیا لوگوں کو ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ نبی ﷺ کا ہر جز پاک ہے اور نبی عام لوگوں جیسا ہرگز نہیں ہوتا۔

لبیک یارسول اللہ ﷺ کہنے والے سات جانثار:

عن أنس بن مالك رضي الله عنه: أن المشركين لما أرهقوا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في سبعة من الأنصار ورجل من قريش قال: من يردّهم عنّا وهو رفيقي في الجنة؛ فجاء رجل من الأنصار فقاتل حتى قتل، ثم رهقوه أيضا. فقال: من يردّهم عنّا وله الجنة؟ - أو هو رفيقي الجنة؟ - فتقدّم رجل من الأنصار فقاتل، حتى قتل السبعة. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: »ما أنصفنا أصحابنا« (۲)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو گھیر لیا تو آپ سات انصاری صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا کون ہے جو آج ان کفار کو ہم سے دور کرے، وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا؟؟ تو ایک انصاری صحابی آئے اور رسول اکرم ﷺ کے دفاع میں لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے تو کفار نے پھر رسول اللہ ﷺ پر حملہ کیا تو نبی اکرم ﷺ نے پھر فرمایا کون ہے جو ان کفار کو ہم سے دور کرے اس کے لیے جنت ہے؟؟

---

(۱)...(سبل الهدى والرشاد باب غزوة احد ذكر تعظيم أجر رسول الله صلى الله عليه وسلم بما فعله معه المشركون، ج4،ص200)

(۲)...(أخرجه مسلم في الجهاد (100) وأحمد في المسند 463/1 والبيهقي في السنن 44/9 وابن أبي شيبة في المصنف 399/14 والبيهقي في الدلائل 3/ 235.....سبل الهدى والرشاد باب غزوة احد ذكر تعظيم أجر رسول الله صلى الله عليه وسلم بما فعله معه المشركون، ج4،ص203)

یا فرمایا وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا تو ایک انصاری صحابی آگے بڑھے اور ان کفار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دفاع کیا اور شہید ہو گئے اسی طرح سات کے سات انصاری صحابہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفاع میں اپنی جانوں کو جنت کے بدلے فروخت کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمارے اصحاب نے ہم سے کیا ہی خوب انصاف کیا۔ (یعنی دفاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے کیے ہوئے وعدے کو پورا کیا)

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاع رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

ومنهم سهل بن حنيف وكان من مشاهير الرماة نضح عن رسول الله بالنبل حتى انفرج عنه الناس (۱)

ترجمہ: حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مشہور تیر اندازوں میں سے تھے یہ بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تیر اندازی فرما رہے تھے اور آپ نے اتنے تیر چلائے کہ کفار بھاگ گئے۔

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

روایت میں آتا ہے کہ:

وَيُقْبِلُ عَبْدُ اللهِ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ زُهَيْرٍ حين رأى رسول الله صلى الله عليه وَسَلَّمَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، يَرْكُضُ فَرَسَهُ مُقَنَّعًا فِي الْحَدِيدِ يَقُولُ أَنَا ابْنُ زُهَيْرٍ، دُلُّونِي على محمد، فوالله لَأَقْتُلَنَّهُ أَوْ لَأَمُوتَن دُونَهُ! فَتَعَرَّضَ لَهُ أَبُو دُجَانَةَ فَقَالَ هَلُمَّ إِلَى مَنْ يَقِي نَفْسَ مُحَمَّدٍ بِنَفْسِهِ! فَضَرَبَ فَرَسَهُ فَعَرْقَبَهَا فَاكْتَسَعَتْ الْفَرَسُ، ثُمَّ عَلَاهُ بِالسَّيْفِ وَهُوَ يَقُولُ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ خَرَشَةَ! وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ يَقُولُ اللهم ارْضَ عَنْ ابْنِ خَرَشَةَ كما أَنَا عَنْهُ

---

(۱)...(نور اليقين في سيرة سيد المرسلين. المؤلف: محمد بن عفيفي الباجوري، المعروف بالشيخ الخضري (المتوفى: 1345ھ). الناشر: دار الفيحاء- دمشق. الطبعة: الثانية- 1425ھ غزوة احد ج1،ص124)

رَاضِی(۱)

ایک مشرک شہسوار عبد اللہ بن حمید بن زہیر گھوڑا دوڑاتا ہوا حضور ﷺ پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھا وہ سرتا پا لوہے میں غرق تھا آگے بڑھا اور کہنا لگا میں زہیر کا بیٹا ہوں مجھے محمد (ﷺ) کے بارے میں بتاؤ کہاں ہے؟؟ بخدا میں اس کو قتل کر دوں گا یا خود مارا جاؤں گا۔ یہ بات جب حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنی تو فرمایا "اے احمق! انہیں رہنے دو پہلے ان کے جان نثار سے دو ہاتھ کرلو! آپ نے اپنی تلوار سے اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں، دوسرا وار اس کے سر پر کیا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے تھے کہ میں ابن خرشہ ہوں۔

نبی اکرم ﷺ یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے (اللہ کے حضور عرض کیا) "اے اللہ تو بھی ابن خرشہ یعنی ابو دجانہ سے راضی ہو جا! جس طرح میں اس سے راضی ہوں۔

محمد بن عفیفی الباجوری، المعروف بالشیخ الخضری (المتوفی: 1345ھ) فرماتے ہیں:

"حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان جنگ میں مختلف مقامات پر داد شجاعت دیتے رہے لیکن جب دشمنوں نے ان کے آقا ﷺ پر حملہ کیا تو آپ دوڑے ہوئے آئے اور اس وقت وہاں پہنچے جب کہ حضور ﷺ پر چاروں طرف سے مشرکین نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی تھی یہ ڈھال بن کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور آنے والے سارے تیروں کو اپنے جسم پر لیتے رہے سارا جسم تیروں سے بھر گیا لیکن محبوب خدا ﷺ کے دفاع میں یہ جان نثار عاشق بال برابر بھی پیچھے نہ ہٹا۔(۲)

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاع رسول اللہ ﷺ:

وقاتل عبد الرحمن بن عوف قتالا شديدا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأصيب فوه

---

(۱)...(المغازي. المؤلف: محمد بن عمر بن واقد السهمي الأسلمي بالولاء، المدني أبو عبد الله الواقدي (المتوفى: 207هـ) تحقيق: مارسدن جونس. الناشر: دار الأعلمي - بيروت. الطبعة: الثالثة - 1989/1409. ج1، ص246... (النهاية، ج3، ص88)... إمتاع الأسماع بما للنبي من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع. المؤلف: أحمد بن علي بن عبد القادر، أبو العباس الحسيني العبيدي، تقي الدين المقريزي (المتوفى: 845هـ) المحقق: محمد عبد الحميد النميسي. الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت. الطبعة: الأولى 1420هـ - 1999م. خبر ما أصاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من الجراحة يوم أحد ج1، ص152)

(۲)...(نور اليقين في سيرة سيد المرسلين. المؤلف: محمد بن عفيفي الباجوري، المعروف بالشيخ الخضري (المتوفى: 1345هـ). الناشر: دار الفيحاء - دمشق. الطبعة: الثانية - 1425هـ غزوة احد ج1، ص124)

فهتم، وجرح عشرين جراحة أو أكثر، وجرح في رجله، وكان يعرج منها.(۱)

اس موقع پر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے نبی اکرم ﷺ کے قدموں میں کھڑے ہو کر جم کر لڑائی لڑتے رہے آپ کے سامنے والے دانت مبارک ٹوٹ گئے آپ کو بیس سے زیادہ کاری زخم لگے لیکن پایہ ثبات میں ذرا لغزش نہ آئی ٹانگ زخمی ہونے کی وجہ سے ساری عمر لنگڑا کر چلتے رہے۔

اور جب ان سے کوئی اس بارے میں پوچھتا تو آپ زبانِ حال سے جواب دیتے کہ:

حق نے عالم اس صداقت کے لیے پیدا کیا

اور مجھے اس کی حفاظت کے لیے پیدا کیا

سعد! تم پر میرے ماں باپ قربان تیر چلاؤ:

یوم احد کو جو داد حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاصل کی سارے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس پر رشک کرتے تھے

عن عائشة بنت سعد عن أبيها قال لما جال الناس يوم أحد تلك الجولة تنحيت فقلت أذود عن نفسي، فإما أنجو وإما أن أستشهد، فإذا رجل محمر وجهه قد كاد المشركون أن يركبوه، فملأ يده من الحصا فرماهم به، وإذا بيني وبينه المقداد، فأردت أن أسأله عن الرجل، فقال لي »يا سعد هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعوك« فقمت ولكأنه لم يصبني شيء من الأذى، فأتيته فأجلسني أمامه فجعلت أرمي وأقول »اللهم سهمك فارم به عدوك« ورسول الله صلى الله عليه وسلم يقول »اللهم استجب لسعد، اللهم سدد لسعد رميته، إيها سعد، فداك أبي وأمي« ، فما من سهم أرمي به إلا قال رسول الله »اللهم سدد رميته، وأجب دعوته« ،

حتى إذا فرغت من كنانتي نثر رسول الله صلى الله عليه وسلم ما في كنانته

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ آپ کی صاحبزادی سناتی ہیں کہ میرے والد محترم نے فرمایا کہ اس

---

(۱)...(سبل الهدى والرشاد باب غزوة احد ذكر تعظيم أجر رسول الله صلى الله عليه وسلم بما فعله معه المشركون ج4،ص200)

دن جب لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی تو میں ایک طرف ہو کر سوچنے لگا اور آخر فیصلہ کیا کہ نہ میں ہتھیار ڈالوں گا اور نہ بھاگوں گا میں ان سے لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ ان سے نجات پا جاؤں یا شہید ہو جاؤں، اچانک ایک آدمی میرے قریب آ گیا اس کا چہرہ بہت سرخ تھا کفار نے ہر طرف سے اس پر گھیرا تنگ کر لیا تھا اس نے اپنی مٹھی میں مٹی لی اور ان کی طرف پھینک دی میں نے مقداد کو پہچان کر اس آدمی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور اے سعد تم کو یاد فرما رہے ہیں یہ سن کر میں کھڑا ہو گیا مجھے یوں محسوس ہوا کہ مجھے نئی زندگی مل گئی ہے اور کوئی زخم مجھے لگا ہی نہیں میں فوراً حاضر خدمت ہوا تو حضور ﷺ نے مجھے اپنے سامنے بیٹھا لیا اور میں دشمن پر تیر چلانے لگا جب میں کوئی تیر چلانے لگتا تو میں کہتا کہ:

اللھم سھمك فارم به عدوك

اے اللہ یہ تیرا تیر ہے اس کو دشمن کے سینے میں پیوست کر دے۔

تو رسول اللہ ﷺ میرے پیچھے سے فرماتے

اللھم استجب لسعد، اللھم سدد لسعد رمیته ایھا سعد فداك ابی و امی

اے اللہ سعد کی دعا قبول فرما، اے اللہ سعد کا تیر نشانہ پر لگے، واہ سعد میرا باپ اور میری ماں تجھ پر فدا ہوں۔

کماں کی ہر کشش سے اب مبارکباد ملتی تھی   کہ تیر افگن کو شانِ سروری سے داد ملتی تھی

جب میں تیر چلاتا تو حضور ﷺ مجھے دعا دیتے یہاں تک کہ میرے تیر ختم ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی ترکش سے تیر نکال کر میرے سامنے بکھیر دیے۔(۱)

ادھر سعد و ابوطلحہ کے ہاتھوں میں کمانیں تھیں   نبی کا ترکش ان کے پاس تھا یہ ان کی شانیں تھیں

سیرت کی کتب میں آتا ہے کہ:

»أن سعدا رضی اللہ عنه رمی یوم أحد ألف سھم ما منھا سھم إلا و رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول له ارم فداك أبی وأمی، ففداه فی ذلك الیوم ألف مرة«

وعن علی کرم اللہ وجھه »ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال فداك أبی وأمی إلا

(۱)...(أخرجه الترمذی (3751) والحاکم فی المستدرك 499/3 والطبرانی فی الکبیر 105/1 ,سبل الھدیٰ والرشاد, غزوہ احد ج4,ص297,298)

لسعد رضی اللہ عنہ« (۱)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احد کے دن تقریباً ایک ہزار تیر چلائے اور وہ جب بھی تیر چلاتے تو نبی اکرم ﷺ فرماتے اے سعد! تم پر میرے ماں باپ قربان تیر چلاؤ، تو گویا نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعد کو صرف میدانِ احد میں ایک ہزار بار یہ دعا دی۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کبھی بھی نبی اکرم ﷺ کے دہن مبارک سے یہ نہیں سنا کہ کسی پر آپ نے "فداک ابی وامی" کی دعا کی ہو سوائے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

سبحان اللہ جیسے جیسے حالات کی قہر مانیوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اتنی ہی سلطانِ عشق کے جذبہ سرفروشی کی آب تاب بڑھتی جا رہی ہے آج حضور ﷺ اپنے وفا شعار غلاموں میں نرالی شان وشوکت کے ساتھ جلوہ افروز ہیں، لشکر اسلام کا ماہر تیر انداز اپنے آقا ﷺ کی دعاؤں کے سایہ میں کفار کے سینوں کو اپنے تیروں کے پیکانوں سے گھائل کر رہا ہے، قریش کے دو ماہر تیر انداز حبان بن عرقہ اور ابی سلمہ الجشمی تیر چلا رہے ہیں، حضور کی ایک جان نثار خادمہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشکیزہ کندھوں پر اٹھائے مجاہدین کو پانی پلا رہی ہیں، اچانک حبان کا تیر ام ایمن کے دامن میں آ کر لگتا ہے اور ان کا پردہ اُٹھ جاتا ہے وہ بدظن ایک خاتون کی ہتک کر کے خوشی کے مارے قہقے لگاتا ہے اور زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگتا ہے سرورِ عالم کو اپنی خادمہ کی یہ توہین بڑی شاق گزرتی ہے حضور ﷺ حضرت سعد کو ایسا تیر دیتے ہیں جس پر پھل نہیں اور اسے چلانے کا حکم دیتے ہیں وہ تیر حبان کے گلے میں جا کر لگتا ہے وہ بے تاب ہو کر زمین پر گر جاتا ہے اور گرتے گرتے اس کے ستر سے بھی پردہ اُٹھ جاتا ہے اسی قدم پر اپنے خادمہ کا بدلہ چکا کر غیور نبی ﷺ ہنسے پڑتے ہیں یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہو جاتے ہیں پھر فرماتے ہیں:

استقاد لها سعد اجاب الله دعوتك و سدد رميتك

سعد نے ام ایمن کا انتقام لے لیا اللہ تیری دعا کو قبول فرمائے اور تیرا ہر تیر نشانہ پر بیٹھے۔ (۲)

---

(۱)...(السیرۃ الحلبیۃ، غزوہ احد ج2، 312)

(۲)...(سبل الھدیٰ الرشاد باب غزوہ احد ذکر تعظیم أجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما فعلہ معہ المشرکون ج4، ص201.....ضیاء النبی ﷺ، از پیر کرم شاہ الازہری، ج3، 510، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاع رسول اکرم ﷺ:

وَرَمَیٰ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ عن قوسِہِ حَتَّی صَارَتْ شَظَایَا، فَأَخَذَهَا قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ وَكَانَتْ عِنْدَهُ، وَأُصِيبَتْ يَوْمَئِذٍ عَيْنُ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ حَتَّى وَقَعَتْ عَلَى وَجْنَتِهِ قَالَ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ فَجِئْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَيْ رَسُولَ اللهِ، إِنَّ تَحْتِي امْرَأَةً شَابَّةً جَمِيلَةً أُحِبُّهَا وَتُحِبُّنِي وَأَنَا أَخْشَى أَنْ تَقْذَرَ مَكَانَ عَيْنِي فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّهَا فَأَبْصَرَتْ وَعَادَتْ كَمَا كَانَتْ، وَكَانَ يَقُولُ بَعْدَ أَنْ أَسَنَّ هِيَ وَاللهِ أَقْوَى عَيْنَيَّ! وَكَانَتْ أَحْسَنَهُمَا(۱)

ترجمہ: اس دن نبی اکرم ﷺ نے بھی اپنی کمان سے تیر چلائے یہاں تک کہ آپ کی کمان ٹیڑھی (یعنی خراب) ہوگئی تو حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ آپ کے قریب ہی تھے نے آپ ﷺ کی کمان پکڑ لی اسی دن حضرت قتادہ کی آنکھ میں تیر لگا کہ وہ بہہ کر آپ کی ڈھال پر آ گئی تو (جنگ ختم ہونے کے بعد) حضرت قتادہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری ایک خوبصورت اور جوان بیوی ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں اور وہ مجھ سے محبت کرتی ہے مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے میری آنکھ کی وجہ سے ناپسند نہ کرے! تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کی آنکھ کو پکڑا اور اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا تو وہ ایسے ہوگئی جیسے کہ پہلے تھی، حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بوڑھا ہونے کے بعد فرمایا کرتے تھے، اللہ کی قسم میری یہ آنکھ زیادہ قوی اور زیادہ خوبصورت ہے۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دفاع رسول ﷺ:

امام صالحی علیہ رحمۃ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

فإنی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول »ما التفتُّ یمینا ولا شمالا یوم أحد إلا

(۱)...(المغازی. المؤلف: محمد بن عمر بن واقد السهمی الأسلمی بالولاء، المدنی أبو عبد اللہ الواقدی (المتوفی: 207ھ)، تحقیق: مارسدن جونس. الناشر: دار الأعلمی-بیروت. الطبعة: الثالثة- 1409/1989. ج1، ص242، بتصرف)

رأيتها تقاتل دوني«(۱)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے احد کے دن (اپنے) دائیں بائیں جدھر بھی دیکھا تو ام عمارہ کو اپنے (یعنی رسول اللہ ﷺ) کے دفاع میں لڑتے پایا۔

حفیظ جالندھری مرحوم کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر کفار نے حملہ کیا تو حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کیا حالت تھی انہی کی زبانی سنیے:

اسی شمع ہدیٰ پر جب پلٹ کر آگئی آندھی　　تو اس بی بی نے رکھ دی مشک، چادر سے کمر باندھی
تھی اس کے شوہر و فرزند بھی مصروف جاں بازی　　رسول اللہ ﷺ پر قربان تھے اللہ کے غازی
ہوئی یہ شیر زن بھی اب قتال و جنگ میں شامل　　سپر بن کر لگی پھرنے وہ گرد ہادیٔ کامل
یہ اپنی جان پر ہر زخم دامن گیر لیتی تھی　　کوئی حربہ وجود پاک تک نہ آنے دیتی تھی
فرشتے دنگ تھے اس مبلغ ایمانی کے جوہر سے　　کہ حاضر تھی یہ جان و مال سے فرزند و شوہر سے
یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا ہے　　اسی غیرت سے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا ہے

اور بعض روایت کے میں آتا ہے کہ اس دن ان کے ساتھ ان کا ایک بچہ بھی تھا۔(۲)

اور ایک روایت میں یوں آیا کہ:

وَكَانَتْ نُسَيْبَةُ بِنْتُ كَعْبٍ أُمُّ عُمَارَةَ، وَهِيَ امرأة غزية بن عمرو وشهدت أحدا هي وَزَوْجُهَا وَابْنَاهَا، وَخَرَجَتْ، مَعَهَا شَنٌّ لَهَا فِي أَوَّلِ النَّهَارِ تُرِيدُ أَنْ تَسْقِيَ الْجَرْحَى، فَقَاتَلَتْ يَوْمَئِذٍ وَأَبْلَتْ بَلَاءً حَسَنًا، فَجُرِحَتْ اثْنَيْ عَشَرَ جُرْحًا بَيْنَ طَعْنَةٍ بِرُمْحٍ أَوْ ضَرْبَةٍ بِسَيْفٍ(۳)

ترجمہ: حضرت نسیبہ بنت کعب یعنی ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضرت غزیہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ تھی، بھی غزوہ احد میں اپنے شوہر اور بیٹے کے ساتھ شریک تھیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہا

---

(۱)...(أخرجه ابن سعد في الطبقات 6/303 وذكره المتقي الهندي في الكنز (37589).....سبل الهدى والرشاد باب غزوة احد ذكر تعظيم أجر رسول الله صلى الله عليه وسلم بما فعله معه المشركون. ج4،ص202)

(۲)...(واجب الامة نحو النبي الرحمة، ص157)

(۳)...(المغازي. المؤلف: محمد بن عمر بن واقد السهمي الأسلمي بالولاء، المدني، أبو عبد الله الواقدي (المتوفى: 207هـ) تحقيق: مارسدن جونس. الناشر: دار الأعلمي - بيروت. الطبعة: الثالثة - 1409/1989. ج1،ص268)

اپنے ساتھ اپنی مشک بھی لے گئی تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارادہ تھا کہ میں زخمیوں کو پانی پلاؤں گی، تو آپ نے بھی میدان میں دشمن سے مقابلہ کیا اور آپ کو بڑی آزمائش سے گزرنا پڑا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نیزوں، اور تلواروں کے بارہ زخم لگے۔

مسیلمہ کذاب کو میں قتل کروں گی:

مسیلمہ کذاب کے فتنہ کو کچلنے کے لیے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو لشکر روانہ کیا اس میں بھی حضور ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شریک تھیں اور انہوں نے پختہ عہد کر لیا تھا کہ "مسیلمہ کذاب کو میں قتل کروں گی" لیکن جب انہوں نے میدان میں مسیلمہ کی لاش کو تڑپتے ہوئے دیکھا تو آپ فرماتی ہیں کہ اچانک میرا بیٹا عبداللہ بن زید مجھے نظر آیا۔ وہ اپنی خون آلود تلوار کو اپنے کپڑوں سے صاف کر رہا تھا میں نے پوچھا بیٹا کیا تم نے اس کو قتل کیا ہے؟؟ اس نے کہا ہاں ماں جان میں نے ہی اس کو قتل کیا ہے:

"فسجدت لله شكراً" تو میں نے یہ سن کر فوراً بارگاہِ صمدیت میں سجدہ شکر کیا۔(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کے لیے جہاد کرو:

وَمَرَّ مَالِكُ بْنُ الدَّخْشُمِ عَلَى خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ، بِهِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ جُرْحًا، كُلُّهَا قَدْ خَلَصَتْ إِلَى مَقْتَلٍ، فَقَالَ: أَمَا عَلِمْت أَنّ مُحَمّدًا قَدْ قُتِلَ؟ قَالَ خَارِجَةُ: فَإِنْ كَانَ قَدْ قُتِلَ فَإِنّ اللهَ حَيّ لَا يَمُوتُ، فَقَدْ بَلّغَ مُحَمّدٌ، فَقَاتِلْ عَنْ دِينِك! وَمَرّ عَلَى سَعْدِ بْنِ الرّبِيعِ وَبِهِ اثْنَا عَشَرَ جُرْحًا، كُلّهَا قَدْ خَلَصَ إِلَى مَقْتَلٍ، فَقَالَ: عَلِمْت أَنّ مُحَمّدًا قَدْ قُتِلَ؟ قَالَ سَعْدُ بْنُ الرّبِيعِ: أَشْهَدُ أَنّ مُحَمّدًا قَدْ بَلّغَ رِسَالَةَ رَبّهِ، فَقَاتِلْ عَنْ دِينِك، فَإِنّ اللهَ حَيّ لَا يَمُوتُ!(۲)

حضرت مالک بن دخشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خارجہ بن زید بن ابوزہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے، ان کو 13 زخم لگے ہوئے تھے اُن میں سے ہر زخم موت تک پہنچانے والا تھا (یعنی بہت گہرے

---

(۱)...(انساب الاشراف، ج1، ص325، بحوالہ ضیاء النبی، از پیر کرم شاہ الازہری علیہ الرحمۃ القوی، ج3، ص515)

(۲)...(المغازي، المؤلف: محمد بن عمر بن واقد السهمي الأسلمي بالولاء، المدني، أبو عبد الله، الواقدي (المتوفى: 207هـ)، تحقيق: مارسدن جونس، الناشر: دار الأعلمي - بيروت، الطبعة: الثالثة - 1409/1989، ج1، ص280)

زخم تھے) تو حضرت مالک بن دخشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ محمد (ﷺ) شہید ہو گئے ہیں؟؟ تو حضرت خارجہ بن زید نے کہا اگر (خدانخواستہ) محمد (ﷺ) شہید ہو بھی گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ تو زندہ ہے اس کو موت نہیں! بے شک محمد (ﷺ) نے ہم تک تبلیغ فرما دی، تم اپنے دین کے لیے جہاد کرو، اسی طرح حضرتؒ مالک بن دخشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے تو آپ کو بھی بارہ گہرے زخم لگے ہوئے تھے ان سے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ محمد (ﷺ) شہید ہو گئے ہیں؟؟ تو انہوں نے جواب دیا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) نے ہم تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے، لہذا اب تم اپنے دین کے لیے جہاد کرو، بے شک ہمارا خدا زندہ ہے اس کو موت نہیں۔

حضرت مالک بن دخشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کہنا کہ اب کیوں لڑ رہے ہو نبی اکرم ﷺ تو شہید ہو چکے ہیں اس بات کی دلیل بیّن ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم ﷺ کے دفاع کے لیے لڑ رہے تھے اور انہوں نے اس بات سے یہ ظاہر کیا کہ پہلے رسول اللہ ﷺ بعد میں دین مصطفیٰ ﷺ، یعنی جب تک مصطفیٰ ﷺ موجود ہیں ان کا دفاع کیا جائے گا جب یہ اس دنیا میں نہیں رہیں گے تو آپ ﷺ کے دین کی حفاظت کی صورت میں آپ ﷺ کا دفاع ہو گا۔ اسی لیے ہی تو ان اصحاب نے جواب میں کہا کہ اگر خدانخواستہ رسول اللہ ﷺ شہید ہو بھی گئے ہیں تو ہم اب ان کے دین کے لیے لڑیں گے اور جب تک غلبہ اسلام نہیں ہو جاتا تب تک لڑتے رہیں گے۔ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمۃ ان کے اس جذبہ کی ترجمانی یوں فرماتے ہیں کہ:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

کہ پہلے تو مصطفیٰ ﷺ کے لیے جہاد کرو کہ اگر ہمارے رسول ﷺ سلامت رہے تو ہمہ دین یہی ہیں مطلب یہ کہ دین کے لیے نہیں روح دین یعنی رسول اللہ ﷺ کے لیے لڑو اور ان کا دفاع کرو اگر ان کا دفاع ہو گا تو دین خود بخود زندہ و تابندہ ہو جائے گا۔

میری قوم سے کہنا کہ لبیک یا رسول اللہ ﷺ کہتے رہیں:

نبی اکرم ﷺ پر جانثاری کی داستانوں میں حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داستان بھی ناقابلِ فراموش

۴-

عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ لِطَلَبِ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، وَقَالَ لِي "إِنْ رَأَيْتَهُ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تَجِدُكَ" قَالَ فَجَعَلْتُ أَطُوفُ بَيْنَ الْقَتْلَى فَأَصَبْتُهُ وَهُوَ فِي آخِرِ رَمَقٍ، وَبِهِ سَبْعُونَ ضَرْبَةً مَا بَيْنَ طَعْنَةٍ بِرُمْحٍ، وَضَرْبَةٍ بِسَيْفٍ، وَرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ، فَقُلْتُ لَهُ يَا سَعْدُ، إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ لَكَ «أَخْبِرْنِي كَيْفَ تَجِدُكَ» قَالَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، قُلْ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ، أَجِدُ رِيحَ الْجَنَّةِ، وَقُلْ لِقَوْمِي الْأَنْصَارِ لَا عُذْرَ لَكُمْ عِنْدَ اللهِ إِنْ خُلِصَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(۱)

ترجمہ: حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے والد محترم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے اُحد کے دن حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالی عنہ کی خبر لینے کے لیے بھیجا اور مجھے فرمایا: کہ اگرتم ان کو دیکھو تو ان کو میری طرف سے سلام کہنا، اور ان سے کہنا کہ رسول اللہ ﷺ پوچھ رہے ہیں کہ تمہارا کیا حال ہے؟؟ (سبحان اللہ زہے نصیب) حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ میں احد کے مقتولوں میں گھومنے لگا (تا کہ حضرت سعد کا پتہ لگاؤ) تو مجھے حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ مل گئے جو اس وقت زندگی کے آخری کنارے پر تھے (اور شاید نبی اکرم ﷺ کے سلام کے منتظر تھے) آپ کو نیزوں، تلواروں، اور تیروں کے ستر زخم لگے ہوئے تھے۔ تو میں نے ان سے کہا اے سعد تم کو رسول اللہ ﷺ نے سلام فرمایا ہے، اور پوچھ رہے ہیں کہ تیرا کیا حال ہے؟؟ تو حضرت سعد نے عرض کی رسول اللہ ﷺ پر بھی سلام ہو اور تم پر بھی، نبی اکرم ﷺ کو میری طرف سے عرض کرنا کہ میں جنت کی خوشبو کو محسوس کر رہا ہوں، اور میری قوم

(۱)...(دلائل النبوۃ باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم أصحابہ علی القتال یوم أحد وثبوت من عصمۃ اللہ عزوجل...... ج3،ص248... المؤطا کتاب الجہاد، ج2،ص466،465،والسیر والمغازی 335،334،والسیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ج3،ص138... طبقات الکبری، ج3،ص524،523...تاریخ طبری، ج2،ص528...... مستدرک، ج3،ص201....وغیرہ ذلک فی کتب الکثیرۃ)

انصار سے یہ کہنا کہ اگر تم نے رسول اللہ ﷺ کو اکیلا چھوڑ دیا تو اللہ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔

ذرا غور فرمائیے:

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نہیں کہا کہ میں شہادت کو پا رہا ہوں میرے بال بچوں، والدین کا خیال رکھنا اس لیے کہ وہ ان تمام چیزوں کو تو پہلے ہی رسول اللہ ﷺ پر قربان کر چکے تھے، بلکہ اپنی قوم کو یہ فرمایا کہ میرے جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کو اکیلے نہ چھوڑ دینا بلکہ اپنی جانوں کی بازی لگا کر بھی ان کا دفاع کرتے رہنا اور لبیک، لبیک، یا رسول اللہ ﷺ کا نعرہ بلند رکھنا، اور وہ لوگوں کو یہ بھی بتا رہے تھے کہ میں تو آج دفاع رسول ﷺ میں اپنی جان دے چکا یہ نہ سمجھنا کہ میں اس دنیا سے چلا گیا بلکہ جب بھی کوئی رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں اپنی جان کی بازی لگائے گا تو لوگوں میں میرے تذکرے ضرور ہوں گے:

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی

سبحان اللہ میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تم واقعی ہی یکتا زمانہ ہو۔

سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی ایمان افروز داستان:

اسی سے ملتا جلتا واقعہ حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو کہ حضرت انس کے چچا ہیں) کا بھی ہے چنانچہ روایت ہے:

عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ قَالَ أَنَسٌ »عَمِّيَ الَّذِي سُمِّيتُ بِهِ لَمْ يَشْهَدْ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا« ، قَالَ " فَشَقَّ عَلَيْهِ، قَالَ أَوَّلُ مَشْهَدٍ شَهِدَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُيِّبْتُ عَنْهُ، وَإِنْ أَرَانِيَ اللهُ مَشْهَدًا فِيمَا بَعْدُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَرَانِي اللهُ مَا أَصْنَعُ، " قَالَ »فَهَابَ أَنْ يَقُولَ غَيْرَهَا« ، قَالَ »فَشَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ« ، قَالَ فَاسْتَقْبَلَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، فَقَالَ لَهُ أَنَسٌ يَا أَبَا عَمْرٍو، أَيْنَ فَقَالَ وَاهًا لِرِيحِ الْجَنَّةِ أَجِدُهُ دُونَ أُحُدٍ، قَالَ »فَقَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ« ، قَالَ »فَوُجِدَ فِي جَسَدِهِ بِضْعٌ وَثَمَانُونَ مِنْ بَيْنِ ضَرْبَةٍ وَطَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ« ، قَالَ " فَقَالَتْ أُخْتُهُ - عَمَّتِيَ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ النَّضْرِ - فَمَا عَرَفْتُ

أَخِي إِلَّا بِبَنَانِهِ، وَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا الأحزاب 23 "، قَالَ »فَكَانُوا يُرَوْنَ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَصْحَابِهِ«(۱)

ترجمہ: حضرت ثابت (رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ) سے روایت ہے کہ حضرت انس (رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ) نے کہا میرے اس چچا نے کہا جن کے نام پر میرا نام رکھا گیا اور وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے جس کا انہیں بہت افسوس تھا کہ یہ وہ معرکہ تھا جس میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو شریک تھے لیکن میں غیر حاضر تھا ہاں اگر اللہ نے مجھے اس کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہمراہی میں کوئی معرکہ دکھایا تو اللہ دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں تو وہ اس کے علاوہ کوئی کلمات کہنے سے ڈرے پس وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ غزوہ احد میں شریک ہوئے تو حضرت انس (رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ) نے حضرت سعد بن معاذ (رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ) سے کہا اے ابو عمرو کہاں جا رہے ہو مجھے تو احد کی طرف سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے پھر وہ کفار سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور ان کے جسم میں نیزوں اور تیروں کے اسی سے زیادہ زخم پائے گئے اور ان کی بہن میری پھوپھی ربیع بنت نضر نے کہا کہ میں اپنے بھائی کو صرف ان کے پوروں سے ہی پہچان سکی اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی مسلمانوں میں سے بعض وہ آدمی ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچا کر دکھایا ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر کو پورا کیا اور بعض وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنے وعدہ میں کوئی ردو بدل نہ کیا صحابہ کرام گمان کرتے تھے کہ یہ آیت حضرت انس (رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ) اور ان کے ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

حضرت عباس، خارجہ اور اوس بن ارقم رضی اللہ عنہم کا نعرہ:

وكان عباس بن عبادة بن نضلة- بالنون والضاد المعجمة- وخارجة بن زيد، وأوس ابن أرقم، يرفعون أصواتهم، فيقول عباس يا معشر المسلمين الله ونبيّكم، هذا الذى أصابكم

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب الجهاد باب قول الله :: {رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا} .... صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب ثبوت الجنة للشهيد، رقم: 148)

بمعصية نبيّكم، فوعدكم النصر ما صبرتم، ثم نزع مغفرة وخلع درعه، وقال لخارجة بن زيد هل لك فيها قال لا، أنا أريد الذى تريد، فخالطوا القوم جميعا، وعباس يقول ماعذرنا عند ربّنا إن أصيب رسول الله صلى الله عليه وسلم، ومنّا عين تطرف فيقول خارجة لاعذر لنا عند ربّنا ولا حجّة.(۱)

ترجمہ: حضرت عباس بن عبادہ، خارجہ بن زید، اور اوس بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آوازوں کو بلند کرتے ہوئے میدان میں نکلے حضرت عباس بن عبادہ کہہ رہے تھے" اے مسلمانوں کے گروہ اللہ کی قسم یہ مصیبت تم کو اس پہنچی ہے کہ تم نے اپنے نبی ﷺ کی نافرمانی کی ہے انہوں نے تم سے نصرت کا وعدہ کیا تھا جب تک صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو۔

پھر انہوں نے اپنا خود اور زرہ اتار کر حضرت خارجہ کو کہا کیا تم کو اس کی ضرورت ہے؟؟ انہوں نے کہا نہیں میں بھی اس چیز کی تمنا کرتا ہوں جس کی تم تمنا کرتے ہو (یعنی رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں شہادت کا متمنی ہوں) پس وہ تینوں نکلے اور دشمن کی صفوں میں گھس کر ان کو کاٹنے لگے اور حضرت عباس بن عبادہ فرمارہے تھے کہ:

"اگر ہم میں سے کوئی آنکھ جھپک رہی ہو اور پھر رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچے تو ہم اپنے رب کی بارگاہ میں کوئی عذر پیش نہیں کرسکیں گے۔ ان کا یہ قول سن کر حضرت خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کہا کہ ہاں بے شک ہمارے پاس کوئی عذر نہ ہوگا۔"

سمجھتے تھے کہ آنے والا ہے روزِ حساب آخر　　　خدا کے سامنے دیں گے بھلا ہم کیا جواب آخر

اور ہاں اگر رسول اللہ ﷺ نے ہی بروز قیامت یہ کہہ دیا کہ:

لست منی گویدت مولائے ما

وائے ما، وائے ما، وائے ما

اگر رسول اللہ ﷺ نے یہ فرما یا دیا کہ تیرا مجھ سے کوئی تعلق نہیں تو یہ سن کر ہم اس کے سوا اور کیا کرسکتے ہیں کہ ہم پر

(۱)...(سبل الهدى والرشاد فى سيرة خير العباد، وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله فى المبدأ والمعاد. المؤلف: محمد بن يوسف الصالحي الشامي (المتوفى: 942هـ). تحقيق وتعليق: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، الشيخ على محمد معوض. الناشر: دار الكتب العلمية بيروت-لبنان. الطبعة: الأولى 1414هـ-1993م. باب ذكر رجوع بعض المسلمين بعد توليهم إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم. 4، ص207)

افسوس، ہم پر افسوس، ہم پر افسوس!

انصار کی عورتوں کا عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ حَاصَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ حَيْصَةً وَقَالُوا قُتِلَ مُحَمَّدٌ حَتَّى كَثُرَتِ الصَّوَارِخُ فِي نَوَاحِي الْمَدِينَةِ فَخَرَجَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَاسْتُقْبِلَتْ بِأَخِيهَا وَابْنِهَا وَزَوْجِهَا وَأَبِيهَا لَا أَدْرِي بِأَيِّهِمُ اسْتُقْبِلَتْ أَوَّلًا فَلَمَّا مَرَّتْ عَلَى آخِرِهِمْ قَالَتْ »مَنْ هَذَا« قَالُوا أَخُوكِ وَأَبُوكِ وَزَوْجُكِ وَابْنُكِ قَالَتْ مَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ« فَيَقُولُونَ أَمَامَكِ حَتَّى ذَهَبَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَتْ بِنَاحِيَةِ ثَوْبِهِ ثُمَّ جَعَلَتْ تَقُولُ »بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ لَا أُبَالِي إِذَا سَلِمْتَ مَنْ عَطِبَ« (۱)

ترجمہ: حضرتِ سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن اہلِ مدینہ میں کھلبلی مچ گئی اور مدینہ منورہ "زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَّتَعْظِيمًا" میں ہر طرف سے آوازیں بلند ہونے لگیں کہ حضور نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شہید کر دیئے گئے۔ چنانچہ، انصار کی ایک عورت نکلی، اس نے اپنے بھائی، بیٹے، خاوند اور والد کی لاشیں دیکھیں (جو شہید ہو چکے تھے) لیکن وہ نہ جانتی تھی کہ پہلے کس کے پاس سے گزرے جب آخری شہید کے پاس سے گزری تو پوچھا: ''یہ کون ہیں؟'' لوگوں نے بتایا: ''یہ تیرا بھائی، والد، تیرا شوہر اور تیرا بیٹا ہے۔'' اس نے کہا: ''جانِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کس حال میں ہیں؟'' صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے بتایا: ''حضور صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سامنے (کی جانب) ہیں۔'' چنانچہ، انصاریہ صحابیہ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہا رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس پہنچیں اور دامن مبارک پکڑ کر عرض کرنے لگیں: ''یا رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ سلامت ہیں تو مجھے

---

(۱)...(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، المؤلف: أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى: 430هـ)، الناشر: السعادة- بجوار محافظة مصر، 1394هـ-1974م، ثم صورتها عدة دور منها 1- دار الكتاب العربي- بيروت 2- دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت 3- دار الكتب العلمية- بيروت (طبعة 1409هـ بدون تحقيق ج2، ص71 ..... السيرة النبوية لابن هشام، غزوة احد ص۳۲ ... المعجم الاوسط، ج7، ص280 .... مجمع البحرين، ج5، ص106 .... مجمع الزوائد ج6، ص115 .... دلائل النبوة ج3، ص301 ... تاريخ الطبري ج2، ص533)

کسی کی پرواہ نہیں۔''

وہ مائیں جن کی آغوشوں نے پہلے شیر نر پالے | رضا کاری سے پھر اسلام پر قربان کر ڈالے
پدر، شوہر، برادر، پسر، سب اسلام پر قرباں | خوشی سے کر دیئے تھے سب خیر الانام پر قرباں
نہ رشتہ اور نہ کوئی ماننا مطلوب تھی ان کو | وجود پاک ہادی کی بقا مطلوب تھی ان کو

پھر جب لوگوں سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا:

یہاں آؤ، یہاں موجود وہ فخرِ امامت ہے | ہماری زندگی کا آسرا زندہ سلامت ہے

اس عورت نے اگرا پنے باپ، شوہر، بھائی، اور بیٹے کی لاشیں دیکھی تھیں لیکن اس کو اس وقت صرف نبی اکرم ﷺ کی فکر تھی اس لیے ہی تو اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ سلامت ہیں تو مجھے کچھ پرواہ نہیں۔سوال یہ ہے کہ اس کو کس نے بتایا کہ ہر چیز کو قربان کر کے نبی اکرم ﷺ کا دفاع کیا جاتا ہے؟؟؟۔سوچیے!

بعض روایات میں یوں آیا ہے اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ یہ دو علیحدہ علیحدہ عورتوں کے واقعات ہوں:

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ كَانَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي دُبَيَانَ فَقَدْ أُصِيبَ زَوْجُهَا وَأَخُوهَا يَوْمَ أُحُدٍ، فَلَمَّا نُعُوا لَهَا، قَالَتْ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا خَيْرًا يَا أُمَّ فُلَانٍ، فَقَالَتْ أَرُونِيهِ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَأَشَارُوا لَهَا إِلَيْهِ حَتَّى إِذَا رَأَتْهُ قَالَتْ كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ (۱)

ترجمہ: حضرت اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت (جو کہ قبیلہ بنی ذبیان کی تھی اور ایک روایت میں کہ اس کا تعلق بنی دینار سے تھا واللہ اعلم) اس کے شوہر اور بھائی اُحد میں شہید ہو گئے جب ان کی خبر دی گئی تو فرمایا یا رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ تو لوگوں نے کہا وہ خیریت سے ہیں اس نے کہا مجھے دکھاؤ میں ان کو دیکھنا چاہتی ہوں تو لوگوں نے اس عورت کے لیے نبی اکرم ﷺ کی طرف اشارہ کیا (کہ وہ ہیں جانِ جہاں) جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو عرض کی کہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہر مصیبت ہیچ ہے۔

---

(۱)...((الشفاء بتعريف حقوق المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم، الباب الثاني ج۲،ص42....رواه ابن هشام في السيرة (3: 42-43)، ونقله ابن كثير في التاريخ (4: 47)، دلائل النبوة للبيهقي، ج3،ص301،العلمية)

بڑھ کر اس نے رخِ اقدس کو جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہیں سب رنج و الم
میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

دفاعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پانچ سرفروشوں کی داستان:

وقال ابن إسحاق أن رسول الله صلى الله عليه وسلم حين غشيه القوم قال »من رجل يشري لنا نفسه« فقام زياد بن السكن في خمسة من الأنصار۔ وبعض الناس يقول إنما هو عمارة بن يزيد بن السّكن۔، فقاتلوا دون رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا رجلا يقتلون دونه، حتى كان آخرهم زيادا أو عمارة، فقاتل حتى أثبتته الجراحة، ثم فاءت فئة من المسلمين فأجهضوهم عنه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم »أدنوه منّي« ، فأدنوه منه فوسّده قدمه، فمات وخدّه على قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم، وبه أربع عشرة جراحة(۱)

امام ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار نے گھیر لیا تو فرمایا: کون شخص ہمارے لیے اپنی جان کا سودا کرے گا؟؟ تو زیاد بن سکن جو کہ پانچ انصار صحابہ میں سے تھے کھڑے ہوئے اور بعض سیرت نگاروں نے کہا ہے کہ ان کے بھتیجے حضرت عمارہ بن یزید بن سکن کھڑے ہوئے، اور مشرکین سے لڑنا شروع کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفاع میں ان میں سے ہر آدمی لڑتا رہا یہاں تک کہ ان میں سے آخری زیاد یا عمارہ رہ گئے تو آپ بہت بہادری کے ساتھ لڑے یہاں تک کہ آپ کا جسم زخموں سے چور چور ہو گیا لیکن دفاعِ رسول میں پھر بھی یہ جانثار صحابی چٹان بنے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کسی کو پہنچنے نہ دیا، پھر مسلمانوں کی ایک جماعت آئی تو کفار بھاگ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس (زیاد یا پھر عمارہ) کو میرے قریب لاؤ انہیں اپنے آقا کے قریب لایا گیا تو

(۱)...(سبل الهدى والرشاد ذكر تعظيم اجر رسول الله ﷺ....ج4،ص203)

انہوں نے حضور کے قدموں پر اپنے رخسار رکھ دیئے اور اسی حالت میں جان جانِ آفرین کے حوالہ کر دی

ان کے جسم پر چودہ کاری زخم موجود تھے۔

ہوا ارشاد کون اپنے نبی پر جان دیتا ہے؟ — بشارت باغِ جنت کی علی الاعلان لیتا ہے؟
زیاد ابن سکن آگے بڑھے اور پانچ انصاری — صلہ پا کر صلائن کر دلوں پر وجد تھا طاری
شہادت گاہ پر آنکھیں تصور آسمانوں پر — صداقت قلب میں لبیک کے نعرے زبانوں پر
اگرچہ جان قربان ہوگئی ہر ایک دلاور کی — صفیں لیکن اُلٹ ڈالیں ہجومِ حملہ آور کی
زیاد ابن سکن میں ایک ذرا سی جان باقی تھی — تمنائے شہادت تشنہ دیدار باقی تھی
اُٹھا لائے شہیدِ ناز کو ایمائے ہادی پر — مقدر جاگ اٹھا جب رکھ دیا سر پائے ہادی پر
کوئی دیکھے تو یہ اعزاز شیدائے محمد کا — کہ خوابِ ناز کو تکیہ ملا پائے محمد کا

ملائکہ کرام اور دفاعِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ماقبل میں ہم نے بتایا کہ جب ابو جہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ میں نماز میں مشغول تھے نقصان پہنچانے کے ارادہ سے آگے بڑھا تو فوراً الٹے پاؤں لوٹ آیا اور اپنے ہاتھوں سے اپنا بچاؤ کر رہا تھا، لوگوں نے اس سے پوچھا: اے ابوالحکم! کیا ہوا، کیوں واپس آ گئے؟ اس نے کہا: میرے اور ان کے درمیان آگ کی خندق ہے اور اس میں ہولناک چیزیں ہیں، پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اگر یہ ذرا بھی میرے قریب آتا تو فرشتے اس پر جھپٹ پڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔(۱)

اسی طرح امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی (التوفی: 942ھ) نے سبل الہدیٰ میں یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ:

عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه قال رأيت عن يمين رسول الله صلى الله عليه وسلم

---

(۱)...(أخرجه مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب تاب قوله: ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَىٰ أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَىٰ﴾ (2797) (38)، إسناده صحيح على شرط مسلم، والنسائي في الملائكة من "الكبرى" كما في "تحفة الأشراف" 92/10، وأبو عوانة في المعصف كما في "إتحاف المهرة" 5/ورقة 185، وابن حبان (6571)، وأبو نعيم في "دلائل النبوة" (158)، والبيهقي في "دلائل النبوة" 189/2، والبغوي في "معالم التنزيل" 4/507-508 من طرق عن معتمر بن سليمان بهذا الإسناد، وأخرجه الطبري في "تفسيره" 256/30 عن محمد بن عبد الأعلى، عن محمد بن ثور، عن أبيه ثور، عن نعيم بن أبي هند به، وفي الباب عن ابن عباس، سلف مختصراً دون ذكر الآيات في آخره برقم (2225) (الوسيط ج، ص 529 دار الكتب العلمية، بيروت، 1415ه)

وعن شماله يوم أحد رجلين عليهما ثياب بيض يقاتلان عنه كأشد القتال، وما رأيتهما قبل ولا بعد، يعني جبريل وميكائيل.(١)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دائیں اور بائیں دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا جن کا لباس بہت سفید تھا اور وہ بہت شجاعت کے ساتھ لڑ رہے تھے میں نے ان کو نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں یعنی حضرت جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام۔

اگر یہ دونوں مقرب فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لیے آتے تو یہ کہیں اور بھی لڑ سکتے تھے لیکن حضور ﷺ کے دائیں بائیں لڑنا اور ان تک دشمن کو نہ پہنچنے دینا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ صرف رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرنے کے لیے آئے تھے۔

خود امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی (المتوفی: 942ھ) آگے فرماتے ہیں کہ:

روى مجاهد، قال لم تقاتل الملائكة إلا يوم بدر. قال البيهقي مراده لم يقاتلوا يوم أحد عن القوم حين عصوا رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولم يصبروا على ما أمرهم به.(٢)

ترجمہ: امام مجاہد سے مروی ہے کہ فرشتے بدر کے دن کے علاوہ نہیں لڑے امام بیہقی فرماتے ہیں کہ امام مجاہد کی مراد یہ ہے کہ ملائکہ کرام احد کے دن قوم کی طرف سے نہیں لڑے تھے (بلکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اور آپ کے دفاع میں لڑے تھے) اس لیے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم عدولی کی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے جس کا انہیں حکم دیا تھا اس پر انہوں نے صبر نہیں کیا تھا۔

دفاعِ ناموس رسول ﷺ میں صحابہ کرام کی دیگر داستانیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دفاع رسول اللہ ﷺ:

بدر کی شکست سے مشرکین کی آتش انتقام اور تیز ہوگئی اور وہ مسلمانوں سے بدلہ لینے کے لیے طرح طرح کے منصوبے سوچنے لگے، ایک دن عمیر اور سرخیل مشرکین صفوان بن امیہ آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے

---

(١)...(سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله في المبدأ والمعاد. المؤلف: محمد بن يوسف الصالحي الشامي (المتوفى: 942هـ) تحقيق وتعليق: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، الشيخ علي محمد معوض. الناشر: دار الكتب العلمية بيروت - لبنان. الطبعة: الأولى، 1414هـ - 1993م. ج4، ص205)

(٢)...(المرجع السابق)

تھے، صفوان نے کہا بدر کے مقتولین کے بعد زندگی بے مزہ ہوگئی، عمیر نے کہا بالکل سچ ہے، واللہ لطف زندگی جاتا رہا، اگر مجھ پر قرض اور اہل وعیال کی پرورش کا بار نہ ہوتا تو میں محمد ﷺ کے قتل کی کوشش کرتا، صفوان یہ سن کر پھولا نہ سمایا، بولا یہ کونسی بڑی بات ہے، تمہارے قرض کی ادائیگی کا میں ذمہ لیتا ہوں اور جس طریقہ سے میں اپنے اہل وعیال کی پرورش کرتا ہوں اسی طرح تمہارے اہل وعیال کی پرورش بھی کروں گا اور عمیر کے لیے ضروری سامان سفر مہیا کر دیا، اس میں ایک سم آلود تلوار بھی تھی اور عمیر یہ ہدایت کر کے کہ ابھی کچھ دنوں میرے حالات پوشیدہ رکھنا مدینہ پہنچے اور مسجد نبوی ﷺ کے دروازہ پر سواری کھڑی کر کے تلوار لیے ہوئے سیدھے آنحضرت ﷺ کی طرف چلے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ رہے تھے، وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! عمیر کو کسی قیمت پر امان نہ دیجئے گا، فرمایا اچھا ان کو لے آؤ، عمر چند اشخاص کو آنحضرت ﷺ کی حفاظت کے لیے متعین کر کے خود عمیر کو لانے چلے گئے، وہ تلوار لیے ہوئے داخل ہوئے، اس وقت آنحضرت ﷺ نے عمر کو ہٹا دیا، عمیر نے سلام علیک کی جگہ "اتعموا صباحا" جاہلیت کا سلام کیا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اللہ عزوجل نے تمہارے طریقہ تحیہ سے ہم کو مستغنی کر دیا اور ہمارا طریقہ تحیہ سلام متعین کیا ہے، پھر پوچھا کیسے آنا ہوا، عمیر نے کہا اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لیے، آخر تم بھی تو ہمارے ہی ہم قبیلہ اور ہم خاندان ہو، آنحضرت ﷺ نے پوچھا، یہ تلوار کیسی گلے میں آویزاں ہے، کہا ان تلواروں کا برا ہو، یہ ہمارے کس کام آئیں، اترتے وقت گلے سے نکالنا بھول گیا تھا، اس لیے لٹکی رہ گئی، پھر آنحضرت ﷺ نے پوچھا، سچ سچ بتاؤ تم کس ارادہ سے آئے ہو، کہا صرف قیدیوں کو چھڑانے کے لیے، فرمایا تم نے صفوان سے کیا شرط کی تھی، اس سوال پر عمیر بہت گھبرائے اور کہا میں نے کیا شرط کی تھی، فرمایا ان ان شرائط کے ساتھ تم نے قتل کا وعدہ کیا تھا۔

یہ سنتے ہی حالت بدل گئی جس زبان سے آنحضرت ﷺ کے قتل کا عہد کر کے آئے تھے، اسی زبان سے بے اختیار " انک رسول اللہ واشھد ان لا الہ الا اللہ " نکل گیا، قبول اسلام کے بعد آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ اپنے بھائی کو آرام پہنچاؤ اور ان کے قیدی چھوڑ دو، چنانچہ وہب کو بغیر فدیہ کے رہا

کر دیا گیا۔(۱)

اور ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ:

فَقَالَ عُمَرُ لَقَدْ قَدِمَ وَإِنَّهُ لَأَبْغَضُ إِلَيَّ مِنَ الْخِنْزِيرِ ثُمَّ رَجَعَ وَهُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ بَعْضِ وَلَدِي (۲)

ترجمہ: کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب عمیر آیا تھا تو میرے نزدیک خنزیر سے بھی بدتر تھا جب وہ چلے تو مجھے میری اولاد سے بھی زیادہ محبوب تھے۔

اس حدیث میں کتنی ہی نبوت کی نشانیاں ہیں جنہوں نے حضرت عمیر کو اسلام پر ابھارہ، اس لیے کہ یہ معاملہ سوائے صفوان اور حضرت عمیر کے کوئی نہیں جانتا تھا، پھر نبی اکرم ﷺ کا اس کے ساتھ برتاؤ کہ یہ کہنا کہ مسلمانو! یہ تمہارا بھائی ہے، اور پھر ان کے قیدیوں کو چھوڑ دینا یہ تمام باتیں حضرت عمیر کے دل میں اسلام کو راسخ کر چکی تھی، اسی لیے انہوں نے مکہ میں اسلام کی اشاعت کی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں خلق کثیر حلقہ اسلام میں داخل ہوئی۔

پھر دوسری روایت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کہنا کہ یہ میرے نزدیک خنزیر سے بھی بدتر تھا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفاع رسول اللہ ﷺ کے جذبہ سے سرشار تھے اور اسی جذبہ میں اس کو خنزیر سے بدتر کہا گستاخانِ رسول کے ساتھ نرم برتاؤ کرنے والوں سے سوال ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا ہو گیا تھا کہ دشمن رسول ﷺ کو خنزیر کہہ دیا؟؟۔

تو میں ابھی اپنی تلوار سے تیرا سر اڑا دیتا:

عن عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَّامٍ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمَّا أَرَادَ هُدَى زَيْدِ بْنِ سَعْنَةَ قَالَ زَيْدُ بْنُ سَعْنَةَ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ شيءٌ إِلَّا وَقَدْ عَرَفْتُهَا فِي وَجْهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ

(۱)...(المعجم الكبير. المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360ھ) المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي. دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة. الطبعة: الثانية، عمير بن وهب الجمحي، ج17، ص58.......... لاصابہ فی تمییز الصحابہ 36/5 مؤلف: ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی ناشر: دار الکتب العلمیہ - بیروت........ الطبقات الکبیر جلد4، ق اول: 147،142 مؤلف: محمد بن سعد بن منیع الزہری ناشر: مکتبہ الخانجی - القاہرۃ......... فتوح البلدان 220 مؤلف: احمد بن یحیی بن جابر بن داود البلاذری ناشر: مکتبہ الہلال بیروت)

(۲)...(المعجم الكبير. المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360ھ) المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي. دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة. الطبعة: الثانية، عمير بن وهب الجمحي، ج17، ص61)

نَظَرْتُ إِلَيْهِ إِلَّا اثْنَتَيْنِ لَمْ أَخْبُرْهُمَا مِنْهُ يَسْبِقُ حِلْمُهُ جَهْلَهُ وَلَا يَزِيدُهُ شِدَّةُ الْجَهْلِ عَلَيْهِ إِلَّا حِلْمًا فَكُنْتُ أَتَلَطَّفُ لَهُ لِأَنْ أُخَالِطَهُ فَأَعْرِفَ حِلْمَهُ وَجَهْلَهُ قَالَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحُجُرَاتِ وَمَعَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَأَتَاهُ رَجُلٌ عَلَى رَاحِلَتِهِ كَالْبَدَوِيِّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ قَرْيَةُ بَنِي فُلَانٍ قَدْ أَسْلَمُوا وَدَخَلُوا فِي الْإِسْلَامِ وَكُنْتُ أَخْبَرْتُهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ أَسْلَمُوا أَتَاهُمُ الرِّزْقُ رَغَدًا وَقَدْ أَصَابَهُمْ شِدَّةٌ وَقَحْطٌ مِنَ الْغَيْثِ وَأَنَا أَخْشَى يَا رَسُولَ اللهِ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ الْإِسْلَامِ طَمَعًا كَمَا دَخَلُوا فِيهِ طَمَعًا فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُرْسِلَ إِلَيْهِمْ مَنْ يُغِيثُهُمْ بِهِ فَعَلْتَ قَالَ فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ جَانِبَهُ أُرَاهُ عُمَرَ فَقَالَ مَا بَقِيَ مِنْهُ شَيْءٌ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ زَيْدُ بْنُ سَعْنَةَ فَدَنَوْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ يَا مُحَمَّدُ هَلْ لَكَ أَنْ تَبِيعَنِي تَمْرًا مَعْلُومًا مِنْ حَائِطِ بَنِي فُلَانٍ إِلَى أَجَلِ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ "لَا يَا يَهُودِيُّ وَلَكِنْ أَبِيعُكَ تَمْرًا مَعْلُومًا إِلَى أَجَلِ كَذَا وَكَذَا وَلَا أُسَمِّي حَائِطَ بَنِي فُلَانٍ" قُلْتُ نَعَمْ فَبَايَعَنِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطْلَقْتُ هِمْيَانِي فَأَعْطَيْتُهُ ثَمَانِينَ مِثْقَالًا مِنْ ذَهَبٍ فِي تَمْرٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلِ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَأَعْطَاهَا الرَّجُلَ وَقَالَ "اعْجَلْ عَلَيْهِمْ وَأَغِثْهُمْ بِهَا" قَالَ زَيْدُ بْنُ سَعْنَةَ فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ مَحِلِّ الْأَجَلِ بِيَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَنَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ دَنَا مِنْ جِدَارٍ فَجَلَسَ إِلَيْهِ فَأَخَذْتُ بِمَجَامِعِ قَمِيصِهِ وَنَظَرْتُ إِلَيْهِ بِوَجْهٍ غَلِيظٍ ثُمَّ قُلْتُ أَلَا تَقْضِينِي يَا مُحَمَّدُ حَقِّي فَوَاللهِ مَا عَلِمْتُكُمْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بِمُطْلٍ وَلَقَدْ كَانَ لِي بِمُخَالَطَتِكُمْ عِلْمٌ قَالَ وَنَظَرْتُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَيْنَاهُ تَدُورَانِ فِي وَجْهِهِ كَالْفَلَكِ الْمُسْتَدِيرِ ثُمَّ رَمَانِي بِبَصَرِهِ وَقَالَ أَيْ عَدُوَّ اللهِ أَتَقُولُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَسْمَعُ وَتَفْعَلُ بِهِ مَا أَرَى فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَوْلَا مَا أُحَاذِرُ فَوْتَهُ لَضَرَبْتُ بِسَيْفِي هَذَا عُنُقَكَ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى عُمَرَ فِي سُكُونٍ وَتُؤَدَةٍ ثُمَّ قَالَ "إِنَّا كُنَّا أَحْوَجَ إِلَى غَيْرِ هَذَا مِنْكَ يَا عُمَرُ أَنْ تَأْمُرَنِي بِحُسْنِ الْأَدَاءِ وَتَأْمُرَهُ بِحُسْنِ التِّبَاعَةِ اذْهَبْ بِهِ يَا عُمَرُ فَاقْضِهِ

حَقَّهُ وَزِدْهُ عِشْرِينَ صَاعًا مِنْ غَيْرِهِ مَكَانَ مَا رُعْتَهُ" قَالَ زَيْدٌ فَذَهَبَ بِي عُمَرُ فَقَضَانِي حَقِّي وَزَادَنِي عِشْرِينَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذِهِ الزِّيَادَةُ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَزِيدَكَ مَكَانَ مَا رُعْتُكَ فَقُلْتُ أَتَعْرِفُنِي يَا عُمَرُ قَالَ لَا فَمَنْ أَنْتَ قُلْتُ أَنَا زَيْدُ بْنُ سَعْنَةَ قَالَ الْحَبْرُ قُلْتُ نَعَمِ الْحَبْرُ قَالَ فَمَا دَعَاكَ أَنْ تَقُولَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قُلْتَ وَتَفْعَلُ بِهِ مَا فَعَلْتَ فَقُلْتُ يَا عُمَرُ كُلُّ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ قَدْ عَرَفْتُهَا فِي وَجْهِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ نَظَرْتُ إِلَيْهِ إِلَّا اثْنَتَيْنِ لَمْ أَخْتَبِرْهُمَا مِنْهُ يَسْبِقُ حِلْمُهُ جَهْلَهُ وَلَا يَزِيدُهُ شِدَّةُ الْجَهْلِ عَلَيْهِ إِلَّا حِلْمًا فَقَدِ اخْتَبَرْتُهُمَا فَأُشْهِدُكَ يَا عُمَرُ أَنِّي قَدْ رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَأُشْهِدُكَ أَنَّ شَطْرَ مَالِي۔ فَإِنِّي أَكْثَرُهَا مَالًا۔ صَدَقَةٌ عَلَى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ أَوْ عَلَى بَعْضِهِمْ فَإِنَّكَ لَا تَسَعُهُمْ كُلَّهُمْ قُلْتُ أَوْ عَلَى بَعْضِهِمْ فَرَجَعَ عُمَرُ وَزَيْدٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال زَيْدٌ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآمَنَ بِهِ وَصَدَّقَهُ وَشَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشَاهِدَ كَثِيرَةً ثُمَّ تُوُفِّيَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ مُقْبِلًا غَيْرَ مدبرا (۱)

ترجمہ: چنانچہ حضرت عبداللہ بن سلام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے زید بن سعنہ کی ہدایت کا ارادہ فرمایا تو زید بن سعنہ نے کہا: میں نے جب حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رُخِ انور کی زیارت کی تو اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں نبوت کی تمام علامات پہچان لیں، البتہ دو

(۱)...((مستدرک، کتاب معرفة الصحابة رضی الله تعالی عنهم، ذکر اسلام زید بن سعنة... الخ، ۳/۶۹۲، الحدیث: ۶۶۰۶....وأخرجه أبو نعیم الأصبهانی فی "دلائل النبوة" برقم "48". والبیهقی فی "دلائل النبوة" 6/278-280 من طریق الحسن بن سفیان، به. وأخرجه الحاکم 3/604، 605. والطبرانی فی "الکبیر" "5147" من طریق أحمد بن علی الأبار. والبیهقی 6/278-280 من طریق خشنام بن بشر، وأبو الشیخ ص 81 من طریق الحسن بن محمد عن أبی زرعة، ثلاثتهم عن محمد بن المتوکل، به. وأخرجه الطبرانی فی "الکبیر" "5147". وأبو الشیخ فی "أخلاق النبی" ص 81 من طریقین عن عبد الوهاب بن نجدة الحوطی - وهو ثقة - عن الولید بن مسلم، بهذا الإسناد. وأخرجه مختصراً ابن ماجة "2281" فی التجارات: باب السلف فی کیل معلوم ووزن معلوم إلی أجل معلوم، من طریق یعقوب بن حمید بن کاس، عن الولید بن مسلم، بهذا الإسناد. ویعقوب متابع ثانٍ لابن أبی السری. وصححه الحاکم، فتعقّبه الذهبی بقوله: ما أنکره وأرکّه، لا سیما قوله: "مقبلاً غیر مدبر" فإنه لم یکن فی غزوة تبوک قتال. وقال الحافظ المزی فی "التهذیب" 7/243-247: هذا حدیث حسن مشهور فی "دلائل النبوة".

علامتیں ایسی تھیں جن کی مجھے خبر نہ تھی (کہ وہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں ہیں یا نہیں) ایک یہ کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حلم آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غضب پر سبقت لے جاتا ہے اور دوسری یہ کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جتنا زیادہ جہالت کا برتاؤ کیا جائے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حلم اتنا ہی بڑھتا چلا جائے گا۔ میں موقع کی تلاش میں رہا تاکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حلم دیکھ سکوں۔ ایک دن نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تھے کہ دیہات کا ایک شخص اپنی سواری پر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: فلاں قبیلے کی بستی میں رہنے والے قحط اور خشک سالی کی مصیبت میں مبتلا ہیں ، میں نے ان سے کہا کہ اگر تم لوگ اسلام قبول کرلو تو تمہیں کثیر رزق ملے گا۔ انہوں نے اسلام قبول کرلیا ہے، یارسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، مجھے ڈر ہے کہ جس طرح وہ رزق ملنے کی امید پر اسلام میں داخل ہوئے کہیں وہ رزق نہ ملنے کی وجہ سے اسلام سے نکل نہ جائیں۔ اگر ممکن ہو تو ان کی طرف کوئی ایسی چیز بھیج دیں جس سے ان کی مدد ہو جائے۔ حضور پرنور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس شخص کی طرف دیکھا اور حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو دیکھا تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اس میں سے کچھ باقی نہیں بچا۔ زید بن سعنہ کہتے ہیں: میں حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب ہوا اور کہا: اے محمد! (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کیا آپ ایک مقررہ مدت تک فلاں قبیلے کے باغ کی معین مقدار میں کھجوریں مجھے بیچ سکتے ہیں؟ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ''اے یہودی! ایسے نہیں، میں ایک مقررہ مدت تک اور مُعَیَّن مقدار میں کھجوریں تمہیں بیچوں گا لیکن کسی باغ کو خاص نہیں کروں گا۔ زید بن سعنہ کہتے ہیں: میں نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ میں نے ایک مقررہ مدت تک معین مقدار میں کھجوروں کے بدلے 80 مثقال سونا حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دے دیا اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ سونا اس شخص کو دے کر فرمایا ''یہ سونا ان لوگوں کے درمیان تقسیم کردو اور اس کے ذریعے ان کی مدد کرو۔ زید بن سعنہ کہتے ہیں، جب وہ مدت پوری ہونے میں دو یا تین دن رہ گئے تو میں نے مسجد میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دامنِ اقدس پکڑ کر تیز نگاہ سے دیکھتے ہوئے یوں کہا: اے محمد! میرا حق ادا کرو۔

اے عبدالمطلب کے خاندان والو! تم سب کا یہی طریقہ ہے کہ تم لوگ ہمیشہ لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں دیر لگایا کرتے ہو اور ٹال مٹول کرنا تم لوگوں کی عادت بن چکی ہے۔ اس دوران میں نے حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف دیکھا تو ان کی آنکھیں ان کے چہرے پر گھوم رہی تھیں، انہوں نے جلال بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے مجھ سے فرمایا: اے دشمن خدا! کیا تم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ایسی بات اور ایسی حرکت کر رہے ہو! اس خدا کی قسم جس نے انہیں حق کے ساتھ بھیجا، اگر مجھے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا لحاظ نہ ہوتا تو میں ابھی اپنی تلوار سے تیرا سر اڑا دیتا۔ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پرسکون انداز میں حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف دیکھنے لگے اور مسکرائے، پھر ارشاد فرمایا ''ہم دونوں کو اس کے علاوہ چیز کی زیادہ ضرورت تھی کہ تم مجھے اچھے طریقے سے ادائیگی کا کہتے اور اسے اچھے انداز میں مطالبہ کرنے کا کہتے۔ اے عمر! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، تم اسے اس کا حق دے دو اور بیس صاع کھجوریں اس کے حق سے زیادہ دے دینا۔

زید بن سعنہ کہتے ہیں: (جب حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مجھے زیادہ کھجوریں دیں) تو میں نے کہا: اے عمر! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، مجھے زیادہ کھجوریں کیوں دی جا رہی ہیں؟ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ''مجھے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم دیا ہے کہ جو میں نے تمہیں ڈانٹا اس کے بدلے اتنی کھجوریں تمہیں زیادہ دے دوں۔ میں نے کہا: اے عمر! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، آپ جانتے ہیں کہ میں کون ہوں؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ''نہیں۔ میں نے کہا: میں یہودیوں کا عالم زید بن سعنہ ہوں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ''پھر تم نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، کو جو باتیں کہیں اور ان کے ساتھ جو حرکت کی وہ کیوں کی؟ میں نے کہا: میں نے حضور پرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرہ انور کی زیارت کرتے ہی آپ میں نبوت کی تمام علامات پہچان لی تھیں، البتہ ان دو علامتوں کو دیکھنا باقی تھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حلم آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غضب پر سبقت لے جاتا ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جتنا زیادہ جہالت کا برتاؤ کیا جائے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حلم اتنا ہی بڑھتا چلا جائے گا۔ بے شک میں نے یہ علامتیں بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں پا لی ہیں، تو اے عمر! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، آپ گواہ ہو جائیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد

مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نبی ہونے پر راضی ہوا۔ میں بہت مالدار ہوں، آپ گواہ ہو جائیں کہ میں نے اپنا آدھا مال تاجدار رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت پر صدقہ کر دیا۔ پھر حضرت زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سرکار دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لائے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے رہے یہاں تک کہ غزوہ تبوک میں جانثاری کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے خالق حقیقی کے ساتھ جا ملے۔

یارسول اللہ ﷺ نہ کہنے کی وجہ سے دھکا مارا؟؟:

عن ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ حِبْرٌ مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُودِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَادَ يُصْرَعُ مِنْهَا فَقَالَ لِمَ تَدْفَعُنِي؟ فَقُلْتُ أَلَا تَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ إِنَّمَا نَدْعُوهُ بِاسْمِهِ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »إِنَّ اسْمِي مُحَمَّدٌ الَّذِي سَمَّانِي بِهِ أَهْلِي« ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ جِئْتُ أَسْأَلُكَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »أَيَنْفَعُكَ شَيْءٌ إِنْ حَدَّثْتُكَ« قَالَ أَسْمَعُ بِأُذُنَيَّ، فَنَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُودٍ مَعَهُ، فَقَالَ »سَلْ« فَقَالَ الْيَهُودِيُّ أَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »هُمْ فِي الظُّلْمَةِ دُونَ الْجِسْرِ« قَالَ فَمَنْ أَوَّلُ النَّاسِ إِجَازَةً قَالَ »فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ« قَالَ الْيَهُودِيُّ فَمَا تُحْفَتُهُمْ حِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَالَ »زِيَادَةُ كَبِدِ النُّونِ« ، قَالَ فَمَا غِذَاؤُهُمْ عَلَى إِثْرِهَا قَالَ »يُنْحَرُ لَهُمْ ثَوْرُ الْجَنَّةِ الَّذِي كَانَ يَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِهَا« قَالَ فَمَا شَرَابُهُمْ عَلَيْهِ قَالَ »مِنْ عَيْنٍ فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا« قَالَ صَدَقْتَ قَالَ وَجِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ رَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ قَالَ »يَنْفَعُكَ إِنْ حَدَّثْتُكَ« قَالَ أَسْمَعُ بِأُذُنَيَّ قَالَ جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنِ الْوَلَدِ قَالَ »مَاءُ الرَّجُلِ

أَبْيَضُ، وَمَاءُ الْمَرْأَةِ أَصْفَرُ، فَإِذَا اجْتَمَعَا، فَعَلَا مَنِيُّ الرَّجُلِ مَنِيَّ الْمَرْأَةِ، أَذْكَرَا بِإِذْنِ اللهِ، وَإِذَا عَلَا مَنِيُّ الْمَرْأَةِ مَنِيَّ الرَّجُلِ، آنَثَا بِإِذْنِ اللهِ« قَالَ الْيَهُودِيُّ لَقَدْ صَدَقْتَ، وَإِنَّكَ لَنَبِيٌّ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَذَهَبَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »لَقَدْ سَأَلَنِي هَذَا عَنِ الَّذِي سَأَلَنِي عَنْهُ، وَمَا لِي عِلْمٌ بِشَيْءٍ مِنْهُ، حَتَّى أَتَانِيَ اللهُ بِهِ«(۱)

ترجمہ: حضرت ثوبان رسول اللہ ﷺ کے غلام فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ کھڑا ہوا تھا کہ یہودی علماء میں سے ایک عالم نے آکر" السلام علیک یا محمد" کہا تو میں نے اس کو دھکا دیا قریب تھا کہ وہ گر جاتا اس نے کہا آپ مجھے کیوں دھکا دیتے ہیں میں نے کہا تو نے یا رسول (ﷺ) نہیں کہا تو یہودی نے کہا ہم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اسی نام سے پکارتے ہیں جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر والوں نے رکھا تھا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میرا نام جو میرے گھر والوں نے رکھا ہے وہ محمد ہے، یہودی نے کہا کہ میں آپ سے کچھ پوچھنے آیا ہوں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے فرمایا اگر میں تجھ کو کچھ بیان کروں تو تجھے کچھ فائدہ ہوگا؟ اس نے کہا میں اپنے دونوں کانوں سے سنوں گا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے پاس موجود چھڑی سے زمین کرید رہے تھے تب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا پوچھ! یہودی نے کہا جس دن زمین وآسمان بدل جائیں گے تو لوگ کہاں ہوں گے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا وہ اندھیرے میں پل صراط کے پاس، اس نے کہا لوگوں میں سب سے پہلے اس پر سے گزرنے کی اجازت کس کو ہوگی آپ نے فرمایا فقراء مہاجرین کو، یہودی نے کہا جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کا تحفہ کیا ہوگا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا مچھلی کے جگر کا ٹکڑا، اس نے کہا اس کے بعد ان کی غذا کیا ہوگی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ان کے لئے جنت کا بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے اطراف میں چرا کرتا تھا، اس نے کہا اس پر ان کا پینا کیا ہوگا فرمایا ایک چشمہ ہے جس کو سلسبیل کہا جاتا ہے اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا اس نے کہا میں آیا تھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ایسی چیز کے بارے میں پوچھوں جسے زمین میں رہنے والوں میں نبی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا سوائے ایک دو

(۱)...(صحیح مسلم، کتاب الحیض، بَابُ بَيَانِ صِفَةِ مَنِيِّ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْوَلَدَ مَخْلُوقٌ مِنْ مَائِهِمَا رقم: 34)

آدمیوں کے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ میں تجھ کو بتلاؤں تو تجھے فائدہ ہوگا اس نے کہا میں توجہ سے سنوں گا، میں اسی لیے آیا تھا کہ بچے (کی پیدائش) کے بارے میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سوال کروں، فرمایا مرد کا نطفہ سفید اور عورت کا پانی زرد ہوتا ہے جب یہ دونوں پانی جمع ہوتے ہیں تو اگر مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہو جائے تو اللہ کے حکم سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آجائے تو بچی پیدا ہوتی ہے اللہ کے حکم سے، یہودی نے کہا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سچ فرمایا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے نبی ہیں پھر وہ پھرا اور چلا گیا تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اس نے جو کچھ مجھ سے سوال کیا ان میں سے کسی بات کا علم میرے پاس نہ تھا یہاں تک کہ اللہ نے مجھے اس کا علم عطا فرما دیا۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو کیوں دھکا دیا اس لیے کہ یہ یا رسول اللہ ﷺ، یا نبی اللہ نہیں کہتا تھا یا کم از کم اس سے اتنا بھی نہ ہوا کہ جس طرح یہودیوں کے عالم رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے یا ابو القاسم کہتے ایسا ہی کہہ دیتا، بلکہ نبی اکرم ﷺ کا نام لیتا تھا اور یہ اصحاب رسول اللہ کو گوارہ نہ تھا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو نام لے کر پکارنے سے منع فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (۱)

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

اور نبی اکرم ﷺ کا اس بات پر سکوت فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اس دفاع میں حضرت ثوبان کی موافقت کر رہے تھے۔ واللہ اعلم۔

میں مدد کروں گا:

عَنْ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ، قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِي، فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَمَا نَزَلَ الْحِجَابُ،

---

(۱)..﴿النور:۶۳﴾

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ جس کے نام کا قرعہ نکلتا، سفر میں وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاتی۔ چنانچہ ایک غزوہ کے موقع پر، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شرکت کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرعہ ڈلوایا اور میرا نام نکلا۔ اب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی۔ یہ واقعہ پردے کی آیت کے نازل ہونے کے بعد کا ہے......

آگے طویل حدیث ہے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ بھی فرماتی ہیں کہ:

فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَعْذَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ، قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ «يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، فَوَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا، وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي» فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا أَعْذِرُكَ مِنْهُ، إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ، وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ، (۱)

ترجمہ: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن (منبر پر) کھڑے ہو کر عبداللہ بن ابی ابن سلول کے بارے میں مدد چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک ایسے شخص کے بارے میں میری کون مدد

(): (صحیح بخاری. کتاب التفسیر. بَابُ {لَوْلاَ إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا} [النور: 12] إِلَى قَوْلِهِ: {الْكَاذِبُونَ} [النحل: 105]، رقم: 4750.... صحیح مسلم. کتاب التوبة. باب فی حدیث الافك وقبول توبة القاذف رقم: 58،56....إسناده صحیح علی شرط الشیخین. "مصنف" عبد الرزاق (9748) ومن طريقه أخرجه إسحاق بن راهويه في "مسنده" (1104). ومسلم (2770) (56). ويعقوب بن سفيان في "المعرفة والتاريخ" 393/1. وابن حبان (4212). والطبراني في "الكبير" 23/(133). واللالكائي في "أصول الاعتقاد" (2757). والبيهقي في "الدلائل" 4/72-73. وأخرجه مطولاً ومختصراً إسحاق بن راهويه (1103). والنسائي في "الكبرى" (11360) -وهو في "التفسير" (380)- والطبري في "تفسيره" 18/89-92 من طريق محمد بن ثور، عن معمر، به. وأخرجه مطولاً ومختصراً البخاري في "صحيحه" (2879) و (4025) و (4690) و (4750) و (6662) و (6679) و (7500) و (7545)، وعلّقه (2637). وفي "خلق أفعال العباد" ص52. ومسلم (2770) (56). والطحاوي في "شرح معاني الآثار" 4/383. وفي "شرح مشكل الآثار" (747). والطبراني في "الكبير" 23/ (134). والبيهقي في "السنن" 10/41. وفي "الدلائل" 4/64-72 من طريق يونس بن يزيد. والبخاري (2661). ومسلم (2770) (57). وأبو يعلى (4927). والطبراني 23/ (135). والبيهقي في "السنن" 7/302 و 10/153 وأخرجه الطبراني 23/ (142). والبيهقي في "الشعب" (7028) وأخرجه مطولاً ومختصراً النسائي في "الكبرى" (8929). وأبو يعلى (4397) من طريق ابن المبارك عن يونس. والطبراني 23/ (140). وأخرجه أبو داود (785) من طريق حُميد الأعرج المكي، عن الزُّهري عن عروة عن عائشة -وذكر حديث الإفك)

کرے گا جس کی اذیت اور تکلیف وہی کا سلسلہ اب میری بیوی کے معاملے تک پہنچ چکا ہے۔ اللہ کی قسم، اپنی بیوی کے بارے میں خیر کے سوا اور کوئی چیز مجھے معلوم نہیں۔ پھر نام بھی اس معاملے میں انہوں نے ایک ایسے آدمی کا لیا ہے جس کے متعلق بھی میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ خود میرے گھر میں جب بھی وہ آئے ہیں تو میرے ساتھ ہی آئے۔ (یہ سن کر) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! واللہ میں آپ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ شخص (جس کے متعلق تہمت لگانے کا آپ نے ارشاد فرمایا ہے) اوس قبیلہ سے ہوگا تو ہم اس کی گردن ماردیں گے (کیونکہ سعد رضی اللہ عنہ خود قبیلہ اوس کے سردار تھے) اور اگر وہ خزرج کا آدمی ہوا، تو آپ ہمیں حکم دیں، جو بھی آپ کا حکم ہوگا ہم تعمیل کریں گے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ کے دفاعِ ناموسِ رسالت کے اس انداز سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ اس آدمی کو قتل کر کے رسول اللہ ﷺ کو راحت پہنچانا چاہتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے دل کو بھی راحت پہنچانا چاہتے تھے اس لیے کہ جب آقا ﷺ کی ناموس کا مسئلہ آتا ہے تو حقیقی غلام کی نیند اُڑ جاتی ہے، نبی اکرم ﷺ کا یہ نہ فرمانا کہ اس کی سزا قتل نہیں اس بات کی دلیل ہے کہ گستاخ رسول ﷺ کی سزا قتل ہی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد کو اس لیے منع نہ کیا تھا بلکہ اس لیے منع کیا تھا کہ کہیں اوس و خزرج کا وہ فتنہ دوبارہ نہ بھڑک پڑے جس سے انصار کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے نجات دی، جیسا کہ آگے حدیث اسی بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

یہودی کو طمانچہ دے مارا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ بَيْنَمَا يَهُودِيٌّ يَعْرِضُ سِلْعَةً لَهُ أُعْطِيَ بِهَا شَيْئًا، كَرِهَهُ أَوْ لَمْ يَرْضَهُ۔ شَكَّ عَبْدُ الْعَزِيزِ۔ قَالَ لَا، وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْبَشَرِ قَالَ فَسَمِعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَطَمَ وَجْهَهُ، قَالَ تَقُولُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى الْبَشَرِ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَالَ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ لِي ذِمَّةً وَعَهْدًا، وَقَالَ فُلَانٌ لَطَمَ وَجْهِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ« قَالَ قَالَ۔ يَا رَسُولَ اللهِ۔ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى

الْبَشَرِ وَأَنْتَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، قَالَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى عُرِفَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ " لَا تُفَضِّلُوا بَيْنَ أَنْبِيَاءِ اللهِ، فَإِنَّهُ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَيَصْعَقُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللهُ، قَالَ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ، أَوْفِي أَوَّلِ مَنْ بُعِثَ، فَإِذَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ آخِذٌ بِالْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِي أَحُوسِبَ بِصَعْقَتِهِ يَوْمَ الطُّورِ، أَوْ بُعِثَ قَبْلِي، وَلَا أَقُولُ إِنَّ أَحَدًا أَفْضَلُ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلَامُ " (۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) سے روایت ہے کہ ایک یہودی اپنا کچھ سامان بیچ رہا تھا جب اس کو اس کے سامان کی کچھ قیمت دی گئی تو اس نے اسے ناپسند کیا یا وہ اس قیمت پر راضی نہ ہوا راوی عبدالعزیز کو شک ہے یہودی نے کہا نہیں اور قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو تمام انسانوں پر فضیلت عطا فرمائی انصار کے ایک آدمی نے جب یہودی کی یہ بات سنی تو اس نے یہودی کو چہرے پر تھپڑ مارا اور کہا کہ تو کہتا ہے کہ قسم اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ کو تمام انسانوں پر فضیلت عطا فرمائی حالانکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے درمیان موجود ہیں وہ یہودی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف گیا اور عرض کرنے لگا اے ابا القاسم! بے شک میں ذمی ہوں اور مجھے امان دی گئی ہے اور اس نے کہا کہ فلاں آدمی نے میرے چہرے پر تھپڑ مارا ہے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس آدمی سے فرمایا تو نے اس کے چہرے پر تھپڑ کیوں مارا ہے اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اس یہودی نے یہ کہا تھا کہ اس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو تمام انسانوں پر فضیلت عطا فرمائی جبکہ آپ ہمارے درمیان موجود ہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غصہ میں آ گئے یہاں تک کہ غصہ کے آثار آپ کے چہرے میں پہچانے گئے پھر آپ نے فرمایا تم مجھے اللہ کے نبیوں کے درمیان فضیلت نہ دو کیونکہ جس وقت صور پھونکا جائے گا تو تمام آسمانوں اور زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے سوائے اس کے کہ جسے اللہ چاہے پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب سے پہلے مجھے اٹھایا جائے گا یا فرمایا کہ اٹھنے والوں میں سب سے

---

(۱)...(صحیح بخاری، احادیث الانبیاء، بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: (وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ) الصافات: 139]"..... صحیح مسلم، کتاب الفضائل، بَابُ مِنْ فَضَائِلِ مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم: 159)

پہلے میں ہوں گا تو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو میں دیکھوں گا کہ وہ عرش کو پکڑے ہوئے ہیں اور میں (ذاتی طور پر) نہیں جانتا کہ طور کے دن کی بیہوشی میں ان کا حساب لیا گیا یا وہ مجھ سے پہلے اٹھائے گئے اور میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی آدمی بھی حضرت یونس بن متیٰ (علیہ السلام) سے افضل ہے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے:

قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ، قَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ، فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ عِنْدَ ذَلِكَ، فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ، وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ، فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَصْعَقُ مَعَهُمْ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ، فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ، فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللهُ»(۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو شخصوں نے جن میں ایک مسلمان تھا اور دوسرا یہودی، ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ مسلمان نے کہا، اس ذات کی قسم! جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام دنیا والوں پر بزرگی دی۔ اور یہودی نے کہا، اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ (علیہ السلام) کو تمام دنیا والوں پر بزرگی دی۔ اس پر مسلمان نے ہاتھ اٹھا کر یہودی کے طمانچہ مارا۔ وہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مسلمان کے ساتھ اپنے واقعہ کو بیان کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسلمان کو بلایا اور اس سے واقعہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تفصیل بتادی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا، مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دو۔ لوگ قیامت کے دن بیہوش کر دیئے جائیں گے۔ میں بھی بیہوش ہو جاؤں گا۔ بے ہوشی سے ہوش میں آنے والا سب سے پہلا شخص میں ہوں گا، لیکن موسیٰ علیہ السلام کو عرش الٰہی کا کنارہ پکڑے ہوئے

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب الخصومات باب ما یذکر فی الاشخاص والخصومة بین المسلم والیھودی .... صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل موسیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رقم: 160، 161)

پاؤں گا۔ اب مجھے (ازخود) علم نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام بھی بیہوش ہونے والوں میں ہوں گے اور مجھ سے پہلے انہیں ہوش آجائے گا۔ یا اللہ تعالیٰ نے ان کو ان لوگوں میں رکھا ہے جو بے ہوشی سے مستثنیٰ ہیں۔

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں مروی ہے کہ:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ جَاءَ يَهُودِيٌّ، فَقَالَ يَا أَبَا القَاسِمِ ضَرَبَ وَجْهِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِكَ، فَقَالَ مَنْ "، قَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ، قَالَ »ادْعُوهُ« ، فَقَالَ »أَضَرَبْتَهُ« ، قَالَ سَمِعْتُهُ بِالسُّوقِ يَحْلِفُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى البَشَرِ، قُلْتُ أَيْ خَبِيثُ، عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَتْنِي غَضْبَةٌ ضَرَبْتُ وَجْهَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »لاَ تُخَيِّرُوا بَيْنَ الأَنْبِيَاءِ، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ، فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ العَرْشِ، فَلاَ أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ، أَمْ حُوسِبَ بِصَعْقَةِ الأُولَى« (۱)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک یہودی آیا اور کہا کہ اے ابو القاسم! آپ کے اصحاب میں سے ایک نے مجھے طمانچہ مارا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، کس نے؟ اس نے کہا کہ ایک انصاری نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں بلاؤ۔ وہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے اسے مارا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے اسے بازار میں یہ قسم کھاتے سنا۔ اس ذات کی قسم! جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر بزرگی دی۔ میں نے کہا، او خبیث! کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی! مجھے غصہ آیا اور میں نے اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو انبیاء میں باہم ایک دوسرے پر اس طرح بزرگی نہ دیا کرو۔ لوگ قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے۔ اپنی قبر سے سب سے پہلے نکلنے والا میں ہی ہوں گا۔ لیکن میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش الٰہی کا پایہ پکڑے ہوئے ہیں۔ اب مجھے (ازخود) علم نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام بھی بیہوش ہوں گے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے یا

(۱)... (صحیح بخاری، احادیث الانبیاء، بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: {وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ المُرْسَلِينَ} [الصافات: 139] "..... صحیح مسلم، کتاب الفضائل، بَابُ مِنْ فَضَائِلِ مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رقم: 162)

انہیں پہلی بے ہوشی جو طور پر ہو چکی ہے وہی کافی ہوگی۔

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ اس طمانچہ کا سبب وہ جملہ بنا جو اس یہودی نے کہا تھا، اور انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ گورانہ ہوا کہ کوئی ہمارے نبی ﷺ کی شان کم کرے، پھر رسول اللہ ﷺ کا اس انصاری صحابی سے قصاص نہ لینا اس بات کی دلیل ہے کہ جو ان انصاری صحابی نے کیا وہ حق تھا، ہاں نبی اکرم ﷺ غضب میں اس لیے آئے کہ انبیاء کے درمیان ایک کو دوسرے پر ایسی فضیلت نہ دو جس کے ساتھ دوسرے نبی کی تنقیص کا پہلو نکلے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کو ایک دوسرے پر وصف نبوت میں فضیلت دینا جائز نہیں تمام انبیاء کرام نبوت میں برابر ہیں ہاں بعض انبیاء کرام بعض انبیاء کرام سے درجات وفضائل وکمالات، اور خصائص میں افضل واعلیٰ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّنَ عَلٰى بَعْضٍ (۱)

اور بیشک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر بڑائی دی۔

اور جگہ فرمایا:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (۲)

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

اسی طرح خود نبی اکرم ﷺ نے بھی فرمایا کہ: میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں، اور فرمایا کہ میں نبیوں کا امام اور خطیب ہوں، اور فرمایا کہ تمام انبیاء میرے جھنڈے تلے ہوں گے، اور ایک جگہ پر فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام خلق میں سے افضل واکرم ہوں، اور نبی اکرم ﷺ کی فضیلت پر ہم پہلے بھی کافی تحقیق کے ساتھ کلام کر چکے ہیں۔

سولی پر بھی لبیک یارسول اللہ ﷺ:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ »بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ«، فَانْطَلَقُوا حَتَّى

---

(۱)...﴿بنی اسرائیل:۵۵﴾

(۲)...﴿البقرۃ: ۲۵۳﴾

إِذَا كَانُوا بِالهَدَأَةِ، وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ، ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ، يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لَحْيَانَ، فَنَفَرُوا لَهُمْ قَرِيبًا مِنْ مِائَتَيْ رَجُلٍ كُلُّهُمْ رَامٍ، فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا مَأْكَلَهُمْ تَمْرًا تَزَوَّدُوهُ مِنَ المَدِينَةِ، فَقَالُوا هَذَا تَمْرُ يَثْرِبَ فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ، فَلَمَّا رَآهُمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَئُوا إِلَى فَدْفَدٍ وَأَحَاطَ بِهِمُ القَوْمُ، فَقَالُوا لَهُمُ انْزِلُوا وَأَعْطُونَا بِأَيْدِيكُمْ، وَلَكُمُ العَهْدُ وَالمِيثَاقُ، وَلَا نَقْتُلُ مِنْكُمْ أَحَدًا، قَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ أَمِيرُ السَّرِيَّةِ أَمَّا أَنَا فَوَاللهِ لَا أَنْزِلُ اليَوْمَ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ، اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةٍ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ بِالعَهْدِ وَالمِيثَاقِ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ الأَنْصَارِيُّ، وَابْنُ دَثِنَةَ، وَرَجُلٌ آخَرُ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَأَوْثَقُوهُمْ، فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ هَذَا أَوَّلُ الغَدْرِ، وَاللهِ لَا أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِي فِي هَؤُلَاءِ لَأُسْوَةً يُرِيدُ القَتْلَى، فَجَرَّرُوهُ وَعَالَجُوهُ عَلَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَأَبَى فَقَتَلُوهُ، فَانْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ، وَابْنِ دَثِنَةَ حَتَّى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، فَابْتَاعَ خُبَيْبًا بَنُو الحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا، فَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عِيَاضٍ، أَنَّ بِنْتَ الحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا، فَأَعَارَتْهُ، فَأَخَذَ ابْنًا لِي وَأَنَا غَافِلَةٌ حِينَ أَتَاهُ قَالَتْ فَوَجَدْتُهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَالمُوسَى بِيَدِهِ، فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِي وَجْهِي، فَقَالَ تَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ، وَاللهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، وَاللهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِي يَدِهِ، وَإِنَّهُ لَمُوثَقٌ فِي الحَدِيدِ، وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرٍ، وَكَانَتْ تَقُولُ إِنَّهُ لَرِزْقٌ مِنَ اللهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا، فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الحِلِّ، قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ ذَرُونِي أَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، فَتَرَكُوهُ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ تَظُنُّوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَطَوَّلْتُهَا، اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا، مَا أُبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلَى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلَّهِ مَصْرَعِي وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ يُبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ فَقَتَلَهُ ابْنُ الحَارِثِ فَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ لِكُلِّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ قُتِلَ

صَبْرًا، فَاسْتَجَابَ اللهُ لِعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ يَوْمَ أُصِيبَ، «فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ، وَمَا أُصِيبُوا، وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمٍ حِينَ حُدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ، لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ، وَكَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ، فَبُعِثَ عَلَى عَاصِمٍ مِثْلُ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ، فَحَمَتْهُ مِنْ رَسُولِهِمْ، فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى أَنْ يَقْطَعَ مِنْ لَحْمِهِ شَيْئًا«(۱)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جاسوسی کے لیے ایک جماعت (مکہ، قریش کی خبر لانے کے لیے) بھیجی اور اس کا امیر عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بنایا، جو عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا ہیں۔ یہ جماعت روانہ ہوئی اور جب عسفان اور مکہ کے درمیان پہنچی تو قبیلہ ہذیل کے ایک قبیلے کو جسے بنولحیان کہا جاتا تھا، ان کا علم ہو گیا اور قبیلہ کے تقریباً سو تیر اندازوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کے نشانات قدم کو تلاش کرتے ہوئے چلے۔ آخر ایک ایسی جگہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جہاں صحابہ کی اس جماعت نے پڑاؤ کیا تھا۔ وہاں ان کھجوروں کی گٹھلیاں ملیں جو صحابہ مدینہ سے لائے تھے۔ قبیلہ والوں نے کہا کہ یہ تو یثرب کی کھجور (کی گٹھلی) ہے اب انہوں نے پھر تلاش شروع کی اور صحابہ کو پالیا۔ عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو صحابہ کی اس جماعت نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر پناہ لی۔ قبیلہ والوں نے وہاں پہنچ کر ٹیلہ کو اپنے گھیرے میں لے لیا اور صحابہ سے کہا کہ ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ اگر تم نے ہتھیار ڈال دیئے تو ہم تم میں سے کسی کو بھی قتل نہیں کریں گے۔ اس پر عاصم رضی اللہ عنہ بولے کہ میں تو کسی کافر کی حفاظت و امن میں خود کو کسی صورت میں بھی نہیں دے سکتا۔ اے اللہ! ہمارے ساتھ پیش آنے والے حالات کی خبر اپنے نبی کو پہنچا دے۔ چنانچہ ان صحابہ نے ان سے قتال کیا اور عاصم اپنے سات ساتھیوں کے ساتھ ان کے تیروں سے

---

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب: هَلْ يَسْتَأْسِرُ الرَّجُلُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَأْسِرْ، وَمَنْ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ القَتْلِ ج4 ص67 رقم 3045..... إسناده صحيح على شرط الشيخين. وهو في "مصنف عبد الرزاق" (9730).

ومن طريق عبد الرزاق أخرجه ابن حبان (7039)، والطبراني في "الكبير" (4191) و17/ (463)، والمزي في ترجمة عمرو بن أبي سفيان من "تهذيب الكمال" 22/45-46.

وأخرجه البخاري (4086) من طريق هشام بن يوسف عن معمر، به. وانظر (7928).....وأخرجه البخاري "4086" في المغازي: باب غزوة الرجيع عن إبراهيم بن موسى عن هشام بن يوسف عن معمر، بهذا الإسناد)

شہید ہو گئے۔ خبیب، زید اور ایک اور صحابی ان کے حملوں سے ابھی محفوظ تھے۔ قبیلہ والوں نے پھر حفاظت وامان کا یقین دلایا۔ یہ حضرات ان کی یقین دہانی پر اتر آئے۔ پھر جب قبیلہ والوں نے انہیں پوری طرح اپنے قبضے میں لے لیا تو ان کی کمان کی تانت اتار کر ان صحابہ کو انہیں سے باندھ دیا۔ تیسرے صحابی جو خبیب اور زید کے ساتھ تھے، انہوں نے کہا کہ یہ تمہاری پہلی غداری ہے۔ انہوں نے ان کے ساتھ جانے ... نکار کر دیا۔ پہلے تو قبیلہ والوں نے انہیں گھسیٹا اور اپنے ساتھ لے جانے کے لیے زور لگاتے رہے لیکن جب وہ کسی طرح تیار نہ ہوئے تو انہیں وہیں قتل کر دیا اور خبیب اور زید کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ پھر انہیں مکہ میں لا کر بیچ دیا۔ خبیب رضی اللہ عنہ کو تو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے خرید لیا کیونکہ خبیب رضی اللہ عنہ نے بدر کی جنگ میں حارث کو قتل کیا تھا، وہ ان کے یہاں کچھ دنوں تک قیدی کی حیثیت سے رہے۔ جس وقت ان سب کا خبیب رضی اللہ عنہ کے قتل پر اتفاق ہو چکا تو اتفاق سے انہی دنوں حارث کی ایک لڑکی (زینب) سے انہوں نے موئے زیر ناف صاف کرنے کے لیے استرہ مانگا اور انہوں نے ان کو استرہ بھی دے دیا تھا۔ ان کا بیان تھا کہ میرا لڑکا میری غفلت میں خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا۔ میں نے جو اسے اس حالت میں دیکھا تو بہت گھبرائی۔ انہوں نے میری گھبراہٹ کو جان لیا، استرہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا، کیا تمہیں اس کا خطرہ ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا؟ ان شاء اللہ میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔ ان کا بیان تھا کہ خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر قیدی میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے انہیں انگور کا خوشہ کھاتے ہوئے دیکھا حالانکہ اس وقت مکہ میں کسی طرح کا پھل موجود نہیں تھا جبکہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے بھی تھے، تو وہ اللہ کی بھیجی ہوئی روزی تھی۔ پھر حارث کے بیٹے قتل کرنے کے لیے انہیں لے کر حرم کے حدود سے باہر گئے۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دو (انہوں نے اجازت دے دی اور)۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ان سے فرمایا کہ اگر تم یہ خیال نہ کرنے لگتے کہ میں موت سے گھبرا گیا ہوں تو اور زیادہ نماز پڑھتا۔ خبیب رضی اللہ عنہ ہی پہلے وہ شخص ہیں جن سے قتل سے پہلے دو رکعت نماز کا طریقہ چلا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ان کے لیے بددعا کی، اے اللہ! انہیں ایک ایک کر کے ہلاک کر دے اور یہ اشعار پڑھے جب کہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ کس پہلو پر اللہ کی راہ میں مجھے قتل کیا جائے گا۔ یہ سب

کچھ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر وہ چاہے گا تو جسم کے ایک ایک کٹے ہوئے ٹکڑے میں برکت دے گا۔ پھر عقبہ بن حارث نے کھڑے ہو کر انہیں شہید کر دیا اور قریش نے عاصم رضی اللہ عنہ کی لاش کے لیے آدمی بھیجے تاکہ ان کے جسم کا کوئی بھی حصہ لائیں جس سے انہیں پہچانا جا سکے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے قریش کے ایک بہت بڑے، سردار کو بدر کی لڑائی میں قتل کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے بھڑوں کی ایک فوج کو بادل کی طرح ان کے اوپر بھیجا اور ان بھڑوں نے ان کی لاش کو قریش کے آدمیوں سے محفوظ رکھا اور قریش کے بھیجے ہوئے یہ لوگ (ان کے پاس نہ پھٹک سکے) کچھ نہ کر سکے۔

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ اقبال کی زبان سے گویا یہ کہہ رہے تھے کہ:

هوئی اسی سے میرے غم کدے کی آبادی ترى غلامی کے صدقے ہزار آزادی

وہ آستاں نہ چھٹے مجھ سے ایک دم کے لیے کسی کے شوق میں میں نے مزے ستم کے لیے

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزہ ہی نہیں

بعض روایات کے اندر یہ بھی اتا ہے کہ: جب مشرکین مکہ نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تختہ دار پر کھڑا کیا تو جناب خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل مکہ کے لئے بددعا کی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے زمین پر لٹا دیا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اگر زمین پر لیٹ جائیں تو بددعا کا اثر نہیں ہوتا۔ اس بددعا سے حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک اضطرابی کیفیت طاری ہوگئی مجھ پر اس بددعا کا یہ اثر ہوا کہ کئی سالوں تک میری شہرت ختم رہی۔ کہتے ہیں کہ ایک سال کے اندر اندر جتنے آدمی بھی سولی پر چڑھاتے وقت موجود تھے مرکھپ گئے۔

سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعض اوقات بے ہوش ہو جاتے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں ایک عمل بتایا اور ساتھ ہی پوچھا کہ یہ غشی کا سبب کیا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ جب خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سولی پر کھڑا کیا گیا تو میں وہاں موجود تھا جونہی اس کا نقشہ سامنے آتا ہے میں حواس کھو بیٹھتا ہوں۔ تختہ دار پر حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے اللہ عزوجل! ہم نے اپنے آقا و مولا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تبلیغ پر عمل کیا، یہاں کوئی بھی نہیں جو میرا پیغام ان تک پہنچا دے۔ تو قادر و قیوم ہے۔ میرا اسلام ان تک پہنچا دے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں مدینہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ آثار وحیٔ ظاہر ہوئے۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور بتایا خدا عزوجل نے خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلام مجھے پہنچایا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بشارت دی جو شخص

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تختہ دار سے نیچے اتارے گا اس کا مقام بہشت ہے۔(۱)

اور علامہ واقدی علیہ الرحمۃ کی کتاب "المغازی" اور دیگر کتب میں یہ بھی آتا ہے کہ، جب کفار نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تختہ دار پر کھڑا کیا اور ان کو جکڑ دیا تو کہا کیا تم اب بھی محمد (ﷺ) سے محبت کرتے ہو؟؟ اور کیا تم پسند کرتے ہوں کہ تمہاری جگہ محمد (ﷺ) ہوتے تو آپ نے فرمایا:

لا واللہ العظیم ما احب ان یفدینی بشوکۃ یشاکھا فی قدمہ

ترجمہ: اللہ رب العزت کی قسم میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ کوئی کانٹا رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک میں چبے۔

کفار یہ سن کر قہقہے لگانے لگے۔(۲)

غیرت مسلم زندہ ہے:

وَأَخْرَجُوْهُ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ وَاجْتَمَعَ رَهْطٌ مِنْ قُرَيْشٍ، فِيهِمْ أَبُو سُفْيَانَ ابْنِ حَرْبٍ، فَقَالَ لَهُ أَبُو سُفْيَانَ حِينَ قَدِمَ لِيُقْتَلَ أَنْشُدُكَ اللهَ يَا زَيْدُ، أَتُحِبُّ أَنَّ مُحَمَّدًا عِنْدَنَا الْآنَ فِي مَكَانِكَ نَضْرِبُ عُنُقَهُ، وَأَنَّكَ فِي أَهْلِكَ قَالَ وَاللهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ مُحَمَّدًا الْآنَ فِي مَكَانِهِ الَّذِي هُوَ فِيهِ تُصِيبُهُ شَوْكَةٌ تُؤْذِيهِ، وَأَنِّي جَالِسٌ فِي أَهْلِي قَالَ يَقُولُ أَبُو سُفْيَانَ مَا رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ أَحَدًا يُحِبُّ أَحَدًا كَحُبِّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا،

ترجمہ: حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کے لئے حد حرم سے باہر لے گئے تو اس کا تماشا دیکھنے کے لئے اور بھی بہت سے لوگ جمع ہوئے جن میں ابوسفیان بھی تھے (جو اب تک اسلام نہ لائے تھے) ابو سفیان نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں کہا: اے زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں تم کو خدا عزوجل کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اس وقت ہمارے پاس بجائے تمہارے، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ہوں جن کو ہم قتل کردیں اور تم آرام سے اپنے اہل میں

---

(۱)... (شواھد النبوۃ رکن رابع، ص۱۰۰)

(۲)...(وأخرجه الطيالسي "2597"، وأحمد 2/294-295، والبخاري "3989" في المغازي: باب رقم "10"، وأبو داود "2660" و "3112" في الجنائز: باب المريض يؤخذ من أظفاره وعانته، والطبراني "4192" و 17/ "463"، والبيهقي في "الدلائل" 3/323-325 من طريق إبراهيم بن سعد، عن الزهري به.)

بیٹھو۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: اللہ عزوجل کی قسم! میں پسند نہیں کرتا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اس وقت جس مکان میں تشریف رکھتے ہیں ان کو ایک کانٹا لگنے کی تکلیف بھی ہو اور میں آرام سے اپنے اہل میں بیٹھا رہوں۔

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا: میں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ دوسروں سے ایسی محبت رکھتا ہو جیسا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے رکھتے ہیں۔

(السیرۃ النبویۃ، لابن ھشام، ذکر یوم الرجیع فی سنۃ ثلاث، ج۳،ص۱۴۷)

اللہ تعالیٰ حضرت خبیب اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنے فضل فرمائے کہ مسلمانوں کو ان دونوں صاحبوں نے نبی اکرم ﷺ پر فداء ہونے کا وہ درس دیا جس تک عقلوں کی رسائی نہیں کہ ان میں سے ہر ایک نے یہ گوارا نہ کیا کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کو قدم مبارک میں کانٹے کی بھی تکلیف ہو، اور تو اور مشرکین کے دلوں پر بھی اپنے رسول ﷺ سے اس محبت کا یہ اثر ہوا کہ وہ بھی کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ہم نے آج تک کسی کو کسی سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی اصحاب محمد، محمد ﷺ سے کرتے ہیں۔ اور ایک ان کو شہید کرنے کے بعد بھی ایک مدت تک نبی اکرم ﷺ کے خلاف جنگ کرنے کے ارادے کو ترک کیے رکھا کیوں کہ وہ جان چکے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے غلام سولی پر چڑھ کر بھی اپنے رسول ﷺ کا دفاع کرتے ہیں تو جب ہمارے سامنے میدان میں ہوں گئے تو ہمارے تو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے، یا یوں کہہ لیجئے کہ موت کو سامنے دیکھ کر بھی ان دونوں صاحبوں کی بہادری نے ان کو ایسی کاری ضرب لگائی تھی کہ وہ ایک مدت تک اس کا علاج کرتے رہے۔

"بتلا دو گستاخ نبی کو غیرت مسلم زندہ ہے ۔۔۔ دین پر مر مٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے"

صحابہ کرام کے دفاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں مختلف انداز

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت میں اس مقام اعلیٰ تک پہنچ چکے تھے کہ اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کی شان میں ادنیٰ سے ادنیٰ بھی گستاخی کرتا تو فوراً رسول اللہ ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت طلب کرتے۔ بعض علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اجازت طلب کرنا اس لیے تھا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کے بارگاہ میں بے ادبی

نہ ہو جائے اور جیسا کہ ماقبل گزرا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ ﷺ بارگاہ کا لحاظ نہ ہوتا تو میں ابھی تیرا سر اُڑا دیتا۔ ہم یہاں پر ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند ایمان افروز داستان کو نقل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دینے والوں کے متعلق ان کے قتل کی اجازت طلب کی۔

حضرت عمر کا عبداللہ بن ابی منافق کے بارے میں اجازت طلب کرنا:

عن جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ كُنَّا فِي غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ المُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ، فَقَالَ الأَنْصَارِيُّ يَا لَلأَنْصَارِ، وَقَالَ المُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، فَسَمَّعَهَا اللهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ »مَا هَذَا« فَقَالُوا كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ المُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الأَنْصَارِ، فَقَالَ الأَنْصَارِيُّ يَا لَلأَنْصَارِ، وَقَالَ المُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ« قَالَ جَابِرٌ وَكَانَتِ الأَنْصَارُ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ، ثُمَّ كَثُرَ المُهَاجِرُونَ بَعْدُ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ أَوَقَدْ فَعَلُوا، وَاللهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى المَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا المُنَافِقِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ«(۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، بیان کرتے تھے کہ ہم ایک غزوہ میں تھے، اچانک مہاجرین کے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کو مار دیا۔ انصار نے کہا: اے انصاریو! دوڑو اور مہاجر نے کہا: اے مہاجرین! دوڑو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سنایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو مار دیا ہے۔ اس پر انصاری نے کہا کہ اے انصاریو! دوڑو اور مہاجر نے کہا کہ اے مہاجرین! دوڑو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح پکارنا چھوڑ دو کہ یہ نہایت ناپاک باتیں ہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله: {يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ} المنافقون: 8 برقم: 4907.... صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب نصر الاخ ظالما او مظلوما، رقم: 64,62)

کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو شروع میں انصار کی تعداد زیادہ تھی لیکن بعد میں مہاجرین زیادہ ہو گئے تھے۔ عبداللہ بن ابی نے کہا اچھا اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اللہ کی قسم! مدینہ واپس ہو کر عزت والے ذلیلوں کو باہر نکال دیں گے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اجازت ہو تو اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ورنہ لوگ یوں کہیں گے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کرانے لگے ہیں۔

حضرت عمر اور خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت رسول ﷺ:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ مُنْصَرَفَهُ مِنْ حُنَيْنٍ، وَفِي ثَوْبِ بِلَالٍ فِضَّةٌ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ مِنْهَا، يُعْطِي النَّاسَ، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ، اعْدِلْ، قَالَ »وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ لَقَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ« فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَعْنِي، يَا رَسُولَ اللهِ فَأَقْتُلَ هَذَا الْمُنَافِقَ، فَقَالَ »مَعَاذَ اللهِ، أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنِّي أَقْتُلُ أَصْحَابِي، إِنَّ هَذَا وَأَصْحَابَهُ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنْهُ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ« (۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) سے روایت ہے کہ مقام جعرانہ پر ایک آدمی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آیا اور آپ حنین سے لوٹے اور حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) کے کپڑے میں چاندی تھی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس سے مٹھی بھر بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! انصاف کریں۔ تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تیرے لئے ویل (ہلاکت) ہو کون ہے جو انصاف کرے جب میں خائب و خاسر ہوں گا تو حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے اجازت دیں تو میں اس منافق کو قتل کر دوں تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کہا اللہ کی پناہ لوگ باتیں کریں گے کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہوں یہ اور اس کے

---

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب الفرض الخمس، باب من الدلیل علی ان الخمس لانوائب............ صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ باب ذکر الخوارج وصفاتہم، رقم:

ساتھی قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اور قرآن سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے اس آدمی کو صحابی اس لیے کہا کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کے ساتھ تھا اور خود کو انہی میں شمار کرتا، واللہ اعلم۔ اور ایک روایت میں آتا ہے کہ:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ الأَرْبَعَةِ الأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الحَنْظَلِيِّ، ثُمَّ المُجَاشِعِيِّ، وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الفَزَارِيِّ، وَزَيْدٍ الطَّائِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلاَثَةَ العَامِرِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلاَبٍ، فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ، وَالأَنْصَارُ، قَالُوا يُعْطِي صَنَادِيدَ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا، قَالَ »إِنَّمَا أَتَأَلَّفُهُمْ« فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ العَيْنَيْنِ، مُشْرِفُ الوَجْنَتَيْنِ، نَاتِئُ الجَبِينِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقٌ، فَقَالَ اتَّقِ اللهَ يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ »مَنْ يُطِعِ اللهَ إِذَا عَصَيْتُ أَيَأْمَنُنِي اللهُ عَلَى أَهْلِ الأَرْضِ فَلاَ تَأْمَنُونِي« فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ، - أَحْسِبُهُ خَالِدَ بْنَ الوَلِيدِ - فَمَنَعَهُ، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ "إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا، أَوْ فِي عَقِبِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ القُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الإِسْلاَمِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الأَوْثَانِ، لَئِنْ أَنَا أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ (۱)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (یمن سے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا، اقرع بن حابس حنظلی ثم المجاشعی، عیینہ بن بدر فزاری، زید طائی بنی نبہان والے اور علقمہ بن علاثہ عامری بنو کلاب والے، اس پر قریش اور انصار کے لوگوں کو غصہ آیا اور کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کے بڑوں کو تو دیا لیکن ہمیں نظر انداز کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں صرف ان کے دل ملانے کے لیے انہیں دیتا ہوں (کیونکہ ابھی حال ہی میں یہ لوگ مسلمان ہوئے ہیں) پھر ایک شخص سامنے آیا، اس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، کلے پھولے ہوئے تھے، پیشانی بھی اٹھی ہوئی، ڈاڑھی

---

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب الاحادیث الانبیاء، باب قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ} [الحاقة: 6]......رقم: 3344.... صحیح مسلم، کتاب زکوۃ، باذکر الخوارج رقم 143۔153)

بہت گھنی تھی اور سر منڈا ہوا تھا۔ اس نے کہا اے محمد! اللہ سے ڈرو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کروں گا تو پھر اس کی فرمانبرداری کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے روئے زمین پر دیانت دار بنا کر بھیجا ہے۔ کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے؟ اس شخص کی اس گستاخی پر ایک صحابی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی، میرا خیال ہے کہ یہ خالد بن ولید تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سے روک دیا، پھر وہ شخص وہاں سے چلنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نسل سے یا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) اس شخص کے بعد اسی کی قوم سے ایسے لوگ جھوٹے مسلمان پیدا ہوں گے، جو قرآن کی تلاوت تو کریں گے، لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، یہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے، اگر میری زندگی اس وقت تک باقی رہے تو میں ان کو اس طرح قتل کروں گا جیسے قوم عاد کا (عذاب الٰہی سے) قتل ہوا تھا کہ ایک بھی باقی نہ بچا۔

ایک روایت میں صراحتاً آتا ہے کہ:

قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ يَا رَسُولَ اللهِ، أَلاَ أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ »لاَ، لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي« فَقَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ وَلاَ أَشُقَّ بُطُونَهُمْ« (1)

ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کیوں نہ اس شخص کی گردن مار دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں شاید وہ نماز پڑھتا ہو اس پر خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بہت سے نماز پڑھنے والے ایسے ہیں جو زبان سے اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کے دل میں وہ نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا حکم نہیں ہوا ہے کہ لوگوں کے دلوں کی کھوج لگاؤں اور نہ اس کا حکم ہوا کہ ان کے پیٹ چاک کروں۔

اور ایک روایت میں حضرت عمر اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کے اسماء ہیں کہ:

فَقَامَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَلاَ أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ »لاَ« قَالَ ثُمَّ

(1)...(صحیح بخاری، بَابُ بَعْثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، وَخَالِدِ بْنِ الوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى اليَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الوَدَاعِ، رقم: 4351)

أَدْبَرَ فَقَامَ إِلَيْهِ خَالِدٌ، سَيْفُ اللهِ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ »لَا«(۱)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) کھڑے ہوئے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا میں اس کی گردن نہ ماردوں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا نہیں پھر ان کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اس کی گردن نہ اُڑادوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ:

قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا، أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ، اعْدِلْ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ« فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللهِ، ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ، (۲)

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم (جنگ حنین کا مال غنیمت) تقسیم فرما رہے تھے اتنے میں بنی تمیم کا ایک شخص ذوالخویصرہ نامی آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! انصاف سے کام لیجئے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس! اگر میں ہی انصاف نہ کروں تو دنیا میں پھر کون انصاف کرے گا۔ اگر میں ظالم ہو جاؤں تب تو میری بھی تباہی اور بربادی ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کے بارے میں مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن ماردوں۔

یہ حدیث بہت زیادہ طرق کے ساتھ اور مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے جو حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حدیث میں غور وفکر کر کے اچھے برے کی تمیز عطاء فرمائے۔

اپنے باپ کے قتل کی اجازت:

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی جو کہ حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا والد تھا رسول اللہ ﷺ کو

(۱)...(صحیح مسلم، کتاب زکوۃ باذکر الخوارج رقم 145)

(۲)...(صحیح مسلم، کتاب زکوۃ باذکر الخوارج رقم 148)

اکثر اذیت پہنچاتا رہتا تھا ایک دن کیا ہوا:

"أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ سَلُوْلٍ أَتَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُرِيْدُ قَتْلَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ فِيمَا بلغك عنه، فإن كنت فاعلا فمرلي به فَأَنَا أَحْمِلُ إِلَيْكَ رَأْسَهُ، فَوَاللهِ لَقَدْ عَلِمَتِ الْخَزْرَجُ مَا كَانَ بِهَا مِنْ رَجُلٍ أَبَرَّ بِوَالِدِهِ مِنِّي، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ تَأْمُرَ بِهِ غَيْرِي فَيَقْتُلَهُ فَلَا تَدَعُنِي نَفْسِي أَنْ أَنْظُرَ إِلَى قَاتِلِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ يَمْشِي فِي النَّاسِ فَأَقْتُلَهُ، فَأَقْتُلَ مُؤْمِنًا بِكَافِرٍ فَأَدْخُلَ النَّارَ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ ﷺ عبد اللہ بن ابی (یعنی میرے باپ) کو آپ ﷺ ایذاء پہنچانے کے جرم میں قتل کا ارادہ رکھتے ہیں؟ یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ واقعی ہی ایسا کرنا چاہتے ہیں تو مجھے حکم فرمایئے میں اپنے باپ کا سر (کاٹ کر) آپ ﷺ کے قدموں میں حاضر کرتا ہوں! اللہ کی قسم خزرج جانتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ کوئی بھی اپنے باپ کے ساتھ بھلائی کرنے والا نہیں، مجھے خوف ہے کہ جب آپ کسی اور کو اس کام کا حکم دیں گے تو وہ تو اس کو قتل کر دے گا تو مجھے میرا نفس ہر وقت یہی کہتا رہے گا کہ یہ تیرے باپ عبد اللہ بن ابی کا قاتل ہے جو لوگوں میں گھوم رہا ہے (تو کہیں میں نفس سے مجبور ہو) اس مومن کو کافر کے بدلہ قتل کر کے دوزخ میں نہ چلا جاؤں! [1]

آج تجھے پتہ چل جائے گا کہ کون زیادہ عزت والا ہے:

اور ایک روایت میں آتا ہے کہ:

قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ كُنَّا فِي غَزَاةٍ - قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فِي جَيْشٍ - فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ، رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ، فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ »مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ« قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ، كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ

---

[1]...(انظر، السیرۃ لابن ھشام، ج3،ص405، 406....تاریخ الطبری، ج2،ص608....السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، ج3،ص301)

» دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ « فَسَمِعَ بِذَلِكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ، فَقَالَ فَعَلُوهَا، أَمَا وَاللهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ » دَعْهُ، لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ « وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ أَكْثَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ، ثُمَّ إِنَّ الْمُهَاجِرِينَ كَثُرُوا بَعْدُ، قَالَ سُفْيَانُ فَحَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو، قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرًا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: حضرت عمرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی عنہما سے سنا کہ ہم ایک غزوہ میں تھے (وہ غزوہ بنوالمصطلق تھا) ایک مہاجر نے ایک انصاری کو تھپڑ مار دیا، مہاجر نے دیگر مہاجروں کو مدد کے لیے پکارا: اے مہاجرو! مدد کرو، اور انصاری نے انصار کو مدد کے لئے پکارا، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ چیخ وپکار سنی تو فرمایا، یہ زمانہ جاہلیت کی طرح کیسی چیخ وپکار ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کے تھپڑ مار دیا تھا، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: چھوڑو! یہ بہت برا وتیرہ ہے۔ عبداللہ بن ابی نے یہ واقعہ سنا تو اس نے کہا، کیا واقعی مہاجر نے ایسا کیا ہے اب اگر ہم مدینہ پہنچے تو وہاں سے عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا، تب حضرت عمر نے کہا، یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑادوں، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو، کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں، عمرو بن دینار کے علاوہ دوسرے راوی نے کہا: پھر عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ جو مخلص صحابی تھے، انہوں نے عبداللہ بن ابی سے کہا، اللہ کی قسم! تم اس وقت تک مدینہ میں نہیں داخل ہوسکتے، جب تک کہ تم یہ اقرار نہ کرلو کہ تم ذلت والے ہو اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عزت والے ہیں۔ (۱)

اور ایک روایت میں آتا ہے کہ:

حضرت عبداللہ بن عبداللہ نے جب اپنے باپ کے اس قول کے بارے میں سنا تو اپنے باپ پر اشراف مدینہ کے

(۱)...(صحیح البخاری رقم الحدیث: 4905-4907، صحیح مسلم رقم الحدیث: [illegible] سنن ترمذی رقم الحدیث: [illegible] مسند احمد ج [illegible] ص [illegible] مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: [illegible] مسند ابویعلی رقم الحدیث: [illegible] صحیح ابن حبان رقم الحدیث: [illegible] دلائل النبوۃ ج [illegible] ص [illegible])

روبرو تلوار کھینچ لی اور کہا خدا کی قسم کہ میں تمہیں اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک کہ تو یہ نہ کہے کہ " محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انتہائی عزت والے ہیں اور میں سب سے زیادہ ذلیل ہوں پس اس نے باپ کو نہ چھوڑا جب تک اس نے یوں نہ کہا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ مدینہ کے باہر ٹھہر گیا اور لوگ مدینہ میں داخل ہوتے رہے یہاں تک کہ اس کا باپ (عبداللہ بن ابی) آیا تو اس نے کہا: "ٹھہر جا" ابن ابی بولا تجھ پر افسوس ہے کہ تجھے کیا ہوگیا ہے۔ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی نے کہا: خدا کی قسم کہ تو کبھی بھی مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا مگر یہ کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیرے لیے اجازت فرمائیں اور آج تجھے ضرور پتا چل جائے گا کہ سب سے زیادہ عزت والا کون ہے اور سب سے زیادہ ذلت والا کون ہے پھر وہ پلٹ کر گیا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملاقات کی اور جو کچھ اس کے بیٹے نے کیا تھا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اس کی شکایت کی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کی طرف پیغام بھجوایا کہ اس کو چھوڑ دو اور (جانے دو) تو انہوں نے باپ کو جانے دیا۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے جو جواب دیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر وہ اپنے باپ کو قتل کر دیتے تو یہ اس کی سزا ہوتی تھی لیکن رسول اللہ ﷺ رؤف ورحیم تھے وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ لوگ یہ باتیں بنائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی لوگوں کو قتل کر دیا ہاں اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دینے والوں کا قتل ظاہر فرمایا دیا ہے تو اب اس کے لیے کوئی معافی نہیں اس لیے کہ اس کے قتل میں ہی دین اور امتِ مصطفی ﷺ کی مصلحت ہے۔

ہمارا قارئین کرام سے یہ سوال ہے کہ حضرت عمر، خالد بن ولید، اور عبداللہ بن عبداللہ کو اس کام کے لیے کس نے اشتعال دلایا کہ وہ اپنے قریبی چاہے وہ باپ ہی کیوں نہ ہو کو قتل کریں ؟؟؟ وہ صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کی محبت اور رسول اللہ ﷺ کی ذات میں فنائیت تھی، واللہ اعلم۔

اس بارے میں اور بھی کئی احادیث ہیں ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں انہی روایات سے یہ باخوبی معلوم ہوگیا کہ اگر رسول اللہ ﷺ ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو منع نہ فرماتے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے گستاخوں اور ایذاء رسانوں کے سرقلم کر دینے تھے۔

---

(۱)۔۔۔الجامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر 1264)

حضرت ابوبکر ومغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاع رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذٰلِكَ أَيْ مُحَمَّدُ أَرَأَيْتَ إِنِ اسْتَأْصَلْتَ أَمْرَ قَوْمِكَ، هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ اجْتَاحَ أَهْلَهُ قَبْلَكَ، وَإِنْ تَكُنِ الأُخْرَى، فَإِنِّي وَاللهِ لَأَرَى وُجُوهًا، وَإِنِّي لَأَرَى أَوْشَابًا مِنَ النَّاسِ خَلِيقًا أَنْ يَفِرُّوا وَيَدَعُوكَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ امْصُصْ بِبَظْرِ اللَّاتِ، أَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهُ فَقَالَ مَنْ ذَا قَالُوا أَبُو بَكْرٍ، قَالَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْلَا يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِي لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لَأَجَبْتُكَ، قَالَ وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُلَّمَا تَكَلَّمَ أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ، فَكُلَّمَا أَهْوَى عُرْوَةُ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ، وَقَالَ لَهُ أَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ، فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالُوا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَقَالَ أَيْ غُدَرُ، أَلَسْتُ أَسْعَى فِي غَدْرَتِكَ ....، ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ، قَالَ فَوَاللهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ، فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ أَيْ قَوْمِ، وَاللهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ، وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ، وَكِسْرَى، وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا، وَاللهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ

ترجمہ: عروہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! بتایئے اگر آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے اپنی قوم کو تباہ کر دیا تو کیا اپنے سے پہلے کسی بھی عرب کے متعلق سنا ہے کہ اس نے اپنے خاندان کا نام ونشان مٹا دیا ہو لیکن اگر دوسری بات واقع ہوئی (یعنی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غالب ہوئے) تو میں اللہ کی قسم تمہارے ساتھیوں کا منہ دیکھتا ہوں۔ اس وقت یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے «امصص بظر اللات» (جا کر اپنے جھوٹے خدا لات کی شرمگاہ کو چوسو" قارئین کرام اگر میں اس کا تفصیل سے ترجمہ کروں تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں)۔ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھاگ جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ عروہ نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ عروہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تمہارا مجھ پر ایک احسان نہ ہوتا جس کا اب تک میں بدلہ نہیں دے سکا ہوں تو تمہیں ضرور جواب دیتا۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے لگے اور گفتگو کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک پکڑ لیا کرتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے تھے، تلوار لٹکائے ہوئے اور سر پر خود پہنے۔ عروہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی طرف اپنا ہاتھ لے جاتے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ تلوار کی نیام کو اس کے ہاتھ پر مارتے اور ان سے کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی سے اپنا ہاتھ الگ رکھ۔ عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ مغیرہ بن شعبہ۔ عروہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا کیا میں نے تم کو بچایا نہیں تھا......۔ پھر عروہ رضی اللہ عنہ گھور گھور کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی نقل وحرکت دیکھتے رہے۔ پھر راوی نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی اگر کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلغم بھی تھوکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اپنے ہاتھوں پر اسے لے لیا اور اسے اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیا۔ کسی کام کا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس کی بجا آوری میں ایک دوسرے پر لوگ سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرنے لگے تو ایسا معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی پر لڑائی ہو جائے گی (یعنی ہر شخص اس پانی کو لینے کی کوشش کرتا تھا) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو کرنے لگے تو سب پر خاموشی چھا جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا یہ حال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی نظر بھر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔ خیر عروہ جب اپنے ساتھیوں سے جا کر ملے تو ان سے کہا اے لوگو! قسم اللہ کی میں

بادشاہوں کے دربار میں بھی وفد لے کر گیا ہوں' قیصر و کسریٰ اور نجاشی سب کے دربار میں لیکن اللہ کی قسم میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کے ساتھی اس کی اس درجہ تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں۔ قسم اللہ کی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بلغم بھی تھوک دیا تو ان کے اصحاب نے اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور اسے اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اگر کوئی حکم دیا تو ہر شخص نے اسے بجالانے میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر وضو کیا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو پر لڑائی ہو جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب گفتگو شروع کی تو ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ ان کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔(۱)

اس حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محبت رسول اللہ ﷺ میں تین انداز قابل غور ہیں۔

1۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عروہ بن مسعود کو جواب کہ جب اس نے کہا کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کو اکیلا چھوڑ دیں گے کہ دشمن ان کو معاذ اللہ قتل کریں یا ان کی توہین کریں یا ان کو قید کرلیں تو کفار کو منہ توڑ جواب دیا اور گویا وہ یہ کہہ رہے تھے کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم صحابہ رسول اللہ ﷺ سے محبت نہیں کرتے، یا رسول اللہ ﷺ کے لیے سرفروشی کو تیار نہیں، نہیں بلکہ ہم اپنے خون کے آخری قطرے تک اپنے رسول ﷺ کا دفاع کرنا جانتے ہیں کسی بھول میں نہ رہنا یہ دھمکیاں کسی اور کو جا کر دو، ان کو موت کی دھمکیاں کچھ فائدہ نہیں دیتیں جو رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں اپنی جانوں کو پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں جنت کے بدلے بیچ چکے ہیں۔ دشمن کو کیا خبر کہ جو رسول اللہ ﷺ کی شان میں ایک ادنیٰ سا نا مناسب لفظ سننے کو تیار نہیں وہ اپنے نبی پر جان نثار کیونکر نہ کرے گا۔

2۔ دوسری بات اس حدیث میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قابل غور ہے، کہ جب آپ نے دیکھا کہ عروہ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک کو بار بار اپنا نجس ہاتھ لگاتا ہے تو آپ نے یہ بھی نہ دیکھا کہ عروہ میرا چچا ہے اور قریبی رشتہ دار ہے فوراً اس کے ہاتھ پر تلوار کا پرتلہ دے مارا اور انہوں نے تلوار کا پرتلہ مار کر یہ بتایا کہ یہ وارننگ ہے اگر تم نے دوبارہ ایسا کیا تو تلوار کا پرتلہ نہیں بلکہ تلوار کی دھار کے ساتھ روکا جائے گا اگرچہ تم ہمارے چچا ہو۔ کیا وہ عاشق سرفروش جو اپنے نبی ﷺ کی داڑھی مبارک کو ہاتھ نہیں لگانے دیتا وہ رسول اللہ ﷺ کا دفاع نہیں کرے گا یا ان پر اپنی جان کو نثار نہیں کرے گا؟؟ ضرور بالضرور سرفروشی و جانثاری میں ایسا عاشق سب سے آگے ہوگا۔

---

(۱)...(بخاری شریف، کتاب الشروط، بَابُ الشُّرُوطِ فِی الْجِهَادِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ، ج3، ص193)

3۔ تیسری بات اس حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کرنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی توقیر و تعظیم انتہائی مبالغہ کے ساتھ کر رہے تھے اور اس تعظیم کے اندازوں میں رسول اللہ ﷺ کے لعاب مبارک اور وضو کے پانی سے تبرک حاصل کرنے کا انداز، رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے وقت انتہائی خاموشی کا انداز، رسول اللہ ﷺ کے حکم پر بغیر تاخیر کے عمل کرنے کا انداز، رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے آپ ﷺ کی طرف نظر تک نہ کرنے کا انداز، سنہری حروف کے ساتھ لکھنے کے قابل ہے کیا ان صحابہ کو یہ معلوم نہ تھا کہ کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے تو جو کعبے کا کعبہ ہے اس کو دیکھنا کس قدر عظیم عبادت ہوگا لیکن رسول اللہ ﷺ کا ادب اور آپ کی تعظیم غالب تھی اس لیے وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف نہ دیکھتے تھے ہاں بعض قرات خلف الامام کے بارے میں روایات کے اندر آتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کی زیارت کرتے اور دوگنی عبادت کرتے تھے۔ (فافہم)

تمہارا ناس ہو اپنی آواز پست کرو:

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، قَالَ أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَ مَا جَاءَ بِكَ يَا زِرُّ فَقُلْتُ ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ، فَقَالَ "إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ، فَقُلْتُ إِنَّهُ حَكَّ فِي صَدْرِي الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَكُنْتَ امْرَأً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَسْأَلُكَ هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي ذَلِكَ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ، " كَانَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَوْ مُسَافِرِينَ أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، لَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ " فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي الْهَوَى شَيْئًا قَالَ نَعَمْ، فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي الْهَوَى شَيْئًا قَالَ نَعَمْ، كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ إِذْ نَادَاهُ أَعْرَابِيٌّ بِصَوْتٍ لَهُ جَهْوَرِيٍّ، يَا مُحَمَّدُ، فَأَجَابَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِنْ صَوْتِهِ هَاؤُمُ، فَقُلْنَا لَهُ وَيْحَكَ، اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ فَإِنَّكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ نُهِيتَ عَنْ هَذَا، فَقَالَ وَاللهِ لَا أَغْضُضُ، قَالَ الْأَعْرَابِيُّ الْمَرْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا

یَلْحَقْ بِهِمْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ" (1)

ترجمہ: حضرت زر بن حبیش کہتے ہیں کہ میں حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کے پاس موزوں پر مسح کا مسئلہ پوچھنے آیا، انہوں نے (مجھ سے) پوچھا اے زر کون سا جذبہ تمہیں لے کر یہاں آیا ہے، میں نے کہا: علم کی تلاش وطلب مجھے یہاں لے کر آئی ہے، انہوں نے کہا: فرشتے علم کی طلب وتلاش سے خوش ہو کر طالب علم کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں، میں نے ان سے کہا: پیشاب پاخانے سے فراغت کے بعد موزوں پر مسح کی بات میرے دل میں کھٹکی (کہ مسح کریں یا نہ کریں) میں خود بھی صحابی رسول ﷺ ہوں، میں آپ سے یہ پوچھنے آیا ہوں کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سلسلے میں کوئی بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ کہا: جی ہاں (سنا ہے) جب ہم سفر پر ہوتے یا سفر کرنے والے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ" ہم سفر کے دوران تین دن ورات اپنے موزے نہ نکالیں، مگر غسل جنابت کے لیے، پاخانہ پیشاب کر کے اور سو کر اٹھنے پر موزے نہ اُتاریں"، (پہنے رہیں، مسح کا وقت آئے ان پر مسح کرلیں) میں نے ان سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انسان کی خواہش وتمنا کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے، اس دوران کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے ایک اعرابی نے آپ ﷺ کو یا محمد! کہہ کر بلند آواز سے پکارا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسی کی آواز میں جواب دیا،" آجاؤ (میں یہاں ہوں)" ہم نے اس سے کہا: تمہارا ناس ہو، اپنی آواز پست کرلو، کیونکہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہو، اور تمہیں اس سے منع کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلند آواز سے بولا جائے، اعرابی نے کہا: اللہ کی قسم میں اپنی آواز پست نہیں کروں گا، اس نے »المرء یحب القوم ولما یلحق بهم« (آدمی کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن وہ ان کے درجے تک نہیں پہنچ پاتا۔) کہہ کر آپ سے اپنی انتہائی محبت وتعلق کا اظہار کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:» المرء مع من أحب یوم القیامة« "جو شخص جس شخص سے زیادہ محبت کرتا ہے قیامت کے دن وہ اسی کے ساتھ رہے گا"۔

---

(1)...(سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب فِی فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالاسْتِغْفَارِ وَمَا ذُکِرَ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ بِعِبَادِهِ، رقم: 3535.... مصنف عبد الرزاق، ج1، ص206،205...مسند الطیالسی، 160...)

اللہ تعالیٰ نے امتِ مصطفی ﷺ کو رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں آواز پست رکھنے کا حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس بلند آواز سے گفتگو کرنے سے منع فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرمایا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (۱)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت (ضائع) نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

اسی لیے یہاں اس حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اعرابی سے آواز کو پست کرنے کا کہا، یہ حکم مسلمانوں پر واجب ہے اور رسول اللہ ﷺ کا حق ہے اور رسول اللہ ﷺ کو اختیار ہے کہ جس سے چاہیں اپنا حق ساقط کر دیں لیکن مسلمانوں کو اختیار نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا حق خود معاف کرتے پھریں لیکن وہ حکم شرع کے پابند ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کا حق معاف ہو جائے اس بات کے ثبوت میں ہم یہ حدیث آپ کے سامنے رکھتے ہیں:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، قَالَ مَنْ أَنْتُمَا ـ أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا ـ قَالاَ مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ »لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ« (۲)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں کھڑا ہوا تھا، کسی نے

---

(۱)...﴿الحجرات:۲﴾

(۲)...(صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْمَسَاجِدِ، رقم: 470)

میری طرف کنکری پھینکی۔(۱) میں نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سامنے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سامنے جو دو شخص ہیں انہیں میرے پاس بلا کر لاؤ۔ میں بلا لایا۔ آپ نے پوچھا کہ تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے یا یہ فرمایا کہ تم کہاں رہتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم مدینہ کے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیئے بغیر نہ چھوڑتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز اونچی کرتے ہو؟۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اس حدیث سے یہ بھی روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ کا احترام جیسے آپ ﷺ کی حیات ظاہری میں تھا اسی طرح حیات باطنیہ یعنی بعد از وفات ہے۔ اور اس کے اوپر اور بھی کئی احادیث دلالت کرتی ہیں۔

اصحابِ رسول ﷺ کیوں دوڑے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ »كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الحَاشِيَةِ« ، فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً، حَتَّى »نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ البُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ« ، ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْلِي مِنْ مَالِ اللهِ الَّذِي عِنْدَكَ، »فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ، ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ« (۲)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر (یمن کے) نجران کی بنی ہوئی موٹے حاشیے کی ایک چادر تھی۔ اتنے میں ایک دیہاتی آ گیا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کو پکڑ کر اتنی زور سے کھینچا

---

(۱)۔۔۔یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی مسجد رسول ﷺ میں انہیں پکارا بلکہ متوجہ کرنے کے لیے کنکری کا استعمال کیا تا کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں خلل واقع نہ ہو۔

(۲)۔۔۔(صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، بَابُ الدُّرُوعِ وَالجِزْيَةِ وَالمُوَادَعَةِ رقم: 5809۔۔۔ صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب یعطی المؤلفۃ القلوب۔۔۔۔۔رقم: 128)

کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر دیکھا کہ اس کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے نشان پڑ گیا تھا۔ پھر اس نے کہا: اے محمد! مجھے اس مال میں سے دیئے جانے کا حکم کیجئے جو اللہ کا مال آپ کے پاس ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرائے اور آپ نے اسے دیئے جانے کا حکم فرمایا۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا نَقْعُدُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، فَإِذَا قَامَ قُمْنَا، فَقَامَ يَوْمًا وَقُمْنَا مَعَهُ حَتَّى لَمَّا بَلَغَ وَسَطَ الْمَسْجِدِ أَدْرَكَهُ رَجُلٌ فَجَبَذَ بِرِدَائِهِ مِنْ وَرَائِهِ، وَكَانَ رِدَاؤُهُ خَشِنًا، فَحَمَّرَ رَقَبَتَهُ، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ، احْمِلْ لِي عَلَى بَعِيرَيَّ هَذَيْنِ، فَإِنَّكَ لَا تَحْمِلُ مِنْ مَالِكَ وَلَا مِنْ مَالِ أَبِيكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »لَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ لَا أَحْمِلُ لَكَ حَتَّى تُقِيدَنِي مِمَّا جَبَذْتَ بِرَقَبَتِي« فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ لَا وَاللهِ لَا أُقِيدُكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ لَا وَاللهِ لَا أُقِيدُكَ، فَلَمَّا سَمِعْنَا قَوْلَ الْأَعْرَابِيِّ، أَقْبَلْنَا إِلَيْهِ سِرَاعًا، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ »عَزَمْتُ عَلَى مَنْ سَمِعَ كَلَامِي أَنْ لَا يَبْرَحَ مَقَامَهُ حَتَّى آذَنَ لَهُ« فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِنَ الْقَوْمِ »يَا فُلَانُ، احْمِلْ لَهُ عَلَى بَعِيرٍ شَعِيرًا، وَعَلَى بَعِيرٍ تَمْرًا« ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »انْصَرِفُوا« (۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھا کرتے تھے، جب آپ کھڑے ہوتے، ہم کھڑے ہو جاتے، ایک دن آپ کھڑے ہوئے تو ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ جب آپ مسجد کے بیچوں بیچ پہنچے تو ایک شخص نے آپ کو پکڑا اور پیچھے سے آپ کی چادر پکڑ کر کھینچنے لگا، وہ چادر بہت کھردری تھی، آپ کی گردن سرخ ہو گئی، وہ بولا: "اے محمد! میرے لیے میرے ان دو اونٹوں کو لاد دیجئے،" آپ ﷺ کوئی اپنے مال سے اور نہ اپنے باپ کے

(۱)...(سنن نسائی، کتاب القسامۃ، باب القود من الجبذۃ، رقم: 4776... سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الحلم واخلاق النبی ﷺ، رقم: 4775)

مال سے کسی کو دیتے ہیں"، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں، میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، (ا) میں تجھے نہیں دوں گا جب تک تو میری اس گردن کھینچنے کا بدلہ نہیں دے گا"، اعرابی نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم، میں بدلہ نہیں دوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تین بار فرمایا، ہر مرتبہ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم میں بدلہ نہیں دوں گا، جب ہم نے اعرابی کی بات سنی تو ہم دوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "میں قسم دیتا ہوں، تم میں سے جو میری بات سنے اپنی جگہ سے نہ ہٹے، یہاں تک کہ میں اسے اجازت دے دوں"، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے ایک آدمی سے کہا: "اے فلاں! اس کے ایک اونٹ پر جَو لاد دو اور ایک اونٹ پر کھجور"، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم لوگ جا سکتے ہو"۔

اور ایک روایت میں یوں وارد ہوا:

عَن أَبِی هُرَیرَةَ: أن أعرابیا جاءَ إِلَی النَّبِیّ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّم یستعینه فی شیء فأعطاه رسول الله صَلَّی الله عَلَیه وَسَلَّم شیئا، ثُمَّ قال أحسنت إلیك قال الأعرابی لا، ولاَ أجملت فغضب بعض المسلمین وهموا أن یقوموا إلیه فأشار النَّبِیّ صَلَّی الله عَلَیه وَسَلَّم أن كفوا فلما قام النَّبِیّ صَلَّی الله عَلَیه وَسَلَّم وبلغ إلی منزله دعا الأعرابی إلی البیت فقال له إنك جئتنا فسألتنا فأعطیناك فقلت ما قلت فزاده رسول الله صَلَّی الله عَلَیه وَسَلَّم شیئا فقال أحسنت إلیك فقال الأعرابی نعم فجزاك الله من أهل وعشیر خیرا فقال النَّبِیّ صَلَّی الله عَلَیه وَسَلَّم إنك كنت جئتنا فسألتنا فأعطیناك فقلت ما قلت وفی نفس أصحبی علیك من ذلك شیء فإذا جئت فقل بین أیدیهم ما قلت بین یدی حتی یذهب عن صدو رهم قال نعم قال فحدثنی الحكم أن عكرمة قال قال أَبُو هُرَیرَةَ فلما جاء الأعرابی قَالَ رَسُول اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیه وَسَلَّم إن صاحبكم كان جاءنا فسألنا فأعطیناه فقال ما قال وإنا قد دعوناه فأعطیناه فزعم أنه قد

ا۔۔۔یاد رہے کہ مغفرت کا معنی ہر جگہ گناہ بخشوانا نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات درجات کی بلندی کی دعا کے لیے استعمال ہوتا ہے اور یہی معنی یہاں بھی ہے اس لیے کہ اللہ کا رسول و نبی گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ ابو احمد غفرلہ"

رضى أكذلك قال الأعرابي نعم فجزاك الله من أهل وعشير خيرا (١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ سے کسی چیز کا سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو کچھ دیا، اور فرمایا کیا میں نے تم سے نیکی کی؟ اس نے کہا نہیں آپ نے کوئی نیکی نہیں کی، تو بعض اصحاب رسول اللہ ﷺ کو بہت غصہ آیا اور وہ اس کو پکڑ (کر مارنے) لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ کے اشارہ سے منع فرمایا دیا جب رسول اللہ ﷺ اُٹھ کر اپنے گھر چلے گئے تو اس اعرابی کو اپنے گھر کی طرف بلایا۔ اور اس سے فرمایا: تم ہمارے پاس آئے ہم سے سوال کیا ہم نے تم کو دیا تم نے جو کہا سو کہا، رسول اللہ ﷺ نے اس کو اور دیا پھر فرمایا کیا میں نے تم سے نیکی کی؟ تو اعرابی بولے ہاں یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر جزاء عطاء فرمائے تو رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا تم ہمارے پاس آئے ہم سے سوال کیا ہم نے تم کو دیا تم نے جو کہا سو کہا، لیکن میرے صحابہ کے دلوں میں اس بارے کچھ (غم وغصہ) ہے۔ جب تم ان کے سامنے جاؤ تو وہی کچھ کہنا جو تم نے میرے سامنے کہا ہے تاکہ ان کے دلوں سے تمہارے بارے میں (غصہ) ختم ہو جائے (اور تمہیں اپنے رسول کی ناموس کی حفاظت کے جذبہ میں کچھ نہ کہیں) تو اعرابی نے عرض کی ٹھیک ہے یا رسول اللہ ﷺ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب وہ اعرابی آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا یہ ساتھی ہمارے پاس آیا تھا اس نے ہم سے مانگا ہم نے عطاء کیا اس نے جو کہا سو کہا ہم نے اس کو اپنے گھر بلایا اور اس کو دیا ایسا لگتا ہے کہ یہ ہم سے راضی ہو گیا ہے! (اے اعرابی) کیا بات ایسے ہی ہے؟؟ اعرابی عرض کرنے لگے ہاں یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے اہل کو بہتر جزاء عطاء فرمائے۔

اوپر مذکورہ تینوں روایات میں رسول اللہ ﷺ کا خلق تو روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کس طرح اسی اعرابی کی حرکت پر تحمل سے کام لیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جذبات بھی ظاہر ہوتے ہیں کہ انہوں نے اس اعرابی کی اسی حرکت پر اس کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور اگر رسول اللہ ﷺ ان کو نہ روکتے تو وہ یہ کام کر گزرتے، اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی قسم کا برا سلوک ہوتا نہیں دیکھ سکتے تھے

(١)...(مسند بزار، بحر الزخار، مسند ابو حمزة انس بن مالك، ج15، ص294... تعظيم قدر الصلاة، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن نصر بن الحجاج المَرْوَزِي (المتوفى: 294هـ) المحقق: د. عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي، الناشر: مكتبة الدار - المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، 1406، ج2، ص929)

اور یہ سلوک دیکھ کر خاموش رہنا ان کے ایمانی جذبہ، اور عشق رسول اللہ ﷺ میں گرفتاری کے قانون کے خلاف تھا۔

اور ان اصحاب کا اس اعرابی کو قتل کرنے کے لیے دوڑنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دینے والے کی یہی سزا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے قیامت تک رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے والوں کی یہی سزا رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

رسول اللہ ﷺ پر اپنے ماں باپ اور خود کو قربان کرنا:

یہاں پر ہم وہ احادیث ذکر کر رہے ہیں جن میں صحابہ کرام کے رسول اللہ ﷺ پر اپنے ماں باپ اور خود کو قربان کرنے کے الفاظ ہیں اور اس کا مقصد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کو اُجاگر کرنا اور رسول اللہ ﷺ کے عاشقوں کو اطمینان قلبی پہنچانا ہے۔ اس بارے میں بھی بہت احادیث ملتی ہیں امام البخاری نے تو اس بارے میں باقاعدہ ابواب تشکیل دیے ہیں لیکن ہم چند کا ذکر کرتے ہیں۔

1۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ »إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ، وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ« فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا، فَعَجِبْنَا لَهُ، وَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ، يُخْبِرُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا، وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، وَهُوَ يَقُولُ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمَنَا بِهِ، وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، إِلَّا خُلَّةَ الْإِسْلَامِ، لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ« (1)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے، فرمایا اپنے ایک نیک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ دنیا کی نعمتوں میں سے جو وہ چاہے اسے اپنے لیے پسند کر لے یا جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے (آخرت میں) اسے پسند کر لے۔ اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے

---

(1)... (صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ، رقم: 3904 ... صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم: 2)

ہاں ملنے والی چیز کو پسند کرلیا۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ (ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہمیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس رونے پر حیرت ہوئی، بعض لوگوں نے کہا اس بزرگ کو دیکھیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتوں اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں سے کسی کے پسند کرنے کا اختیار دیا تھا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ان دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ اس بات سے واقف تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر احسان کرنے والے ابوبکر ہیں۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بنا سکتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا البتہ اسلامی رشتہ ان کے ساتھ کافی ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ اب کھلا ہوا باقی نہ رکھا جائے سوائے ابوبکر کے گھر کی طرف کھلنے والے دروازے کے۔

2۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَاتَ وَأَبُو بَكْرٍ بِالسُّنْحِ، ـ قَالَ إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي بِالْعَالِيَةِ ـ فَقَامَ عُمَرُ يَقُولُ وَاللهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ وَقَالَ عُمَرُ وَاللهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِي نَفْسِي إِلَّا ذَاكَ، وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللهُ، فَلَيَقْطَعَنَّ أَيْدِيَ رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ سُورَةٌ فَكَشَفَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهُ، قَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا (۱)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت مقام سنح میں تھے۔ اسماعیل نے کہا یعنی عوالیہ کے ایک گاؤں میں۔ آپ ﷺ کی خبر سن کر عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر یہ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے اللہ کی قسم اس وقت میرے دل میں یہی خیال آتا تھا اور میں کہتا تھا کہ اللہ آپ کو ضرور اس بیماری سے اچھا کر کے اٹھائے گا اور آپ ﷺ ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیں گے (جو آپ کی موت کی باتیں کرتے ہیں) اتنے

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: «لو کنت متخذا خلیلا» رقم: 3667)

میں ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور اندر جا کر آپ کی نعش مبارک کے اوپر سے کپڑا اٹھایا اور بوسہ دیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ موت ہرگز طاری نہیں کرے گا۔ اس کے بعد آپ باہر آئے اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے، اے قسم کھانے والے! ذرا تامل کرو۔ پھر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی تو عمر رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھ گئے۔

3۔حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ كُنَّا قُعُودًا حَوْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَعَنَا أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ فِي نَفَرٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا، فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا، وَخَشِينَا أَنْ يُقْتَطَعَ دُونَنَا، وَفَزِعْنَا، فَقُمْنَا، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَخَرَجْتُ أَبْتَغِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ لِبَنِي النَّجَّارِ، فَدُرْتُ بِهِ هَلْ أَجِدُ لَهُ بَابًا فَلَمْ أَجِدْ، فَإِذَا رَبِيعٌ يَدْخُلُ فِي جَوْفِ حَائِطٍ مِنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ - وَالرَّبِيعُ الْجَدْوَلُ - فَاحْتَفَزْتُ، فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ »أَبُو هُرَيْرَةَ« فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ »مَا شَأْنُكَ« قُلْتُ كُنْتَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، فَقُمْتَ فَأَبْطَأْتَ عَلَيْنَا، فَخَشِينَا أَنْ تُقْتَطَعَ دُونَنَا، فَفَزِعْنَا، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَأَتَيْتُ هَذَا الْحَائِطَ، فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ، وَهَؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِي، فَقَالَ »يَا أَبَا هُرَيْرَةَ« وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ، قَالَ »اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ، فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ« ، فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَقِيتُ عُمَرُ، فَقَالَ مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعَثَنِي بِهِمَا مَنْ لَقِيتُ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ، بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، فَضَرَبَ عُمَرُ بِيَدِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَخَرَرْتُ لِاسْتِي، فَقَالَ ارْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَجْهَشْتُ بُكَاءً، وَرَكِبَنِي عُمَرُ، فَإِذَا هُوَ عَلَى أَثَرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »مَا لَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ« قُلْتُ لَقِيتُ عُمَرَ، فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي بَعَثْتَنِي بِهِ، فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِاسْتِي، قَالَ ارْجِعْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »يَا

عُمَرُ، مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ «قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ، وَأُمِّي، أَبَعَثْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ، مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ »نَعَمْ« ، قَالَ فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا، فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُونَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »فَخَلِّهِمْ«(1)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے ہمارے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بھی شامل تھے اچانک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے سامنے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور دیر تک تشریف نہ لائے ہم ڈر گئے کہ کہیں (اللہ نہ کرے) آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچی ہو۔ اس لئے ہم گھبرا کر کھڑے ہوگئے سب سے پہلے مجھے گھبراہٹ ہوئی میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تلاش میں نکلا یہاں تک کہ بنی نجار کے باغ تک پہنچ گیا ہر چند باغ کے چاروں طرف گھوما مگر اندر جانے کا کوئی دروازہ نہ ملا۔ اتفاقاً ایک نالہ دکھائی دیا جو بیرونی کنوئیں سے باغ کے اندر جارہا تھا میں اسی نالہ میں سمٹ کر گھر کے اندر داخل ہوا اور آپ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ابوہریرہ! میں نے عرض کیا جی ہاں اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کا کیا حال ہے آپ ہمارے سامنے تشریف فرما تھے اور اچانک اٹھ کر تشریف لے گئے اور دیر ہوگئی تو ہمیں ڈر ہوا کہ کہیں کوئی حادثہ نہ گزرا ہو اس لئے ہم گھبرا گئے۔ سب سے پہلے مجھے ہی گھبراہٹ ہوئی (تلاش کرتے کرتے) اس باغ تک پہنچ گیا اور لومڑی کی طرح سمٹ کر (نالہ کے راستہ سے) اندر آگیا اور لوگ میرے پیچھے ہیں۔ آپ نے اپنے نعلین مبارک مجھے دے کر فرمایا ابوہریرہ! میرے یہ دونوں جوڑے (بطور نشانی) کے لے جاؤ اور جو شخص باغ کے باہر دل کے یقین کے ساتھ "لا الٰہ الا اللہ" کہتا ہوا ملے اس کو جنت کی بشارت دے دو۔ (میں نے حکم کی تعمیل کی) سب سے پہلے مجھے حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) ملے۔ انہوں نے کہا اے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ نعلین کیسے ہیں میں نے کہا یہ اللہ کے

---

(1)...(صحیح مسلم، کتاب الایمان، بَابُ مَنْ لَقِيَ اللهَ بِالْإِيمَانِ وَهُوَ غَيْرُ شَاكٍّ فِيهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَحُرِّمَ عَلَى النَّارِ، رقم: 52 ...وأخرجه بنحوه ابن منده فی "الإیمان" 88 من طریق النضر بن محمد، عن عکرمة بن عمار، به.)

رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جوتیاں ہیں۔ آپ نے مجھے یہ نعلین دے کر بھیجا ہے کہ جو مجھے دل کے یقین کے ساتھ اس بات کی گواہی دیتا ہوا ملے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کو جنت کی بشارت دے دوں۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) نے یہ سن کر ہاتھ سے میرے سینے پر ایک ضرب رسید کی جس کی وجہ سے میں سرینوں کے بل گر پڑا۔ کہنے لگے اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوٹ جا۔ میں لوٹ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں پہنچا اور میں رو پڑنے کے قریب تھا۔ میرے پیچھے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) بھی آ پہنچے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اے ابو ہریرہ! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا میری ملاقات عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) سے ہوئی اور جو پیغام آپ نے مجھے دے کر بھیجا تھا میں نے ان کو پہنچا دیا۔ انہوں نے میرے سینے پر ایک ضرب رسید کی جس کی وجہ سے میں سرینوں کے بل گر پڑا اور کہنے لگے لوٹ جا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اے عمر تم نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! کیا آپ نے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) کو جوتیاں دے کر حکم دیا تھا کہ جو شخص دل کے یقین کے ساتھ " لا الٰہ الا اللہ " کہے اس کو جنت کی بشارت دے دینا۔ فرمایا ہاں! حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) نے عرض کیا آپ ایسا نہ کریں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ لوگ (عمل کرنا چھوڑ دیں گے) اور اسی فرمان پر بھروسہ کر بیٹھیں گے۔ ان کو عمل کرنے دیجئے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا (اچھا تو) رہنے دو۔

4۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ« ، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ« ، قَالَ عُمَرُ فِدًى لَكَ أَبِي وَأُمِّي، مُرَّ بِجَنَازَةٍ، فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرٌ، فَقُلْتَ »وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ« ، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ، فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرٌّ، فَقُلْتَ »وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ« فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ

شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللهِ فِي الْأَرْضِ« (۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) سے روایت ہے کہ ایک جنازہ کے گزرنے پر لوگوں نے اس کا ذکر خیر کے ساتھ کیا تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا واجب ہوگئی واجب ہوگئی واجب ہوگئی اور دوسرا جنازہ گزرا تو اس کا ذکر برائی کے ساتھ کیا گیا تو اللہ کے نبی نے فرمایا واجب ہوگئی واجب ہوگئی واجب ہوگئی، حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان ہوں ایک جنازہ گزرا اور اس کی نیکی کی تعریف کی گئی اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا واجب ہوگئی واجب ہوگئی واجب ہوگئی اور دوسرا جنازہ گزرا تو اس کا ذکر برائی کے ساتھ کیا گیا تو آپ نے فرمایا واجب ہوگئی واجب ہوگئی واجب ہوگئی؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جس کا ذکر تم نے بھلائی کے ساتھ کیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جس کا ذکر تم نے برائی کے ساتھ کیا اس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔

5۔ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا يَا نَبِيَّ اللهِ، جَعَلَنَا اللهُ فِدَاءَكَ مَاذَا يَصْلُحُ لَنَا مِنَ الْأَشْرِبَةِ فَقَالَ »لَا تَشْرَبُوا فِي النَّقِيرِ« ، قَالُوا يَا نَبِيَّ اللهِ، جَعَلَنَا اللهُ فِدَاءَكَ، أَوَ تَدْرِي مَا النَّقِيرُ قَالَ »نَعَمْ، الْجِذْعُ يُنْقَرُ وَسَطُهُ، وَلَا فِي الدُّبَّاءِ، وَلَا فِي الْحَنْتَمَةِ، وَعَلَيْكُمْ بِالْمُوكَى« (۲)

ترجمہ: ابوسعید خدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) سے روایت ہے کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان، ہمیں کس قسم کی پیر میں پینا حلال ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا لکڑی کے کھلے میں نہ پیا کرو، لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان، کیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب مسلم، کتاب الجنائز، بَابُ فِيمَنْ يُثْنَى عَلَيْهِ خَيْرٌ أَوْ شَرٌّ مِنَ الْمَوْتَى رقم: 60)

(۲)...(صحیح بخاری، کتاب مسلم، کتاب الایمان، بَابُ الْأَمْرِ بِالْإِيمَانِ بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَشَرَائِعِ الدِّينِ وَالدُّعَاءِ إِلَيْهِ رقم: 28)

جانتے ہیں کہ لکڑی کا کٹھلا کیا ہوتا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہاں لکڑی کو اندر سے کھود لیتے ہیں اسے کٹھلا کہتے ہیں اور کدو کی تو بنی اور سبز گھڑے میں بھی نہ پیا کرو ہاں چمڑے کے برتن میں جس کا منہ ڈوری سے باندھ دیا جاتا ہے۔

6- "عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَلَمَّا رَآنِي قَالَ: »هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ« قَالَ: فَجِئْتُ حَتَّى جَلَسْتُ، فَلَمْ أَتَقَارَّ أَنْ قُمْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، مَنْ هُمْ قَالَ: »هُمُ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا، إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا - مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ - وَقَلِيلٌ مَا هُمْ، مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ، وَلَا بَقَرٍ، وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ، وَأَسْمَنَهُ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا، كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا، عَادَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ«(1)؛

ترجمہ: حضرت ابوذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) سے روایت ہے کہ میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس پہنچا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے دیکھا تو فرمایا ربِ کعبہ کی قسم وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں، میں آکر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس بیٹھ گیا تو نہ ٹھہر سکا اور کھڑا ہو گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان ہوں وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ بہت مال والے ہیں سوائے اس کے جو اس طرح اپنے سامنے سے اپنے پیچھے سے اپنے دائیں اور بائیں سے اور ان میں سے کم لوگ وہ ہیں جو اونٹ اور گائے اور بکریوں والے ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تو وہ قیامت کے دن بڑھ چڑھ کر فربہ ہو کر آئیں گی ان کو اپنے سینگوں سے زخمی کریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی جب ان کا پچھلا گزر جائے گا تو اس پر ان کا پہلا لوٹ آئے گا یہاں تک کہ لوگوں کا فیصلہ کر دیا جائے۔

7- "عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

(1)...(صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب کیف کان یمین النبی ﷺ.... صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ باب تغلیظ عقوبۃ من لا یؤدی الزکاۃ رقم: 30)

»لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ إِلَّا هَلَكَ« قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاءَكَ، أَلَيْسَ يَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ [الانشقاق: 8] قَالَ: »ذَاكَ الْعَرْضُ يُعْرَضُونَ وَمَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ«(۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے بھی حساب لیا گیا وہ ہلاک ہوگیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ مجھے آپ ﷺ پر قربان کرے، کہ کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ: تو وہ جو اپنا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صرف (اللہ کے دربار میں) پیشی کا ذکر ہے۔ لیکن جس کے حساب میں جانچ پڑتال کی گئی (سمجھو) وہ غارت ہوگیا۔

8- "حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً - قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ: هُنَيَّةً - فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ قَالَ: " أَقُولُ: اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ، كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ......الخ(۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب نماز کی تکبیر کہتے تو قرأت سے پہلے کچھ دیر خاموش رہتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تکبیر اور قرأت کے درمیان کچھ دیر خاموش رہتے ہیں تو اس میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا پڑھتے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہتا ہوں کہ اے اللہ میرے اور خطاؤں کے درمیان ایسے ہی دوری رکھنا جیسے تو نے مشرق ومغرب کے درمیان رکھی ہے...... الخ۔

9- "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، بَابُ ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ [الانشقاق: 8]، رقم: 4930)

(۲)...(صحیح بخاری، کتاب الاذان، بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ، رقم: 774)

وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ، مُرْدِفُهَا عَلَى رَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ، فَصُرِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالمَرْأَةُ، وَأَنَّ أَبَا طَلْحَةَ - قَالَ: أَحْسِبُ - اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيرِهِ، فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ جَعَلَنِي اللهُ فِدَاكَ، هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ: »لاَ، وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ« فَأَلْقَى أَبُو طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَصَدَ قَصْدَهَا، فَأَلْقَى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا، فَقَامَتِ المَرْأَةُ، فَشَدَّ لَهُمَا عَلَى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا، فَسَارُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ المَدِينَةِ - أَوْ قَالَ: أَشْرَفُوا عَلَى المَدِينَةِ - قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ، لِرَبِّنَا حَامِدُونَ« فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُهَا حَتَّى دَخَلَ المَدِينَةَ"(۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (غزوہ بنولحیان میں جو 6 ھ میں ہوا) عسفان سے واپس ہوتے ہوئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ ﷺ نے سواری پر پیچھے (ام المومنین) صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کو بٹھایا تھا۔ اتفاق سے آپ ﷺ کی اونٹنی پھسل گئی اور آپ دونوں زمین پر آ گئے۔ یہ حال دیکھ کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی فوراً اپنی سواری سے کود پڑے اور کہا' یا رسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے' کچھ چوٹ تو نہیں لگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے عورت کی خبر لو۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک کپڑا اپنے چہرے پر ڈال لیا' پھر صفیہ رضی اللہ عنہا کے قریب آئے اور وہی کپڑا ان کے اوپر ڈال دیا۔ اس کے بعد دونوں کی سواری درست کی' جب آپ ﷺ سوار ہو گئے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ پھر جب مدینہ دکھائی دینے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی »آیبون تائبون عابدون لربنا حامدون. « ہم اللہ کی طرف واپس ہونے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے' اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اس کی حمد پڑھنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا برابر پڑھتے رہے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب الادب، بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: جَعَلَنِي اللهُ فِدَاكَ. رقم: 6185)

10- "عن خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ الأَنْصَارِيِّ، أَنَّ أُمَّ العَلاَءِ - امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِمْ - قَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُونٍ طَارَ لَهُ سَهْمُهُ فِي السُّكْنَى، حِينَ أَقْرَعَتِ الأَنْصَارُ سُكْنَى المُهَاجِرِينَ، قَالَتْ أُمُّ العَلاَءِ: فَسَكَنَ عِنْدَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ، فَاشْتَكَى، فَمَرَّضْنَاهُ حَتَّى إِذَا تُوُفِّيَ وَجَعَلْنَاهُ فِي ثِيَابِهِ، دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ، فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ اللَّهَ أَكْرَمَهُ؟«، فَقُلْتُ: لاَ أَدْرِي بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »أَمَّا عُثْمَانُ فَقَدْ جَاءَهُ وَاللَّهِ اليَقِينُ، وَإِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الخَيْرَ، ....الخ"(1)

ترجمہ: حضرت خارجہ بن زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ ام العلاء رضی اللہ عنہا (انصار کی ایک عورت نے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی) نے انہیں خبر دی کہ مہاجرین قرعہ ڈال کر انصار میں بانٹ دیئے گئے تو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہمارے حصہ میں آئے۔ چنانچہ ہم نے انہیں اپنے گھر میں رکھا۔ آخر وہ بیمار ہوئے اور اسی میں وفات پا گئے۔ وفات کے بعد غسل دیا گیا اور کفن میں لپیٹ دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے کہا ابو سائب آپ پر اللہ کی رحمتیں ہوں میری آپ کے متعلق شہادت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کی عزت فرمائی ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے ان کی عزت فرمائی ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں پھر کس کی اللہ تعالی عزت افزائی کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں شبہ نہیں کہ ان کو موت آچکی، اللہ کی قسم کہ میں بھی ان کے لیے خیر ہی کی امید رکھتا ہوں.......الخ۔

یارسول اللہ ﷺ میں اپنی زبان سے چیڑ پھاڑ کر رکھ دوں گا:

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: »اهْجُوا قُرَيْشًا، فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهَا

(1)...(صحیح بخاری، کتاب الشهادات، باب القرعة في المشكلات، رقم: 2687)

مِنْ رَشْقٍ بِالنَّبْلِ« فَأَرْسَلَ إِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ فَقَالَ: »اهْجُهُمْ« فَهَجَاهُمْ فَلَمْ يُرْضِ، فَأَرْسَلَ إِلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، قَالَ حَسَّانُ: قَدْ آنَ لَكُمْ أَنْ تُرْسِلُوا إِلَى هَذَا الْأَسَدِ الضَّارِبِ بِذَنَبِهِ، ثُمَّ أَدْلَعَ لِسَانَهُ فَجَعَلَ يُحَرِّكُهُ فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَفْرِيَنَّهُمْ بِلِسَانِي فَرْيَ الْأَدِيمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »لَا تَعْجَلْ، فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِأَنْسَابِهَا، وَإِنَّ لِي فِيهِمْ نَسَبًا، حَتَّى يُلَخِّصَ لَكَ نَسَبِي« فَأَتَاهُ حَسَّانُ، ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ لَخَّصَ لِي نَسَبَكَ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِينِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ لِحَسَّانَ: »إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ، مَا نَافَحْتَ عَنِ اللهِ وَرَسُولِهِ« ، وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: »هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفَى وَاشْتَفَى« قَالَ حَسَّانُ:

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا قریش کی ہجو کرو کیونکہ یہ انہیں تیروں کی بوچھاڑ سے بھی زیادہ سخت محسوس ہوتی ہے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ابن رواحہ کی طرف پیغام بھیجا تو فرمایا ان کی ہجو کرو انہوں نے ہجو بیان کی لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خوش نہ ہوئے پھر حضرت کعب بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) کی طرف پیغام بھیجا پھر حسان بن ثابت کو بلوایا جب حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس حاضر ہوئے تو عرض کیا اب وہ وقت آگیا ہے کہ اس دم ہلاتے ہوئے شیر کو تم میری طرف چھوڑ دو پھر اپنی زبان کو نکالا اور اسے حرکت دینا شروع کر دیا اور عرض کیا اس ذات کی قسم! جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں انہیں اپنی زبان سے چیر پھاڑ کر رکھ دوں گا جس طرح چمڑے کو چیر دیا جاتا ہے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جلدی مت کرو بے شک ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) قریش کے نسب کو خوب جانتے ہیں اور میرا نسب قریش کے نصب سے بالکل واضح کر دیں گے۔ پس حضرت حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ)

حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ) کے پاس آئے اور پھر واپس گئے تو عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ تحقیق انہوں نے مجھے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نسب واضح کردیا ہے اس ذات کی قسم جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان سے ایسے نکال لوں گا جیسے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے سیدہ عائشہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) نے کہا میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے حضرت حسان کو فرماتے ہوئے سنا جب تک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے مدافعت کرتا رہے گا روح القدس برابر تیری نصرت و مدد کرتا رہے گا اور کہتی ہیں میں نے رسول اللہ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ حسان نے کفار کی ہجو بیان کر کے مسلمانوں کو شفاء یعنی خوشی دی اور کفار کو بیمار کردیا ہے حضرت حسان رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا۔

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللهِ فِي ذَاكَ الْجَزَاءُ

تو نے محمد (ﷺ) کی ہجو کی ہے ان کی طرف سے میں جواب دیتا ہوں اور اس میں اللہ ہی کے پاس جزا اور بدلہ ہوگا۔

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا حَنِيفًا رَسُولَ اللهِ شِيمَتُهُ الْوَفَاءُ

تو نے محمد کی ہجو کی جو نیک اور دین حنیف کے مطابق تقوی اختیار کرنے والے اللہ کے رسول ہیں وعدہ وفا کرنا ان کی صفت ہے۔

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

بے شک میرے باپ اور میری ماں اور میری عزت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تم سے بچانے کے لئے صدقہ اور قربان ہیں۔

ثَكِلْتُ بُنَيَّتِي إِنْ لَمْ تَرَوْهَا تُثِيرُ النَّقْعَ مِنْ كَنَفَيْ كَدَاءِ

میں اپنے آپ پر آہ وزاری کروں اگر تم نہ دیکھو اس کو کہ کداء کے دونوں طرف سے غبار کو اڑادے گا۔

يُبَارِينَ الْأَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ عَلَى أَكْتَافِهَا الْأَسَلُ الظِّمَاءُ

وہ گھوڑے جو باگوں پر زور کریں اپنی قوت و طاقت سے اوپر چڑھتے ہوئے ان کے کندھوں پر خون کے پیاسے نیزے ہیں۔

تَظَلُّ جِیَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ

ہمارے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئیں گے اور ان کے نتھنوں کو عورتیں اپنے دوپٹوں سے صاف کریں گی۔

فَإِنْ أَعْرَضْتُمُو عَنَّا اعْتَمَرْنَا وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ

اگر تم ہم سے روگردانی واعراض کرو تو ہم عمرہ کریں گے اور فتح ہو جانے سے پردہ اٹھ جائے گا۔

وَإِلَّا فَاصْبِرُوا لِضِرَابِ يَوْمٍ يُعِزُّ اللهُ فِيهِ مَنْ يَشَاءُ

ورنہ صبر کرو اس دن کی مار کے لئے جس دن اللہ جسے چاہے گا عزت عطا کرے گا۔

وَقَالَ اللهُ قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا يَقُولُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهِ خَفَاءُ

اور اللہ نے فرمایا ہے تحقیق میں نے اپنا بندہ بھیجا ہے جو حق بات کہتا ہے جس میں کوئی پوشیدہ بات نہیں ہے۔

وَقَالَ اللهُ قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا هُمُ الْأَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ

اور اللہ نے کہا ہے کہ میں نے ایک لشکر تیار کر دیا ہے اور وہ انصار ہیں کہ انکا مقصد صرف دشمن سے مقابلہ ہے۔

لَنَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مِنْ مَعَدٍّ سِبَابٌ أَوْ قِتَالٌ أَوْ هِجَاءُ

وہ ہر دن کسی نہ کسی تیاری میں ہے کبھی گالیاں دی جاتی ہیں یا لڑائی یا ہجو ہے۔

فَمَنْ يَهْجُو رَسُولَ اللهِ مِنْكُمْ وَيَمْدَحُهُ وَيَنْصُرُهُ سَوَاءُ

پس تم میں سے جو بھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہجو کرے یا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تعریف کرے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد کرے سب برابر ہے۔

وَجِبْرِيلٌ رَسُولُ اللهِ فِينَا وَرُوحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهُ كِفَاءُ

ہم میں اللہ کا پیغام لانے والے جبرائیل وروح القدس موجود ہیں جن کا کوئی ہمسر اور برابر کرنے والا نہیں ہے۔(1)

---

(1)...(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، بَابُ فَضَائِلِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، رقم: 157)

صحابہ کرام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خوف کے وقت ان کے گرد جمع ہو جانا:

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتنی محبت فرماتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے ہی اندازہ لگا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقام لینے کے لیے تیار ہو جاتے اور اعلان کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے ایذیت دی ہے اپنا اسلحہ نکال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حفاظت میں لے لو چنانچہ:

"عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُمَرَ رَحِمَهُ اللهُ إِذَا أُتِيَ بِرَجُلٍ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ مَسْكَنُهُ بِالسُّوسِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَنْتَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَأَنْتَ النَّازِلُ بِالسُّوسِ قَالَ نَعَمْ فَضَرَبَهُ عمر بقناة مَعَه فَقَالَ مَالِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ عُمَرُ اجْلِسْ فَجَلَسَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ {الر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ} إِلَى {لمن الغافلين} فَقَرَأَ عَلَيْهِ ثَلَاثًا وَضَرَبَه ثَلَاثًا فَقَالَ لَهُ الرجل مَالِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ أَنْتَ الَّذِي نَسَخْتَ كِتَابَ دَانِيَالَ قَالَ مُرْنِي بِأَمْرِكَ أَتَّبِعْهُ قَالَ انْطَلِقْ فَامْحُهُ بِالْحَمِيمِ وَالصُّوفِ الْأَبْيَضِ ثُمَّ لَا تَقْرَأْهُ وَلَا تُقْرِئْهُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ فَلَئِنْ بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ قَرَأْتَهُ أَوْ أَقْرَأْتَهُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ لَأُنْهِكَنَّكَ عُقُوبَةً ثُمَّ قَالَ لَهُ اجْلِسْ فَجَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا فَانْتَسَخْتُ كِتَابًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ جِئْتُ بِهِ فِي أَدِيمٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذَا فِي يَدِكَ يَا عُمَرُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ كِتَابٌ نَسَخْتُهُ لِنَزْدَادَ بِهِ عِلْمًا إِلَى عِلْمِنَا فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ ثُمَّ نُودِيَ بِالصَّلَاةِ جَامِعَةً فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ أُغْضِبَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّلَاحُ السِّلَاحُ فَجَاءُوا حَتَّى أَحْدَقُوا بِمِنْبَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي أُوتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَخَوَاتِيمَهُ وَاخْتُصِرَ لِي اخْتِصَارًا وَلَقَدْ أَتَيْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً فَلَا تَتَهَوَّكُوا وَلَا يَغُرَّنَّكُمُ الْمُتَهَوِّكُونَ قَالَ عُمَرُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ

رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِكَ رَسُولًا ثُمَّ نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسلم"(١)

ترجمہ: حضرت خالد بن عرفطہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سوس کا رہنے والا قبیلہ عبدالقیس کا ایک شخص جناب فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ) کے پاس آیا آپ نے اس سے پوچھا کہ تیرا نام فلاں فلاں ہے؟ اس نے کہا ہاں پوچھا تو سوس میں مقیم ہے؟ اس نے کہا ہاں تو آپ کے ہاتھ میں جو خوشہ تھا اسے مارا۔ اس نے کہا امیر المؤمنین میرا کیا قصور ہے؟ آپ نے فرمایا بیٹھ جا۔ میں بتاتا ہوں پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر اسی سورت کی (آیتیں لمن الغافلین) تک پڑھیں تین مرتبہ ان آیتوں کی تلاوت کی اور تین مرتبہ اسے مارا۔ اس نے پھر پوچھا کہ امیر المؤمنین میرا قصور کیا ہے آپ نے فرمایا تو نے دانیال کی ایک کتاب لکھی ہے۔ اس نے کہا پھر جو آپ فرمائیں۔ میں کرنے کو تیار ہوں، آپ نے فرمایا جا اور گرم پانی اور سفید روئی سے اسے بالکل مٹا دے۔ خبردار آج کے بعد سے اسے خود پڑھنا نہ کسی اور کو پڑھانا۔ اب اگر میں اس کے خلاف سنا کہ تو نے خود اسے پڑھا یا کسی کو پڑھایا تو ایسی سخت سزا کروں گا کہ عبرت بنے۔ پھر فرمایا بیٹھ جا، ایک بات سنتا جا۔ میں نے جا کر اہل کتاب کی ایک کتاب لکھی پھر اسے چمڑے میں لئے ہوئے حضور (علیہ السلام) کے پاس آیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا تیرے ہاتھ میں یہ کیا ہے؟ میں نے کہا ایک کتاب ہے کہ ہم علم میں بڑھ جائیں۔ اس پر آپ اس قدر ناراض ہوئے کہ غصے کی وجہ سے آپ کے رخسار پر سرخی نمودار ہوگئی پھر منادی کی گئی کہ نماز جمع کرنے والی ہے۔ اسی وقت انصار نے ہتھیار نکال لیے کہ کسی نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ناراض کر دیا ہے اور منبر نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چاروں طرف وہ لوگ ہتھیار بند بیٹھ گئے۔ اب آپ نے فرمایا لوگو میں جامع کلمات دیا گیا ہوں اور کلمات کے خاتم دیا گیا ہوں اور پھر میرے لیے بہت ہی اختصار کیا گیا ہے میں اللہ کے دین کی باتیں بہت سفید اور

---

(١)...(الأحاديث المختارة أو المستخرج من الأحاديث المختارة مما لم يخرجه البخاري ومسلم في صحيحيهما. المؤلف: ضياء الدين أبو عبد الله محمد بن عبد الواحد المقدسي (المتوفى: 643هـ) دراسة وتحقيق: معالي الأستاذ الدكتور عبد الملك بن عبد الله بن دهيش. الناشر: دار خضر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان. الطبعة: الثالثة، 1420 هـ - 2000 م، خَالِدُ بْنُ عُرْفُطَةَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، رقم: 115... تفسير ابن ابي حاتم، ج7، ص 2101... ابن كثير في التفسير، ج2، ص467، 468)

نمایاں لایا ہوں۔ خبردار تم بہک نہ جانا۔ گہرائی میں اترنے والے کہیں تمہیں بہکا نہ دیں۔ یہ سن کر حضرت عمر کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے میں تو یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر آپ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہونے پر دل سے راضی ہوں۔

یارسول اللہ ﷺ میں آپ کے لیے پہرا دینے آیا ہوں:

"عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَرِقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقَالَ: »لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ«، قَالَتْ وَسَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »مَنْ هَذَا« قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ: يَا رَسُولَ اللهِ جِئْتُ أَحْرُسُكَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ"(1)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند نہ آئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش میرے صحابہ میں سے کوئی نیک مرد میرے لیے آج رات پہرہ دیتا۔ اتنے میں ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں یا رسول اللہ ﷺ! (انہوں نے کہا) میں آپ کے لیے پہرہ دینے آیا ہوں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوئے یہاں تک کہ ہم نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعد نے فرمایا :

" وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجِئْتُ أَحْرُسُهُ، فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ نَامَ.(2)

ترجمہ: حضرت سعد نے عرض کیا کہ میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں کچھ خوف سا محسوس ہوا اس لئے میں پہرہ دینے کے لئے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں

---

(1)...(صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب الحراسة فی الغزو فی سبیل الله ..... صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، بَابٌ فِي فَضْلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، رقم: 39)

(2)...(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، بَابٌ فِي فَضْلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، رقم: 40)

حاضر ہوا ہوں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت سعد کو دعا دی پھر سو گئے۔

میں نے خوف محسوس کیا اس لیے پہرا دیا:

"وَلَمَّا أَعْرَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَفِيَّةَ، بِخَيْبَرَ أَوْ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، وَكَانَتْ الَّتِي جَمَّلَتْهَا لِرَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، ومشّطتها وأصلحت من أَمْرِهَا أُمُّ سُلَيْمٍ بِنْتُ مِلْحَانَ، أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. فَبَاتَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ لَهُ، وَبَاتَ أَبُو أَيُّوبَ خَالِدُ بْنُ زَيْدٍ، أَخُو بَنِي النَّجَّارِ مُتَوَشِّحًا سَيْفَهُ. يَحْرُسُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَيُطِيفُ بِالْقُبَّةِ، حَتَّى أَصْبَحَ رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلما رأى مكانه قال: مالك يَا أَبَا أَيُّوبَ؟ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، خِفْت عَلَيْك مِنْ هَذِهِ الْمَرْأَةِ، وَكَانَتْ امْرَأَةً قَدْ قَتَلْتَ أَبَاهَا وَزَوْجَهَا وَقَوْمَهَا، وَكَانَتْ حَدِيثَةَ عَهْدٍ بِكُفْرٍ، فَخِفْتهَا عَلَيْك. فَزَعَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: اللهمّ احفظ أبا أيوب كما بات يحفظني.(1)

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ سے خیبر میں یا راستے میں شادی کی اور حضرت صفیہ وہی ہیں جن کو حضرت انس بن مالک کی والدہ محترمہ حضرت ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے تیار کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ اپنے ایک قبے میں رات بسر فرمائی اور حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ قبیلہ بنو نجار میں سے تھے ساری رات تلوار لیکر کر رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرتے رہے اور اسی قبے کے گرد طواف کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اے ابوایوب آپ کو کیا ہوا؟ تو حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس عورت سے خوف محسوس کیا (کہ کہیں آپ کو کوئی

(1)...(الروض الأنف في شرح السيرة النبوية. المؤلف: أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد السهيلي (المتوفى: 581هـ). الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. الطبعة: الأولى، 1412 هـ ج6، ص514.....السيرة النبوية لابن هشام. المؤلف: عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري، أبو محمد جمال الدين (المتوفى: 213هـ). تحقيق: مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ الشلبي. الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر. الطبعة: الثانية، 1375هـ - 1955 م، ج2، ص340)

نقصان نہ پہنچا دے اس لیے کہ) ہم نے اس کے باپ، شوہر، اور قوم کو قتل کیا ہے (یعنی ان سے جہاد کیا ہے) اور یہ نئی نئی مسلمان ہوئیں ہیں اس لیے مجھے خوف ہوا، تو میں نے آپ کی حفاظت کے لیے رات بھر پہرا دیا، صحابہ کرام فرماتے ہیں ہمیں لگتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ تو ابو ایوب کی بھی ایسی ہی حفاظت فرما جیسے اس نے رات بھر ہماری حفاظت کی۔

حفاظت رسول ﷺ کا بدلہ جنت:

"سَهْلُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ، أَنَّهُمْ سَارُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَأَطْنَبُوا السَّيْرَ، حَتَّى كَانَتْ عَشِيَّةٌ فَحَضَرْتُ الصَّلَاةَ، عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَارِسٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي انْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ حَتَّى طَلَعْتُ جَبَلَ كَذَا وَكَذَا، فَإِذَا أَنَا بِهَوَازِنَ عَلَى بَكْرَةِ آبَائِهِمْ بِظُعُنِهِمْ، وَنَعَمِهِمْ، وَشَائِهِمْ، اجْتَمَعُوا إِلَى حُنَيْنٍ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: »تِلْكَ غَنِيمَةُ الْمُسْلِمِينَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ« ، ثُمَّ قَالَ: »مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟« ، قَالَ أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: »فَارْكَبْ« ، فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ فَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »اسْتَقْبِلْ هَذَا الشِّعْبَ حَتَّى تَكُونَ فِي أَعْلَاهُ، وَلَا نُغَرَّنَّ مِنْ قِبَلِكَ اللَّيْلَةَ« ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا، خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مُصَلَّاهُ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: »هَلْ أَحْسَسْتُمْ فَارِسَكُمْ« ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَحْسَسْنَاهُ فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي، وَهُوَ يَلْتَفِتُ إِلَى الشِّعْبِ حَتَّى إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ قَالَ: »أَبْشِرُوا فَقَدْ جَاءَكُمْ فَارِسُكُمْ« ، فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ إِلَى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشِّعْبِ، فَإِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي انْطَلَقْتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَى هَذَا الشِّعْبِ حَيْثُ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا

أَصْبَحْتُ اطَّلَعْتُ الشِّعْبَيْنِ كِلَيْهِمَا فَنَظَرْتُ، فَلَمْ أَرَ أَحَدًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ؟« قَالَ: لَا، إِلَّا مُصَلِّيًا أَوْ قَاضِيًا حَاجَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »قَدْ أَوْجَبْتَ فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعْمَلَ بَعْدَهَا«(¹)

ترجمہ: حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کے دن چلے اور بہت ہی تیزی کے ساتھ چلے، یہاں تک کہ شام ہوگئی، میں نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اتنے میں ایک سوار نے آ کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ لوگوں کے آگے گیا، یہاں تک کہ فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ سب کے سب اپنی عورتوں، چوپایوں اور بکریوں کے ساتھ بھاری تعداد میں مقام حنین میں جمع ہیں، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: "ان شاء اللہ یہ سب کل ہم مسلمانوں کا مال غنیمت ہوں گے"، پھر فرمایا: "رات میں ہماری پہرہ داری کون کرے گا؟" انس بن ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو سوار ہو جاؤ"، چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس گھاٹی میں جاؤ یہاں تک کہ اس کی بلندی پہ پہنچ جاؤ اور ایسا نہ ہو کہ ہم تمہاری وجہ سے آج کی رات دھوکہ کھا جائیں"، جب ہم نے صبح کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلے پر آئے، آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر فرمایا: "تم نے اپنے سوار کو دیکھا؟" لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے اسے نہیں دیکھا، پھر نماز کے لیے اقامت کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے لیکن دوران نماز کنکھیوں سے گھاٹی کی طرف دیکھ رہے تھے، یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے اور

(¹)...(سنن ابی داود، کتاب الجهاد، بَابٌ فِي فَضْلِ الْحَرْسِ فِي سَبِيلِ اللهِ تَعَالَى، رقم: 2501....وأخرجه الشاشي (840) و (841) من طريق يزيد بن هارون بهذا الإسناد...وأخرجه الطيالسي (377)، ...والنسائي في "الكبرى" (8854)، ومن طريقه البيهقي في "السنن" 2/218 من طريق عبد الله بن المبارك.... وأبو يعلى (5285) من طريق عبد الرحمن بن مهدي ...والطبراني في "الكبير" (10548) من طريق قرة بن حبيب القنوي أربعتهم عن المسعودي به...وأورده الهيثمي في "المجمع" 1/318-319، وقال: رواه أحمد والبزار والطبراني في "الكبير"..... وأبو يعلى باختصار عنهم، وفيه عبد الرحمن بن عبد الله المسعودي، وقد اختلط في آخر عمره قلنا: في هذه الرواية أن الذي حرس المسلمين هو عبد الله بن مسعود، وتقدم في الرواية (3657) أن الذي حرسهم هو بلال، وهو الوارد عند البخاري (595)، ... ومسلم (680) و (681)، وهو الصواب وسيأتي برقم (4421)، وتقدم ذكر شواهده من الصحيح برقم (3657)، وقصة الناقة أخرجها الطبري مختصرة بإسناد حسن في "جامع البيان" 26/69،)

سلام پھیرا تو فرمایا: "خوش ہو جاؤ! تمہارا سوار آ گیا"، ہم درختوں کے درمیان سے گھاٹی کی طرف دیکھنے لگے، یکا یک وہی سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور سلام کیا اور کہنے لگا: میں گھاٹی کے بالائی حصہ پہ چلا گیا تھا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا تو جب صبح کی تو میں نے دونوں گھاٹیوں پر چڑھ کر دیکھا تو کوئی بھی نہیں دکھائی پڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "کیا تم آج رات گھوڑے سے اترے تھے؟"، انہوں نے کہا: نہیں، البتہ نماز پڑھنے کے لیے یا قضائے حاجت کے لیے اترا تھا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "تم نے اپنے لیے جنت کو واجب کر لیا، اب اگر اس کے بعد تم عمل نہ کرو تو تمہیں کچھ نقصان نہ ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کے بعض محافظین کے اسماء گرامی:

امام ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"وَتَتَبَّعَ بَعْضُهُمْ أَسْمَاءَ مَنْ حَرَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَمَعَ مِنْهُمْ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَالزُّبَيْرُ وَأَبُو أَيُّوبَ وَذَكْوَانُ بْنُ عَبْدِ الْقَيْسِ وَالأَدْرَعُ السُّلَمِيُّ وَبنُ الأَدْرَعِ وَاسْمُهُ مِحْجَنٌ وَيُقَالُ سَلَمَةُ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ وَالْعَبَّاسُ وَأَبُو رَيْحَانَةَ(1)

رسول اللہ ﷺ کی مختلف مقامات پر حفاظت کرنے والے صحابہ کرام کے چند اسماء یہ ہیں، حضرت سعد بن معاذ، محمد بن مسلمہ، زبیر، ابو ایوب، ذکوان بن عبد القیس، ادرع سلمی، اور ان کے بیٹے جن کا نام مبارک محجن ہے اور ان کو سلمہ بھی کہا جاتا ہے، اور عبادہ بن بشیر، عباس، اور ابو ریحانہ، رضی اللہ تعالی عنہم

زمانہ نبوی میں شاتم الرسول کے قتل کے واقعات:

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں بعض اہل کتاب ایسے بھی تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سب وشتم کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کو قتل کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان مقتولوں کے خون کو رائیگاں قرار دیا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شاتم رسول کی سزا قتل ہے اور اس کا کوئی دیت وقصاص نہیں چند احادیث پیش کرتا ہوں۔

(1) " عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، «أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

---

(1)...(فتح الباری لابن حجر، قولہ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیت کذا وکذا، ج۶، ص۸۲)

وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ، فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ، فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا «(1)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور آپ کی ہجو کیا کرتی تھی، تو ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا، یہاں تک کہ وہ مرگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون باطل ٹھہرا دیا۔

(2) " حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ أَعْمَى كَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَقَعُ فِيهِ، فَيَنْهَاهَا، فَلَا تَنْتَهِي، وَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، قَالَ: فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ، جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَشْتُمُهُ، فَأَخَذَ الْمِغْوَلَ فَوَضَعَهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا، فَوَقَعَ بَيْنَ رِجْلَيْهَا طِفْلٌ، فَلَطَّخَتْ مَا هُنَاكَ بِالدَّمِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ: »أَنْشُدُ اللهَ رَجُلًا فَعَلَ مَا فَعَلَ لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ« ، فَقَامَ الْأَعْمَى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلْزَلُ حَتَّى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَا صَاحِبُهَا، كَانَتْ تَشْتُمُكَ، وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي، وَأَزْجُرُهَا، فَلَا تَنْزَجِرُ، وَلِي مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ، وَكَانَتْ بِي رَفِيقَةً، فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتُمُكَ، وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَخَذْتُ الْمِغْوَلَ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »أَلَا اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ«(2)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک نابینا شخص کے پاس ایک ام ولد تھی جو نبی

---

(1)...(سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ رقم: 4362... والسنن الکبری للبیہقی، ج9،ص200... مصنف ابن ابی شیبۃ، مَسْأَلَةُ تَعَالَى مَنْ يَشْتُمُ الرَّسُولَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج7،ص301، رقم: 36279)

(2)...(سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ رقم: 4361... سنن نسائی، کتاب التحریم الدم، باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ، ج7،ص107، 108... سنن الکبری للنسائی، ج2،ص304 من کتاب المحاربۃ، المعجم الکبیر، ج11،ص351... سنن الدار قطنی، ج3،ص112، 113.... مستدرک للحاکم، ج4ص354... السیف المسلول،ص 330، 336، 342، 345)

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور آپ کی ہجو کیا کرتی تھی، وہ نابینا صحابی اسے روکتے تھے لیکن وہ نہیں رکتی تھی، وہ اسے جھڑکتے تھے لیکن وہ کسی طرح باز نہیں آتی تھی حسب معمول ایک رات اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو شروع کی، اور آپ کو گالیاں دینے لگی، تو اس صحابی نے ایک چھری لی اور اسے اس کے پیٹ پر رکھ کر خوب زور سے دبا کر اسے ہلاک کر دیا، اس کے دونوں پاؤں کے درمیان اس کے پیٹ سے ایک بچہ گرا جس نے اس جگہ کو جہاں وہ تھی خون سے لت پت کر دیا، جب صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حادثہ کا ذکر کیا گیا، آپ نے لوگوں کو اکٹھا کیا، اور فرمایا: "جس نے یہ کیا ہے میں اس سے اللہ کا اور اپنے حق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ وہ کھڑا ہو جائے" تو وہ نابینا صحابی کھڑے ہو گئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے اور ہانپتے کانپتے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے، اور عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول میں اس کا مولی ہوں، وہ آپ کو گالیاں دیتی اور آپ کی ہجو کیا کرتی تھی، میں اسے منع کرتا تھا لیکن وہ نہیں رکتی تھی، میں اسے جھڑکتا تھا لیکن وہ کسی صورت سے باز نہیں آتی تھی، میرے اس سے موتیوں کے مانند دو بچے ہیں، وہ مجھے بڑی محبوب تھی تو جب کل رات آئی حسب معمول وہ آپ کو گالیاں دینے لگی، اور ہجو کرنی شروع کی، میں نے ایک چھری اٹھائی اور اسے اس کے پیٹ پر رکھ کر خوب زور سے دبا دیا، وہ اس کے پیٹ میں گھس گئی یہاں تک کہ میں نے اسے مار ہی ڈالا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگو! سنو تم گواہ رہنا کہ اس کا خون لغو ہے"۔

نوٹ:

اس حدیث کو امام حاکم، اور امام ذھبی اور غیر مقلدین کے امام و پیشواء حافظ ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے، اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

یہ احادیث اس بات پر دلیل صریح ہیں کہ شاتم رسول کو قتل کیا جائے گا اگرچہ وہ کتابی ہی کیوں نہ ہو اور رسول اللہ ﷺ کا شاتم رسول کے خونوں کو باطل قرار دینا اس کی دلیل ہے۔ اس بارے مزید تفصیل اگلی فصل میں آئے گی۔

شاتمِ رسول کی سزا:

"عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَغَضِبَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ عَلَيْهِ جِدًّا، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ، قُلْتُ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ،

أَضْرِبُ عُنُقَهُ. فَلَمَّا ذَكَرْتُ الْقَتْلَ أَضْرَبَ عَنْ ذَلِكَ الْحَدِيثِ أَجْمَعَ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ النَّحْوِ. فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا أَبَا بَرْزَةَ. مَا قُلْتَ: وَنَسِيتُ الَّذِي قُلْتُ: قُلْتُ: ذَكِّرْنِيهِ. قَالَ: أَمَا تَذْكُرُ مَا قُلْتَ ؟. قُلْتُ: لَا وَاللهِ. قَالَ: أَرَأَيْتَ حِينَ رَأَيْتَنِي غَضِبْتُ عَلَى رَجُلٍ ؟. فَقُلْتَ: أَضْرِبُ عُنُقَهُ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ. أَمَا تَذْكُرُ ذَلِكَ أَوَ كُنْتَ فَاعِلًا ذَلِكَ. قُلْتُ: نَعَمْ. وَاللهِ وَالْآنَ إِنْ أَمَرْتَنِي فَعَلْتُ. قَالَ: "وَاللهِ مَا هِيَ لِأَحَدٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". (1)

ترجمہ: حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، آپ ایک مسلمان آدمی پر غصہ ہوئے اور آپ کا غصہ سخت ہو گیا، جب میں نے دیکھا تو عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول ﷺ! کیا میں اس کی گردن اڑا دوں؟ جب میں نے قتل کا نام لیا تو انہوں نے یہ ساری گفتگو بدل کر دوسری گفتگو شروع کر دی، پھر جب ہم جدا ہوئے تو مجھے بلا بھیجا اور کہا: ابو برزہ! تم نے کیا کہا؟ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ بھول چکا تھا، میں نے کہا: مجھے یاد دلائیے، تو آپ نے کہا: کیا تم نے جو کہا تھا وہ تمہیں یاد نہیں آ رہا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! تو آپ نے کہا: جب مجھے ایک شخص پر غصہ ہوتے دیکھا تو کہا تھا: اے خلیفہ رسول! کیا میں اس کی گردن اڑا دوں؟ کیا یہ تمہیں یاد نہیں ہے؟ کیا تم ایسا کر گزرتے؟ میں نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! اگر آپ اب بھی حکم دیں تو میں کر گزروں، تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی کا یہ مقام نہیں ہے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ:

"فَقَالَ: »لَيْسَ هَذَا إِلَّا لِمَنْ شَتَمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ«

(مستدرك للحاكم، كتاب الحدود، رقم: 8046)

ترجمہ: کہ یہ (سب وشتم پر قتل کرنے کا حکم) صرف نبی ﷺ کے لیے ہے۔

یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے تنبیہ تھی کہ جو رسول اللہ ﷺ کو سب وشتم کرے، یا ان سے

(1)...(سنن نسائی، کتاب التحریم الدم، باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ، وباب ذکر الاختلاف علی الاعمش، ج7، ص109، رقم: 4082.... سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باالحکم فیمن سب النبی ﷺ، رقم: 4363.... مستدرك للحاكم، ج4، ص394)

جھگڑا کرے، اس کو قتل کیا جائے گا اور نبی کے علاوہ یہ کسی اور کی شان نہیں ہے۔ دوسری روایت سے بالکل ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں بھی شاتم رسول کی سزا قتل ہے۔

اہل ذمہ شاتم الرسول کے لیے صحابہ کا اسی قانون پر عمل کرنا:

"حَدَّثَنِي كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ، أَنَّ عَرَفَةَ بْنَ الْحَارِثِ الْكِنْدِيَّ مَرَّ بِهِ نَصْرَانِيٌّ فَدَعَاهُ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَتَنَاوَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَهُ، فَرَفَعَ عَرَفَةُ يَدَهُ فَدَقَّ أَنْفَهُ، فَرُفِعَ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ عَمْرٌو: أَعْطَيْنَاهُمُ الْعَهْدَ. فَقَالَ عَرَفَةُ: مَعَاذَ اللهِ أَنْ نَكُونَ أَعْطَيْنَاهُمْ عَلَى أَنْ يُظْهِرُوا شَتْمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّمَا أَعْطَيْنَاهُمْ عَلَى أَنْ نُخَلِّيَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ كَنَائِسِهِمْ، يَقُولُونَ فِيهَا مَا بَدَا لَهُمْ، وَأَنْ لَا نُحَمِّلَهُمْ مَا لَا يُطِيقُونَ، وَإِنْ أَرَادَهُمْ عَدُوٌّ قَاتَلْنَاهُمْ مِنْ وَرَائِهِمْ، وَنُخَلِّيَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ أَحْكَامِهِمْ، إِلَّا أَنْ يَأْتُوا رَاضِينَ بِأَحْكَامِنَا، فَنَحْكُمَ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِ اللهِ وَحُكْمِ رَسُولِهِ. قَالَ عَمْرٌو: صَدَقْتَ"(1)

ترجمہ: حضرت کعب بن علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عرفہ بن حارث کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک نصرانی گزرا تو آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی، تو اس نے نبی اکرم ﷺ کی ہجو کرنی شروع کر دی، حضرت عرفہ نے اپنا ہاتھ بلند کیا (اور گھونسہ مار کر) اس کا ناک کوٹ دیا (زخمی کر دیا) تو یہ مقدمہ حضرت عمرو کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا کیا اے عرفہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہم نے ان کو عہد دیا ہے (یعنی یہ اہل ذمہ ہیں)؟ تو حضرت عرفہ نے جواب دیا معاذ اللہ کیا ہم ان کو اس لیے عہد دیں گئے کہ یہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کو گالیاں نکالتے پھریں؟؟ ہم نے ان کو اس لیے عہد دیا تھا کہ ہم ان کے اور ان کے گرجا کے درمیان نہیں آئیں گے اور یہ اپنے اس گرجا گھر میں جو چاہیں کریں اور ہم ان کو

---

(1)...(السنن الكبرى. المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني أبو بكر البيهقي (المتوفى: 458هـ) المحقق: محمد عبد القادر عطا. الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنات. الطبعة: الثالثة، 1424 هـ - 2003 م، بَابُ يَشْتَرِطُ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَذْكُرُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بِمَا هُوَ أَهْلُهُ. ج9، ص336 بتصرف.... التاريخ الكبير للبخاري، ج7ص109، 110... اتحاف الخيرة المهرة ج5، ص212، 213.... اسد الغابة ج4، ص38... الاصابة، ج5، ص309)

اس کا پابند نہیں کریں گے جس کی ان میں طاقت نہیں ہے، اگر کسی دشمن نے ان کو للکارا تو ان کے پیچھے لڑیں گے، اور ہم ان کے احکام میں عمل دخل نہیں کریں گے لیکن ان کو ہمارے احکام ماننے ہوں گے، ہم ان کے درمیان کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کریں گے، حضرت عمر نے فرمایا آپ نے سچ کہا۔

یہی حال ہر ذمی کا اس لیے کہ اس نے ہم سے عہد کیا ہے کہ وہ ہمارے مقدسات کے در پے نہیں ہوگا تو جب اس نے ہمارے مقدسات کی تنقیص کی تو اس کا عہد ٹوٹ گیا، اسی لیے اب اس کو اس کے جرم کے مطابق سزا دینی ضروری ہے۔ اور یہ حکمرانِ وقت کا فرض ہے کہ اس کو سزا دے اور اگر یہ اس مین دیر یا کوتاہی کرے گا تو گناہگار ہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مذاق ہوگا (فافہم)

دفاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جانوروں کا کردار:

یہ باب بھی اپنی اندر بہت وسعت کا حامل ہے ہم یہاں پر برائے تنبیہ چند واقعات نقل کرتے ہیں, لیکن ان کے ذکر سے پہلے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم چند احادیث اس بارے میں بھی ذکر کر دیں کہ ہر چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانتی ہے اور ہر چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت کو پہچانتی ہے سوائے چند ان لوگوں کے جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی۔

"عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ حَتَّى إِذَا دُفِعْنَا إِلَى حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ بَنِي النَّجَّارِ إِذَا فِيهِ جَمَلٌ قَطِمٌ يَعْنِي هَائِجًا, لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ الْحَائِطَ إِلَّا شَدَّ عَلَيْهِ, قَالَ: فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَى الْحَائِطَ فَدَعَا الْبَعِيرَ فَجَاءَ وَاضِعًا مِشْفَرَهُ فِي الْأَرْضِ حَتَّى بَرَكَ بَيْنَ يَدَيْهِ, فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »هَاتُوا خِطَامًا« , فَخَطَمَهُ وَدَفَعَهُ إِلَى أَصْحَابِهِ, ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ: »إِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا وَيَعْلَمُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ غَيْرَ عَاصِي الْجِنِّ

وَالْإِنْسِ«(۱)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے کہ ہم بنو نجار کے ایک باغ کے پاس آئے اس میں ایک اونٹ تھا باغ میں جو بھی جاتا وہ اونٹ اس پر حملہ کر دیتا لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے آپ نے اسے بلایا وہ اپنا منہ زمین پر رکھ کر آیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی لگام لاؤ! پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو لگام ڈالی اور اس کے مالک کے سپرد کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے (ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا) "گناہگار جنات اور انسانوں کے علاوہ زمین و آسمان کی ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

اب ہم یہاں دو مثالیں جانوروں کی رسول اللہ ﷺ پر حرص کے بارے میں نقل کرتے ہیں اور ایک مثال جانوروں کا رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچانے کے بارے میں ذکر کرتے ہیں ایک مثال جانوروں کا رسول اللہ ﷺ کے ادب کرنے کے بارے میں، ایک مثال جانوروں کا رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرنے کے بارے میں، اور تین مثالیں جانوروں کے شاتمِ رسول سے انتقام کے بارے میں ذکر کرتے ہیں۔

مذبوحہ جانور اور دفاعِ رسول ﷺ:

"عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ امْرَأَةً يَهُودِيَّةً أَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُومَةٍ، فَأَكَلَ مِنْهَا، فَجِيءَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهَا عَنْ ذَلِكَ؟ فَقَالَتْ:

---

(۱)...(صحیح لغیرہ، وهذا إسناد حسن، مصعب بن سلام مختلف فيه، لكنه متابع، والذيال بن حرملة روى عنه جمع، ووثقه ابن حبان لحديثه حسن، الأجلح: هو ابن عبد الله بن حجية، وأخرجه أبو نعيم في "الدلائل" (279) من طريق عبد الله بن أحمد بن حنبل، عن أبيه، بهذا الإسناد، وأخرجه ابن أبي شيبة 473/11، وعبد بن حميد (1122)، والدارمي (18)، وأبو نعيم (279) من طرق عن الأجلح، به، وأخرجه الطبراني في "الكبير" (12744)، والبيهقي في "الدلائل" 30/6 من طريق أبي بكر بن عياش، عن الأجلح، عن ذيال بن حرملة، عن ابن عباس، قال الحافظ ابن كثير في "البداية والنهاية" 142/6 عن رواية الطبراني: هذا من هذا الوجه عن ابن عباس غريب جداً، والأشبه رواية الإمام أحمد عن جابر، اللهم إلا أن يكون الأجلح قد رواه عن الذيال، عن جابر وعن ابن عباس، والله أعلم، وأخرجه بنحوه البيهقي في "الدلائل" 28/6 من طريق عمرو بن أبي عمرو، عن رجل من بني سلمة ثقة، عن جابر. وفي الباب عن أنس، سلف برقم (12614)، وذكرنا شواهده هناك، وانظر "البداية" لابن كثير 141/6.)

أَرَدْتُ لِأَقْتُلَكَ، قَالَ: »مَا كَانَ اللهُ لِيُسَلِّطَكِ عَلَى ذَاكِ« (1)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک زہر آلود بکری لے کر آئی، آپ نے اس میں سے کچھ کھالیا، تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ نے اس سلسلے میں اس سے پوچھا، تو اس نے کہا: میرا ارادہ آپ کو مار ڈالنے کا تھا، آپ نے فرمایا: "اللہ تجھے کبھی مجھ پر مسلط نہیں کرے گا"۔

مسند بزار کی روایت میں ہے کہ:

"قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ عُضْوًا مِنْ أَعْضَائِهَا يُخْبِرُنِي أَنَّهَا مَسْمُومَةٌ" (2)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بکری کے اعضاء میں سے ایک عضو نے مجھے بتایا ہے کہ مجھ میں زہر ہے۔

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »اجْمَعُوا إِلَيَّ مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ يَهُودَ« فَجُمِعُوا لَهُ، فَقَالَ: »إِنِّي سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ، فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ؟«، فَقَالُوا: نَعَمْ، قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »مَنْ أَبُوكُمْ؟« ، قَالُوا: فُلاَنٌ، فَقَالَ: » كَذَبْتُمْ، بَلْ أَبُوكُمْ فُلاَنٌ« ، قَالُوا: صَدَقْتَ، قَالَ: »فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُ عَنْهُ؟« ، فَقَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا القَاسِمِ، وَإِنْ كَذَبْنَا عَرَفْتَ كَذِبَنَا [ص:100] كَمَا عَرَفْتَهُ فِي أَبِينَا، فَقَالَ لَهُمْ: »مَنْ أَهْلُ النَّارِ؟« ، قَالُوا: نَكُونُ فِيهَا يَسِيرًا، ثُمَّ تَخْلُفُونَا فِيهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »اخْسَئُوا فِيهَا، وَاللهِ لاَ نَخْلُفُكُمْ فِيهَا أَبَدًا« ، ثُمَّ قَالَ: »هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟« ، فَقَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا القَاسِمِ،

(1)...(صحیح بخاری، کتاب الهبة، باب قبول هدية المشرك... صحیح مسلم، کتاب السلام، باب السم، رقم: 45.. ونقله ابن كثير فی "البداية والنهاية" 4/209-210 ... "سنن البيهقی" 8/46-47، و"فتح الباری" 7/497 ط 49.)

(2)...(مسند بزار، مسند ابه حمزة انس بن مالك، ج13، ص206)

قَالَ: »هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّاةِ سُمًّا؟«، قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: »مَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذَلِكَ؟«،
قَالُوا: أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا نَسْتَرِيحُ وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ"([1])

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو (یہودیوں کی طرف سے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بکری کا یا ایسے گوشت کا ہدیہ پیش کیا گیا جس میں زہر تھا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنے یہودی یہاں موجود ہیں انہیں میرے پاس جمع کرو، چنانچہ وہ سب آگئے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو، میں تم سے ایک بات پوچھوں گا۔ کیا تم لوگ صحیح صحیح جواب دو گے؟ سب نے کہا جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، تمہارے باپ کون تھے؟ انہوں نے کہا کہ فلاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، تمہارے باپ تو فلاں تھے۔ سب نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میں تم سے ایک اور بات پوچھوں تو تم صحیح واقعہ بیان کردو گے؟ سب نے کہا جی ہاں، اے ابو القاسم! اور اگر ہم جھوٹ بھی بولیں گے تو آپ ہمارے جھوٹ کو اسی طرح پکڑ لیں گے جس طرح آپ نے ابھی ہمارے باپ کے بارے میں ہمارے جھوٹ کو پکڑ لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد دریافت فرمایا کہ دوزخ میں جانے والے کون لوگ ہوں گے؟ انہوں نے کہا کہ کچھ دنوں کے لیے تو ہم اس میں داخل ہو جائیں گے لیکن پھر آپ لوگ ہماری جگہ داخل کر دیئے جائیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس میں برباد رہو، اللہ گواہ ہے کہ ہم تمہاری جگہ اس میں کبھی داخل نہیں کیے جائیں گے۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو کیا تم مجھ سے صحیح واقعہ بتا دو گے؟ اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا کہ ہاں! اے ابو القاسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ کیا تم نے اس بکری کے

([1])... (صحیح بخاری، کتاب الطب، بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي سُمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم 5777. وأخرجه ابن أبي شيبة 8/31-32، والدارمي (69)، والبخاري (3169) و(4249) و(5777)، والنسائي في "الكبرى" (11355)، وابن سعد في "الطبقات" 2/115-116، والبيهقي في "دلائل النبوة" 4/256، والبغوي (3807) وأخرجه أبو داود (4509)، والبيهقي في "السنن" 8/46 من طريق عباد بن العوام، عن سفيان بن حسين، عن الزهري، عن سعيد بن المسيب وأبي سلمة، عن أبي هريرة. ولفظه: أن امرأة من اليهود أهدت إلى النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شاة مسمومة، قال: فما عَرَضَ لها النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وسفيان بن حسين يُضعَّف في الزهري. وأخرجه الحاكم 3/219، والطبراني في "الكبير" (1202)، والبيهقي 8/46 من طرق عن محمد بن عمرو، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة - بقصة الشاة وفيه أن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قتلها بعد ما مات بشر بن البراء من أثر تلك الأكلة. وهو بمجموع طرقه إلى محمد بن عمرو حسن. وأخرج هذه الرواية مرسلة الدارمي (67)، وأبو داود (4511) و(4512)، والبيهقي 8/46 من طرق عن محمد بن عمرو، عن أبي سلمة.)

گوشت میں زہر ملایا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں (نبوت میں) تو ہمیں آرام مل جائے گا اور اگر آپ واقعی نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

یہ حدیث متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے واللہ اعلم۔

"عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: خَرَجْنَا مع رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوصِي الْحَافِرَ: »أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ، أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ« . فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ دَاعِي امْرَأَةٍ فَجَاءَ وَجِيءَ بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ يَدَهُ، ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ، فَأَكَلُوا، فَنَظَرَ آبَاؤُنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوكُ لُقْمَةً فِي فَمِهِ، ثُمَّ قَالَ: »أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أُخِذَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا« . فَأَرْسَلَتِ الْمَرْأَةُ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي أَرْسَلْتُ إِلَى الْبَقِيعِ يَشْتَرِي لِي شَاةً، فَلَمْ أَجِدْ فَأَرْسَلْتُ إِلَى جَارٍ لِي قَدِ اشْتَرَى شَاةً، أَنْ أَرْسِلْ إِلَيَّ بِهَا بِثَمَنِهَا، فَلَمْ يُوجَدْ، فَأَرْسَلْتُ إِلَى امْرَأَتِهِ فَأَرْسَلَتْ إِلَيَّ بِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »أَطْعِمِيهِ الْأُسَارَى«(1)

ترجمہ: ایک انصاری کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے تو میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر تھے قبر کھودنے والے کو بتا رہے تھے: "پیروں کی جانب سے (قبر) کشادہ کرو اور سر کی جانب سے چوڑی کرو" پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں سے فراغت پا کر) لوٹے تو ایک عورت کی جانب سے کھانے کی دعوت دینے والا آپ کے سامنے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اس کے یہاں) آئے اور کھانا لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ رکھا (کھانا شروع

(1)...(سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی اجتناب الشبهات، رقم: 3332...والطحاوي في "شرح المشكل" (3005) و (3006)، وفي "شرح المعاني" 208/4، والدارقطني 4/285-286 و286، والبيهقي في "السنن" 335/5، وفي "الدلائل" 310/6 من طرق عن عاصم بن كليب، بهذا الإسناد. وزاد أبو داود والدارقطني في الأول، والبيهقي في "السنن" قصة جلوسه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ على حفيرة القبر، وستأتي هذه الزيادة برقم (23465). وأخرجه محمد بن الحسن في "كتاب الآثار" كما في "نصب الراية" 168/4 عن أبي حنيفة، عن عاصم بن كليب، به. وأخرجه أبو يوسف القاضي في "كتاب الآثار" (583)، ومن طريقه الطبراني في "الكبير" و"الأوسط" كما في "[illegible] الراية" 169/4 عن أبي حنيفة، عن عاصم بن كليب، عن أبي بردة، عن أبيه أبي موسى الأشعري، بنحوه. ويشهد له حديث جابر بن عبد الله، [illegible] برقم (14785)، لكن ليس فيه الأمر بإطعام الشاة للأسارى.)

کیا) پھر دوسرے لوگوں نے رکھا اور سب نے کھانا شروع کر دیا تو ہمارے بزرگوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ ایک ہی لقمہ منہ میں لیے گھما پھرا رہے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے لگتا ہے یہ ایسی بکری کا گوشت ہے جسے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کر کے پکا لیا گیا ہے" پھر عورت نے کہلا بھیجا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنا ایک آدمی بقیع کی طرف بکری خرید کر لانے کے لیے بھیجا تو اسے بکری نہیں ملی پھر میں نے اپنے ہمسایہ کو، جس نے ایک بکری خرید رکھی تھی کہلا بھیجا کہ تم نے جس قیمت میں بکری خرید رکھی ہے اسی قیمت میں مجھے دے دو (اتفاق سے) وہ ہمسایہ (گھر پر) نہ ملا تو میں نے اس کی بیوی کو کہلا بھیجا تو اس نے بکری میرے پاس بھیج دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ گوشت قیدیوں کو کھلا دو۔

"عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ مَرُّوا بِامْرَأَةٍ، فَذَبَحَتْ لَهُمْ شَاةً، وَاتَّخَذَتْ لَهُمْ طَعَامًا. فَلَمَّا رَجَعَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا اتَّخَذْنَا لَكُمْ طَعَامًا. فَادْخُلُوا فَكُلُوا. فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ، وَكَانُوا لَا يَبْدَءُونَ حَتَّى يَبْتَدِئَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُقْمَةً. فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُسِيغَهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " هَذِهِ شَاةٌ ذُبِحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا ". فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، إِنَّا لَا نَحْتَشِمُ مِنْ آلِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، وَلَا يَحْتَشِمُونَ مِنَّا. نَأْخُذُ مِنْهُمْ، وَيَأْخُذُونَ مِنَّا"(1)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب ایک عورت کے پاس سے گزرے تو اس نے ان کے لیے بکری ذبح کی اور کھانا تیار کیا جب رسول اللہ ﷺ واپس آئے تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ ﷺ کے لیے کھانا تیا

---

(1)...(مسند احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، ج23، ص98، رقم: 14783 ...إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير حماد-وهو ابن سلمة- فمن رجال مسلم. حميد: هو ابن أبي حميد الطويل. وأبو المتوكل: هو علي بن داود الناجي. وأخرجه الحاكم 4/234-235 من طريق حجاج بن منهال، عن حماد بن سلمة، بهذا الإسناد وصححه الحاكم على شرط مسلم، ووافقه الذهبي. وسيأتي برقم (14926) مختصراً: "أنهم كانوا لا يضعون أيديهم في الطعام حتى يكون رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هو الذي يبدأ". ويشهد له مطولاً حديث كليب بن شهاب، عن رجل من الأنصار، وسيأتي في "المسند" 5/293.)

رکیا ہے تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب داخل ہوئے، صحابہ کرام کی عادت مبارکہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے کھانا شروع نہ کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے ایک لقمہ اُٹھایا تو وہ آپ کو اچھا نہ لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ بکری مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے، تو عورت نے عرض کیا یا نبی اللہ ﷺ ہم آل سعد بن معاذ سے لینے میں اور وہ ہم سے لینے میں شرم محسوس نہیں کرتے۔

اگرچہ بکری ذبح شدہ تھی لیکن پھر بھی اس نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ مجھے میں زہر ملا ہوا ہے تاکہ زہر آلود کھانا رسول اللہ ﷺ کے پیٹ میں نہ چلا جائے اور آپ کو تکلیف ہو، اور جو بکری مالک کی مرضی کے بغیر ذبح کی گئی تھی اس نے یہ گوارہ نہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پیٹ میں وہ کھانا جائے جس میں شبہ ہے۔

ان حیوانات نے رسول اللہ ﷺ کو اس لیے خبر دی کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کے پیٹ میں وہ چیز نہ چلی جائے جو آپ ﷺ کو ایذیت دینے والی ہے تو اگر یہ جانور زندہ ہوتے تو کیا یہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دیتے نہیں ہرگز نہیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اونٹوں کو نحر فرما رہے تھے تو اونٹ خود اپنے سینوں کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے کر دیتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو ہماری طرف آنے کی اور ہمارے پیچھے لگنے کی بھی تکلیف نہ ہو۔

دراز گوش (گدھا) اور دفاعِ رسول اکرم ﷺ:

"عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: "كَانَ لِآلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحْشٌ، فَإِذَا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعِبَ وَاشْتَدَّ، وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ. فَإِذَا أَحَسَّ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَخَلَ رَبَضَ، فَلَمْ يَتَرَمْرَمْ مَا دَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ، كَرَاهِيَةَ أَنْ يُؤْذِيَهُ"[1]

ترجمہ: حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں کے پاس ایک جنگلی گدھا تھا جب رسول اللہ ﷺ

---

(1)...(مسند امام احمد بن حنبل، مسند عائشة صديقة بن ابي بكر صديق، وأخرجه إسحاق (1193)، والطحاوي في "شرح معاني الآثار" 195/4، والبيهقي في "الدلائل" 31/6 من طريق أبي نعيم، بهذا الإسناد وأخرجه إسحاق (1192) و (1193)، والبزار (2450)، وأبو يعلى (4441) و (4660)، والطبراني في "الأوسط" (6587)، وأبو نعيم في "الدلائل" (277)، والبيهقي في "الدلائل" 31/6 من طرق عن يونس، به وقال الطبراني: لم يرو هذا الحديث عن مجاهد إلا يونس بن أبي إسحاق ولا يروى عن عائشة إلا بهذا الإسناد وأورده الهيثمي في "المجمع" 4/9، وقال: رواه أحمد وأبو يعلى والبزار، والطبراني في "الأوسط"، ورجال أحمد رجال الصحيح.)

کہیں نکل جاتے تو وہ بھی جا کر کھیل کود کرتا اور آتا جاتا رہتا تھا جب اس کو پتہ چلتا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہو گئے ہیں تو بھوکا بیٹھا رہتا اور اتنی دیر تک کھیل کود (اور چرنے) کی طرف دھیان بھی نہ کرتا جب تک رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف فرما رہتے اس خوف سے کہ کہیں کوئی رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچا دے۔

سبحان اللہ یہ دراز گوش جب رسول اللہ ﷺ داخل ہوتے تو آپ کا محافظ بن کر بیٹھ جاتا، تا کہ کوئی آپ ﷺ کو ایذاء نہ دے تو اگر اس کے سامنے کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دیتا تو آپ ہی بتائیں کہ وہ اس کے ساتھ کیا کرتا؟؟۔

شیر کا رسول اللہ ﷺ کے غلام کا دفاع کرنا:

" عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، أَنَّ سَفِينَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " رَكِبْتُ الْبَحْرَ، فَانْكَسَرَتْ سَفِينَتِي الَّتِي كُنْتُ فِيهَا، فَرَكِبْتُ لَوْحًا مِنْ أَلْوَاحِهَا، فَطَرَحَنِي اللَّوْحُ فِي أَجَمَةٍ فِيهَا الْأَسَدُ، فَأَقْبَلَ يُرِيدُنِي، فَقُلْتُ: يَا أَبَا الْحَارِثِ، أَنَا مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَطَأْطَأَ رَأْسَهُ، وَأَقْبَلَ إِلَيَّ، فَدَفَعَنِي بِمَنْكِبِهِ حَتَّى أَخْرَجَنِي مِنَ الْأَجَمَةِ، وَوَضَعَنِي عَلَى الطَّرِيقِ، وَهَمْهَمَ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُوَدِّعُنِي "(1)

ترجمہ: ''حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہوا۔ وہ کشتی ٹوٹ گئی تو میں اس کے ایک تختے پر سوار ہو گیا۔ اس نے مجھے ایک ایسی جگہ پھینک دیا جو شیر کی کچھار تھی۔ وہی ہوا جس کا ڈر تھا کہ وہ (شیر) سامنے تھا۔ میں نے کہا: اے ابوالحارث (شیر کی کنیت)! میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا غلام ہوں۔ تو اس نے فوراً اپنا سر خم کر دیا اور اپنے کندھے سے مجھے اشارہ کیا اور وہ اس وقت تک مجھے اشارہ اور رہنمائی کرتا رہا جب تک کہ اس نے مجھے صحیح راہ پر نہ ڈال دیا۔ پھر جب اس نے مجھے صحیح راہ پر ڈال دیا تو وہ دھیمی آواز میں غرایا۔ سو میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔''

---

(1)...(المعجم الكبير لطبرانی ما روی محمد بن المنكدر عن سفينة، ج7،ص80.... مستدرك للحاكم، ذكر سفينة مولى رسول الله ﷺ، ج3،702... حلية الاولياء، ج1،ص369.... دلائل النبوة ابو نعيم، ج2،ص746... البداية والنهاية،5،ص316، وغيرهم فی كتب الكثيرة... أخرجه الحاكم فی المستدرك، 675/2، الرقم: 4235؛ 702/3، الرقم: 6550، والبخاری فی التاريخ الكبير، 195/3، الرقم: 663، والطبرانی فی المعجم الكبير، 80/7، الرقم: 6432، وابن راشد فی الجامع، 281/11، واللالكائی فی كرامات الأولياء، 158/1، الرقم: 114، والبغوی فی شرح السنة، 313،13، الرقم: 3732، والخطيب التبريزی فی مشكاة المصابيح، 400/2، الرقم: 5949.)

اس حدیث کو امام حاکم، طبرانی، بغوی اور بخاری نے تاریخ کبیر میں روایت کیا ہے اور امام حاکم فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

اب دیکھیے یہ شیر بھوکا تھا جیسا کہ اس کے حال سے ظاہر ہوتا ہے لیکن اس نے جب رسول اللہ ﷺ کا اسم مبارک سنا تو کیسا ادب کیا صرف اس صحابی کو راستے پر ہی نہیں ڈالا بلکہ ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ بھی کیا اور ان صحابی کو بتایا کہ پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں میں وہ راستہ جانتا ہوں جو آپ کے ساتھیوں کی طرف جاتا ہے بعض روایات کے اندر آتا ہے کہ جب شیر کوئی آہٹ سنتا تو دوڑ کر اس صحابی کے پاس آ جاتا تا کہ ان کا خیال رکھے:

شیر کہیا سفینے تائیں سن راہی راہ جاندے

جو غلام رسول اللہ دے اسی غلام اوندے

تو میں قارئین سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہی شیر کسی ایسے آدمی کو دیکھ لیتا جو رسول اللہ ﷺ کا گستاخ ہے تو کیا وہ اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ کرتا یا اس کی گردن نوچ لیتا؟؟۔

مکڑی اور دفاعِ رسول ﷺ:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فِي قَوْلِهِ {وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ} [الأنفال: 30]، قَالَ: " تَشَاوَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةً بِمَكَّةَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا أَصْبَحَ، فَأَثْبِتُوهُ بِالْوَثَاقِ، يُرِيدُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلِ اقْتُلُوهُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ أَخْرِجُوهُ، فَأَطْلَعَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ عَلَى ذَلِكَ، فَبَاتَ عَلِيٌّ عَلَى فِرَاشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى لَحِقَ بِالْغَارِ، وَبَاتَ الْمُشْرِكُونَ يَحْرُسُونَ عَلِيًّا، يَحْسَبُونَهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَصْبَحُوا ثَارُوا إِلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَوْا عَلِيًّا، رَدَّ اللهُ مَكْرَهُمْ، فَقَالُوا: أَيْنَ صَاحِبُكَ هَذَا؟ قَالَ: لَا أَدْرِي، فَاقْتَصُّوا أَثَرَهُ، فَلَمَّا بَلَغُوا الْجَبَلَ خُلِّطَ عَلَيْهِمْ، فَصَعِدُوا فِي الْجَبَلِ، فَمَرُّوا بِالْغَارِ، فَرَأَوْا عَلَى بَابِهِ نَسْجَ الْعَنْكَبُوتِ، فَقَالُوا: لَوْ دَخَلَ هَاهُنَا، لَمْ يَكُنْ نَسْجُ الْعَنْكَبُوتِ عَلَى بَابِهِ،

فَمَكَثَ فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ "(۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ {وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ} [الأنفال: 30] کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

کہ مکے میں رات کو مشرکوں کا مشورہ ہوا۔ کسی نے کہا صبح کو اسے قید کر دو، کسی نے کہا مار ڈالو، کسی نے کہا دیس نکالا دے دو، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان پر مطلع فرما دیا۔ اس رات حضرت علی آپ کے بستر پر سوئے اور آپ مکے سے نکل کھڑے ہوئے۔ غار میں جا کر بیٹھے رہے۔ مشرکین یہ سمجھ کر کہ خود رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے بستر پر لیٹے ہوئے ہیں ساری رات پہرہ دیتے رہے صبح سب کود کر اندر پہنچے دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ساری تدبیر چوپٹ ہوگئی پوچھا کہ تمہارے ساتھی کہاں ہیں؟ آپ نے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ یہ لوگ قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے آپ کے پیچھے پیچھے اس پہاڑ تک پہنچ گئے۔ وہاں سے پھر کوئی پتہ نہ چل سکا۔ پہاڑ پر چڑھ گئے، اس غار کے پاس سے گذرے لیکن دیکھا کہ وہاں مکڑی کا جالا تنا ہوا ہے کہنے لگے اگر اس میں جاتے تو یہ جالا کیسے ثابت رہ جاتا؟ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تین راتیں اسی غار میں گذاریں۔

کبوتری اور دفاع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ایک روایت میں آتا ہے کہ:

" حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو غار ثور میں تشریف فرما ہو گئے۔ اُدھر کاشانۂ نبوت کا محاصرہ کرنے والے کفار جب صبح کو مکان میں داخل ہوئے تو بستر نبوت پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ظالموں نے تھوڑی دیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ گچھ کر کے آپ کو چھوڑ دیا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش وجستجو میں مکہ اور اطراف وجوانب کا چپہ چپہ چھان مارا۔ یہاں تک کہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار ثور تک پہنچ گئے مگر غار کے منہ پر اس وقت خداوندی حفاظت کا پہرہ لگا ہوا تھا۔ یعنی غار کے منہ پر مکڑی نے

()...(مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب، ج5،ص301،302... المعجم الکبیر، ج11،ص407... مصنف عبد الرزاق ج5،ص389... والخطیب فی "تاریخ بغداد" 13/191،وأخرجه أبو نعیم فی "دلائل النبوة" (154) مطولاً من طریق مجاهد وأبي صالح عن ابن عباس،وأورده السیوطي فی "الدر المنثور" 4/50،وزاد نسبته إلى عبد بن حمید وابن المنذر وأبي الشیخ وابن مردویه،وأخرج أبو بکر المروزي فی "مسند أبي بکر" (72)وأخرج ابن سعد فی "الطبقات" 1/229،والبزار (1741- کشف الأستار)، والبیهقي فی "دلائل النبوة" 2/481،482)

جالا تن دیا تھا اور کنارے پر کبوتری نے انڈے دے رکھے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر کفار قریش آپس میں کہنے لگے کہ اس غار میں کوئی انسان موجود ہوتا تو نہ مکڑی جالا تنتی نہ کبوتری یہاں انڈے دیتی۔ کفار کی آہٹ پا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ گھبرائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اب ہمارے دشمن اس قدر قریب آگئے ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں پر نظر ڈالیں گے تو ہم کو دیکھ لیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

" لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا "

مت گھبراؤ! خدا ہمارے ساتھ ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پر سکون واطمینان کا ایسا سکینہ اُتار دیا کہ وہ بالکل ہی بے خوف ہوگئے۔(۱)

قارئین کرام یہ مکڑی اور کبوتری اللہ تعالیٰ کی انتہائی کمزور مخلوق ہیں لیکن پھر بھی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا اور اس سے ہم کو سبق یہ ملتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ محافظ ہو تو کمزور سے کمزور گھر میں بھی اللہ تعالیٰ حفاظت فرما سکتا ہے، اور آپ کو معلوم ہی ہے کہ کھوجی خود کو کتنا دانش ور اور عقل مند مانتے ہیں لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے ی ظاہر کیا کہ اگر تم عقل مند ہو تو تم نے تو دیکھ کر اندازہ لگالیا ہے کہ یہاں کوئی نہیں لیکن تم کو یہ نہیں معلوم کہ یہ عقل تم کو جس نے دی ہے وہ تمہاری دانش وری، اور عقل مندی کے ہوتے ہوئے بھی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع ایک کمزور ترین مخلوق سے کروانا جانتا ہے۔

درخت اور دفاع رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

" حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الْمَكِّيُّ قَالَ أَدْرَكْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ وَالْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ وَأَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُونَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّم لَمَّا كَانَ لَيْلَةُ بَاتَ فِي الْغَارِ أَمَرَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى شَجَرَةً فَنَبَتَتْ فِي وَجْهِ الْغَارِ فَسَتَرَتْ وَجْهَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّم وَأَمَرَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْعَنْكَبُوتَ فَنَسَجَتْ عَلَى وَجْهِ الْغَارِ وَأَمَرَ اللّٰهُ جَلَّ وَعَزَّ حَمَامَتَيْنِ وَحْشِيَّتَيْنِ فَوَقَعَتَا بِفَمِ الْغَارِ وَأَتَى الْمُشْرِكُونَ مِنْ كُلِّ بَطْنٍ حَتَّى إِذَا كَانُوا مِنَ

---

(۱)...(المواهب اللدنية والزرقانی، باب هجرة المصطفى صلى الله عليه وسلم...الخ، ج۲، ص۱۲۳ ملخصاً ومدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج۲، ص۵۹)

النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيه وَسَلَّم عَلَى قَدْرِ أَرْبَعِيْنَ ذِرَاعًا مَعَهُمْ قِسِيُّهُمْ وَعِصِيُّهُمْ تَقَدَّمَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَنَظَرَ فَرَأَى الْحَمَامَتَيْنِ فَرَجَعَ فَقَالَ لأَصْحَابِهِ لَيْسَ فِي الْغَارِ شَيْءٌ رَأَيْتُ حَمَامَتَيْنِ عَلَى فَمِ الْغَارِ فَعَرَفْتُ أَنْ لَيْسَ فِيهِ أَحَدٌ"(۱)

ترجمہ: حضرت مصعب مکی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن ارقم، مغیرہ بن شعبہ، اور انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سنا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات غار میں گزری تو اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا تو وہ غار کے منہ پر اُگ گیا تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چھپ گیا اور اللہ تعالیٰ نے ایک مکڑی کو حکم دیا تو اس نے غار کے منہ پر جالا تن دیا اور اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا تو وہ بھی غار کے دہانے پر آ گئے (اور گونسلا بنا لیا، اور وہاں انڈے بھی دے دیئے) جب مشرک آئے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف چالیس قدموں کی دوری پر ہی ہوں گے ان کے ساتھ ان کے کھوجی بھی تھے ان میں سے ایک آدمی آگے آیا جب اس نے کبوتروں کو دیکھا تو لوٹ گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا غار میں کچھ بھی نہیں میں نے اس کے دہانے پر دو کبوتر دیکھے ہیں میں جان گیا ہوں کہ اس میں کوئی بھی نہیں ہے۔

شیر اور دفاع رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

"عَنْ أَبِي نَوْفَلِ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ عتبة بْنُ أَبِي لَهَبٍ يَسُبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »اللَّهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبَكَ« فَخَرَجَ فِي قَافِلَةٍ يُرِيدُ الشَّامَ فَنَزَلَ مَنْزِلًا، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ دَعْوَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لَهُ: كَلَّا، فَحَطُّوا مَتَاعَهُمْ حَوْلَهُ وَقَعَدُوا يَحْرُسُونَهُ فَجَاءَ الأَسَدُ فَانْتَزَعَهُ فَذَهَبَ بِهِ"(۲)

حضرت نوفل بن عقرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عتبہ بن ابولہب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا

---

(۱)...(مسند بزار، مسند جابر بن سمرۃ، ج10، ص245... معجم الکبیر، ج20، ص433... الطبقات الکبریٰ، ج2، ص228... دلائل النبوۃ لابی نعیم، ج2، ص420،419... الخصائص الکبریٰ للسیوطی، ج1، ص185، 186)

(۲)...(مستدرک للحاکم، تفسیر سورۃ اللھب، ج2، ص588... فتح الباری، ج4، ص39... دلائل النبوۃ للبیہقی، ج2، ص338)

تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف دعا کی کہ اے اللہ تو اس پر اپنا کتا مسلط کر دے تو وہ ایک رات شام کی طرف قافلہ کے ساتھ نکلا تو ایک جگہ قیام کیا تو کہنے لگا کہ میں محمد (ﷺ) کی دعا سے خوف محسوس کرتا ہوں ساتھیوں نے کہا کوئی بات نہیں انہوں نے اپنا سامان جمع کیا اور اس کو درمیان میں سلا دیا اور خود اس کے گرد پہرا دینے لگ پڑے تو ایک شیر آیا اس نے اس عتبہ کا سر نوچا اور ساتھ ہی لے گیا۔

" عَنْ هَبَّارِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ كَانَ أَبُو لَهَبٍ وَابْنُهُ عُتَيْبَةُ قَدْ تَجَهَّزَا إِلَى الشَّامِ وَتَجَهَّزْتُ مَعَهُمَا. فَقَالَ ابْنُهُ عُتَيْبَةُ: وَاللهِ لَأَنْطَلِقَنَّ إِلَيْهِ فَلَأُوذِيَنَّهُ فِي رَبِّهِ , فَانْطَلَقَ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ, هُوَ يَكْفُرُ بِالَّذِي دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " اللَّهُمَّ ابْعَثْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ , مَا قُلْتَ لَهُ؟ قَالَ: كَفَرْتُ بِإِلَهِهِ الَّذِي يَعْبُدُ قَالَ: فَمَاذَا قَالَ لَكَ؟ قَالَ: قَالَ اللَّهُمَّ ابْعَثْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ , وَاللهِ مَا آمَنُ عَلَيْكَ دَعْوَةَ مُحَمَّدٍ قَالَ: فَسِرْنَا حَتَّى نَزَلْنَا الشَّرَاةَ وَهِيَ مَأْسَدَةٌ فَنَزَلْنَا إِلَى صَوْمَعَةِ رَاهِبٍ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ مَا أَنْزَلَكُمْ هَذِهِ الْبِلَادَ وَإِنَّهَا مَسْرَحُ الضَّيْغَمِ؟ فَقَالَ لنا أَبُو لَهَبٍ: إِنَّكُمْ قَدْ عَرَفْتُمْ حَقِّي؟ قُلْنَا: أَجَلْ يَا أَبَا لَهَبٍ فَقَالَ: إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ دَعَا عَلَى ابْنِي دَعْوَةً وَاللهِ مَا آمَنُهَا عَلَيْهِ, فَاجْمَعُوا مَتَاعَكُمْ إِلَى هَذِهِ الصَّوْمَعَةِ, ثُمَّ افْرِشُوا لِابْنِي عُتَيْبَةَ ثُمَّ افْرِشُوا حَوْلَهُ قَالَ: فَفَعَلْنَا جَمَعْنَا الْمَتَاعَ حَتَّى ارْتَفَعَ ثُمَّ فَرَشْنَا لَهُ عَلَيْهِ, وَفَرَشْنَا حَوْلَهُ فَبِتْنَا نَحْنُ حَوْلَهُ وَأَبُو لَهَبٍ مَعَنَا أَسْفَلَ وَبَاتَ هُوَ فَوْقَ الْمَتَاعِ, فَجَاءَ الْأَسَدُ فَشَمَّ وُجُوهَنَا. فَلَمَّا لَمْ يَجِدْ مَا يُرِيدُ تَقَبَّضَ ثُمَّ وَثَبَ فَإِذَا هُوَ فَوْقَ الْمَتَاعِ فَجَاءَ الْأَسَدُ فَشَمَّ وَجْهَهُ ثُمَّ هَزَمَهُ هَزْمَةً فَفَضَخَ رَأْسَهُ فَقَالَ: سَيْفِي يَا كَلْبُ لَمْ يَقْدِرْ عَلَيَّ غَيْرُ ذَلِكَ وَوَثَبْنَا فَانْطَلَقَ الْأَسَدُ وَقَدْ فَضَخَ رَأْسَهُ فَقَالَ لَهُ أَبُو لَهَبٍ: قَدْ

عَرَفْتُ وَاللّٰہِ مَا کَانَ لِیَنْقَلِبَ مِنْ دَعْوَۃِ مُحَمَّدٍ"(۱)

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ ابولہب اور اس کے بیٹے عتبہ نے شام کی طرف جانے کی تیاری کی تو میں بھی ان کے ساتھ تھا کہ عتبہ بن ابی لہب نے کہا: میں ضرور (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس جاؤں گا اور ان کو ایذاء پہنچاؤں گا، اس نے کہا: اے محمد! میں " والنجم اذا هوی" اور " دنی فتدلی " کا انکار کرتا ہوں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چہرۂ اقدس پر تھوک دیا اور آپ کی صاحب زادی آپ کی طرف بھیج کر ان کو طلاق دے دی، تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دعا کی: اے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کر دے، اس موقع پر ابو طالب بھی تھے، انہوں نے غمگین ہو کر کہا: اے بھیجتے! اس دعا سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا؟

یہ جب لوٹ کر اپنے باپ کے پاس آیا اور ساری باتیں کہہ سنائیں تو اس نے کہا بیٹا اب مجھے تو تیری جان کا اندیشہ ہو گیا اس کی دعا رد نہ جائے گی، اس کے بعد یہ قافلہ یہاں سے روانہ ہوا شام کی سرزمین میں ایک راہب کے عبادت خانے کے پاس پڑاؤ کیا راہب نے ان سے کہا یہاں تو بھیڑیئے اس طرح پھرتے ہیں جیسے بکریوں کے ریوڑ تم یہاں کیوں آگئے؟ ابولہب یہ سن کر ٹھٹک گیا اور تمام قافلے والوں کو جمع کر کے کہا دیکھو میرے بڑھاپے کا حال تمہیں معلوم ہے اور تم جانتے ہو کہ میرے کیسے کچھ حقوق تم پر ہیں آج میں تم سے ایک عرض کرتا ہوں امید کرتا ہوں کہ تم سب اسے قبول کرو گے بات یہ ہے کہ مدعی نبوت نے میرے جگر گوشے کے لئے بددعا کی ہے اور مجھے اس کی جان کا خطرہ ہے تم اپنا سب اسباب اس عبادت خانے کے پاس جمع کرو اور اس پر میرے پیارے بچے کو سلاؤ اور تم سب اس کے ارد گرد پہرا دو لوگوں نے اسے منظور کر لیا یہ اپنے سب جتن کر کے ہوشیار رہے کہ اچانک شیر آیا اور سب کے منہ سونگھنے لگا جب سب کے منہ سونگھ چکا اور گویا جسے تلاش کر رہا تھا اسے نہ پایا تو پچھلے پیروں ہٹ کر بہت زور سے جست کی اور ایک چھلانگ میں اس مچان پر پہنچ گیا وہاں جا کر اس کا بھی منہ سونگھا اور گویا وہی اس کا مطلوب تھا پھر تو اس نے اس کے پرخچے اڑا دیئے، چیر پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، اس وقت ابولہب

---

(۱)...(دلائل النبوۃ، لابی نعیم، قصۃ عتبہ بن ابی لہب، ج1، ص454... معجم الصحابۃ، ج3، ص208... تفسیر امام عبد الرزاق ج، ص، رقم الحدیث: ، دار المعرفۃ، بیروت، تفسیر ابن کثیر ج، ص، دار الفکر، الکشف والبیان ج، ص، جامع البیان رقم الحدیث: ، الجامع الاحکام القرآن جز، ص، الدر المنثور ج، ص، الکشاف ج، ص، روح البیان، ص، السنن الکبریٰ ج، ص)

کہنے لگا اس کا تو مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بد دعا کے بعد یہ بچ نہیں سکتا۔

جنگلی بکرا اور دفاعِ رسول ﷺ:

"عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ قَمِئَةَ بِحَجَرٍ يَوْمَ أُحُدٍ، فَشَجَّهُ فِي وَجْهِهِ، وَكَسَرَ رَبَاعِيَتَهُ، وَقَالَ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ قَمِئَةَ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ: »مَا لَكَ، أَقْمَأَكَ اللهُ« . فَسَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِ تَيْسَ جَبَلٍ، فَلَمْ يَزَلْ يَنْطَحُهُ حَتَّى قَطَعَهُ قِطْعَةً قِطْعَةً"(1)

حضرت ابو امامہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن قمئہ نے رسول اللہ ﷺ کو اُحد کے دن پتھر مارا تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارکہ خون آلود ہو گیا اور آپ کے دانت مبارک شہید ہو گئے اور کہنے لگا اسے پکڑو میں ابن قمئہ ہوں رسول اللہ ﷺ نے اپنے چہرہ مبارک سے خون صاف فرماتے ہوئے فرمایا تجھے کیا ہے اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل و رسوا کرے! تو اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک جنگلی بکرا مسلط کر دیا جس نے اس کو مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

کتا اور دفاع رسول ﷺ:

"ذُكِرَ عَنْ جَمَالِ الدِّينِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الطِّيبِيِّ أَنَّ بَعْضَ أُمَرَاءِ الْمُغُلِ تَنَصَّرَ، فَحَضَرَ عِنْدَهُ جَمَاعَةٌ مِنْ كِبَارِ النَّصَارَى وَالْمُغُلِ، فَجَعَلَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ يَنْتَقِصُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَهُنَاكَ كَلْبُ صَيْدٍ مَرْبُوطٌ، فَلَمَّا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، وَثَبَ عَلَيْهِ الْكَلْبُ فَخَمَشَهُ فَخَلَّصُوهُ مِنْهُ.

وَقَالَ بَعْضُ مَنْ حَضَرَ: هَذَا بِكَلَامِكَ فِي مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!

فَقَالَ: كَلَّا، بَلْ هَذَا الْكَلْبُ عَزِيزُ النَّفْسِ، رَآنِي أُشِيرُ بِيَدِي، فَظَنَّ أَنِّي أُرِيدُ أَنْ أَضْرِبَهُ.

---

(1)...(المعجم الکبیر، مکحول شامی عن ابی امامۃ، ج8، ص130، رقم 7596..... مجمع الزوائد ج6، ص117)

ثُمَّ عَادَ إِلَى مَا كَانَ فِيهِ، فَأَطَالَ، فَوَثَبَ الْكَلْبُ مَرَّةً أُخْرَى، فَقَبَضَ عَلَى زَرْدَمَتِهِ فَقَلَعَهَا، فَمَاتَ مِنْ حِينِهِ، فَأَسْلَمَ بِسَبَبِ ذَلِكَ نَحْوُ أَرْبَعِينَ أَلْفًا مِنَ الْمُغْلِ.(۱)

ترجمہ: علامہ جمال الدین ابراھیم بن محمد الطیبی فرماتے ہیں کہ بعض امراء مغل عیسائی ہو گئے عیسائیوں کی ایک بڑی جماعت اور کچھ مغل بادشاہ کے پاس حاضر تھے اسی دوران ایک عیسائی نے رسول اللہ ﷺ کی توہین وتنقیص شروع کر دی یہاں پر ایک شکاری کتا بھی بندھا ہوا تھا جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی توہین وتنقیص میں مبالغہ کیا تو کتے نے (زنجیر کو توڑ کر) اس پر حملہ کر دیا تو لوگوں نے اس کو اس کتے سے چھڑا لیا بعض لوگوں نے کہا کہ کتے کا یہ حملہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف تیرے بکواس کرنے کی وجہ سے تھا، اس نے کہا نہیں اس کتے کو اپنی جان بہت پیاری ہے اور یہ بہت غیرت مند کتا ہے جب میں اشارے کر رہا تھا تو اس نے سمجھا کہ مجھے مارنے لگا ہے اس لیے اس نے حملہ کیا پھر وہ عیسائی اپنی جگہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بکواس شروع کر دی تو کتا پھر جھپٹا اور حملہ کر کے اس عیسائی نرخرہ کاٹ دیا تو یہ گستاخ اسی جگہ مر گیا تو کتے کے اس کارنامے کی وجہ سے تقریباً چالیس 40 ہزار مغلوں نے پھر اسلام قبول کر لیا۔

دیکھیے یہ جانور رسول اللہ ﷺ کا دفاع کر رہے ہیں اور اس کو قتل کر رہے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا ان کے ساتھ مذاق کیا میں تو یہی کہوں گا کہ یہ انہوں نے اس لیے کیا وہ بھی جانتے ہیں کہ جس کی شان میں بکواس کیا جا رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں اور ان کا دفاع ہمارا فرض ہے تو یہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو رہے ہیں جیسا کہ ہم نے ابھی ماقبل حدیث ذکر کی جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمین وآسمان میں کوئی چیز ایسی نہیں جو یہ نہیں جانتی کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں سوائے ان جنوں اور انسانوں کے جو گناہگار ہیں۔

میں قارئین سے یہ پوچھتا ہوں کہ اگر حیوانات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس طرح اپنی محبت میں وفا کر رہے ہیں تو ایک مسلمان جو عاقل وبالغ ہو اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کا دعویٰ بھی کرتا ہو اس کو رسول اللہ ﷺ کی کس طرح مدد ونصرت اور دفاع کرنا چاہیے؟؟؟؟ اگر پھر بھی ہم انسانوں کو سمجھ نہیں آئی تو میں تو صرف اتنا ہی کہوں گا کہ ہم سے یہ جانور ہزار گنا بہتر ہیں

(۱)...(الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة. المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ) المحقق: مراقبة / محمد عبد المعيد ضان. الناشر: مجلس دائرة المعارف العثمانية - صيدر اباد/ الهند الطبعة: الثانية، 1392هـ/ 1972م، ج4 ص153 .... أرشيف ملتقى أهل الحديث- 1. تم تحميله: في 7 رمضان 1429 هـ = 7 سبتمبر 2008م، 19، ص255)

جوکم ازکم رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام اور دفاع تو کرتے ہیں، اور اس لیے بھی ہم تو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اور احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے دفاع کی فرضیت کو بھی جانتے ہیں لیکن یہ نہ جاننے کے باوجود اتنا کچھ کر رہے ہیں تو ہم کو کیا کرنا چاہیے؟؟ (فافہوا)

جن اور دفاعِ رسول ﷺ:

"عن ابن عباس وعبد الرحمن بن عوف رضی الله تعالى عنهما قالا: لما ظهر أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم قام رجل من الجن على أبي قبيس فقال:

قبح الله رأي كعب بن فهر ... ما أرق العقول والأحلام

دينها أنها تعنف فيها ... دين آبائها الحماة الكرام

حالف الجن جن بصري عليكم ... ورجال النخيل والآطام

توشك الخيل أن تروها تهادى ... تقتل القوم في حرام بهام

هل كريم منكم له نفس حر ... ماجد الوالدين والأعمام

ضارب ضربة تكون نكالا ... ورواحا من كربة واغتمام

فأصبح هذا الحديث قد شاع بمكة، وأصبح المشركون يتناشدونه بينهم وقالوا: تواتيتم حتى حرضتكم الجن وهموا بالمؤمنين

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هذا شيطان يكلم الناس يقال له مشعر ولم يعلن شيطان بتحريض نبي إلا قتله الله تعالى.

فمكثوا ثلاثة أيام فإذا هاتف على الجبل يقول:

نحن قتلنا مسعرا* لما طغى واستكبرا وسفه الحق وسن المنكرا* بشتمه نبينا المطهرا قنعته سيفا جروفا أبترا* إنا نذود من أراد البطرا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذاكم عفريت من الجن يقال له سمحج وقد سميته عبد الله آمن بي

فأخبرني أنه في طلبه منذ أيام حتى قتله"(١)

ترجمہ: حضرت ابن عباس اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اعلانِ نبوت فرمایا تو ایک جن جبل ابوقبیس پر کھڑا ہو کر کہنے لگا:

اللہ کعب بن فہر کی رائے کو برا کرے وہ کتنا کم عقل اور نادان ہے۔

ان کا دین ان کے برگزیدہ آباء کی حمایت کرنے والوں کا دین ہے پھر بھی وہ اس میں ملامت کیے جاتے ہیں۔

جب ان کو حکم دیا جائے تو جنات اور برنخلستان اور ریگ زار زمین کے رہنے والے لوگ ان کی حمایت کریں گے۔

عنقریب سبک خرام سواروں کو تم دیکھو گے جب بڑے بڑے شہروں میں لوگ قتل کیے جائیں گے۔

کیا تم میں کوئی جان ایسی ہے جو آزاد اور باعزت ہے اور جس کے والدین اور چچا لائق احترام سمجھے جاتے ہیں۔

وہ عزت والا شخص خواری کی مار لگانے والا ہے اور سختی اور مصیبت سے خوشی کی جانب لے جانے والا ہے

جب صبح ہوئی تو یہ بات سارے مکہ میں پھیل گئی، اور مشرکین ان اشعار کو آپس میں مزاحیہ انداز میں گنگناتے اور مہذب اور باوقار مسلمانوں کی طرف اشارے کرتے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے اس طرزِ عمل کے بارے میں ارشاد فرمایا: یہ شیطان کی آواز ہے جو بتوں کے ذریعے لوگوں سے ہرزہ سرائی کرتا ہے اس کا نام مسعر ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کرے۔ جس شیطان نے بھی کسی نبی علیہ السلام کے خلاف ابھارنے میں اعلان کیا اللہ تعالیٰ نے اُس کو ہلاک کر دیا۔

اس واقع کے تین دن بعد اچانک لوگوں نے جبل ابوقبیس پر ہاتف کو کہتے سنا کہ:

ہم نے مسعر کو قتل کر دیا، اس لیے کہ اس نے سرکشی اور تکبر کیا۔

مسعر نے حق کو سبک (مذاق) ٹھہرایا اور بری بات کو نعمت قرار دیا۔ اس کو اسی تلوار کے ساتھ قتل کیا جو بنیادوں کو کھودنے والی ہے۔

---

(١)...(سبل الهدى، ج2، تفسير الغريب، ص217، مكتبة النعمان محله جنگی پشاور... أخرجه أبو نعيم في الدلائل 30/1 وذكره ابن كثير في البداية والنهاية 348/2.)

مسعر کو ہم نے اس وجہ سے قتل کیا کہ اس نے ہمارے پاک نبی کی شان میں دشنام طرازی کی تھی۔

اس موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ (آواز دینے والا) عفریت ہے جس کا نام سمج ہے اب میں نے اس کا نام عبداللہ رکھ دیا ہے اس لیے یہ مجھ پر ایمان لے آیا ہے، اور اس نے مجھے بتایا ہے کہ وہ تین دن سے مسعر کی تلاش میں تھا۔

یعنی جب سے مسعر لعین نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی اسی دن سے یہ صحابی جن حضرت سمج جن کا نام رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ رکھا مسعر کی تلاش میں تھے کہ اس کو قتل کر دیں، سبحان اللہ رسول اللہ ﷺ کی شان پر میرا سب کچھ قربان میرے نبی کی کیا شان ہے کہ جن بھی رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کو برداشت نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے اس رسول ﷺ کی امت سے پیدا فرمایا اگر دیکھا جائے تو یہ شرف کچھ کم نہیں کہ حضور ﷺ کی امت میں سے ہونے کی دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمائی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ شرف بخشا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں " فاما بنعمة ربک فحدث"

آگ اور دفاع ناموس رسالت:

"عَنِ السدیِّ قَالَ: كَانَ رجل من النَّصَارَی بِالْمَدِينَةِ إذا سمع الْمُنَادِي يُنَادی: أشهد أَن مُحَمَّدًا رَسُول الله قَالَ: حرق الْكَاذِب. فدخلت خادمته لَيْلَةً من اللَّيَالِي بِنَار وَهُوَ نَائِم وَأَهله نيام. فَسَقَطت شرارة فأحرقت الْبَيْت فَاحْتَرَقَ هُوَ وَأَهله"(1)

ترجمہ: حضرت سدی فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک عیسائی آدمی تھا جب وہ سنتا کہ موذن اذان کے وقت " اشہد ان محمد اًرسول اللہ" کہتا ہے تو وہ کہتا جھوٹا جل جائے تو ایک رات اس کی خادمہ آگ جلا کر لے آئی وہ اور اس کے گھر والے سوئے ہوئے تھے تو آگ کا انگارا گرا تو اس کے گھر کو آگ لگ گئی اور وہ اور اس کے گھر والے سب جل گئے (اور جھوٹا واقعی ہی جل کر جہنم میں پہنچ گیا)

ہم نے تقریباً تمام مخلوقات، انسانوں، فرشتوں، جنوں، جانوروں کے دفاع رسول ﷺ، محبت رسول ﷺ،

---

(1)...(جامع البيان في تأويل القرآن. المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310ھ) المحقق: أحمد محمد شاكر. الناشر: مؤسسة الرسالة. تحت آیت: وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ج10، ص432 ....مذکورہ آیت کے تحت تقریباً اکثر تفاسیر میں موجود ہے.... عمدة القاري شرح صحيح البخاري. المؤلف: أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين العينى (المتوفى: 855ھ) الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت ۔ باب بدء الأذان ج5، ص102)

حمایت رسول ﷺ اور رسول اللہ ﷺ پر فداء ہونے میں واقعات آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں ہم صرف یہاں پھر وہی سوال رکھتے ہیں کہ ہمارا کیا فرض ہے؟؟؟

اس فصل کے آخر میں اللہ تعالی سے یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی ہم سب مسلمانوں کو اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی کامل اور حقیقی محبت سے عزت بخشے اور رسول اللہ ﷺ کو ہمارے ہاں سخت گرمی اور صحراء میں ٹھنڈے اور میٹھے پانی سے بھی زیادہ محبوب فرمادے جیسا کہ مولی علی کرم اللہ وجہہ نے محبت فرمائی قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا:

"کیف کان حبکم لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟(1)

ترجمہ: آپ (صحابہ کرام) کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس قدر محبت تھی؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"کان و اللہ! أحب إلینا من أموالنا وأولادنا و آباءنا و أمھاتنا و من الماء البارد علی الظمأ.(2)

ترجمہ: ''اللہ کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اپنے اموال، اولاد، آباء و اجداد اور امہات سے بھی زیادہ محبوب تھے اور کسی پیاسے کو ٹھنڈے پانی سے جو محبت ہوتی ہے ہمیں اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بھی بڑھ کر محبوب تھے۔''

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں:

ذرۂ عشقِ نبی اَز حق طلب　　　سوزِ صدیق و علی اَز حق طلب

ترجمہ: تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کا ذرہ حق تعالی سے طلب کر اور وہ تڑپ مانگ جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ میں تھی۔

اللہ تعالی کے فضل و کرم سے یہاں پر فصل سوم کا اختتام ہوا اللہ تعالی کی توفیق سے اب ہم چوتھی فصل میں داخل ہو رہے ہیں اللہ تعالی مشکلات کو آسان فرمائے آمین۔

---

(1)...(قاضی عیاض، الشفا، 2:568)

(2)...(قاضی عیاض، الشفاء، 2:568)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فصل چہارم:

رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے والے کی سزا کا بیان

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيأات اعمالنا من يهد الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده و رسوله۔ اللهم صل على سيدنا و مولانا محمد وعلى اله وصحبه اجمعين ابد الآبدين برحمتك يا ارحم الراحمين۔

وہ آدمی جو رسول اللہ ﷺ کو جسمانی تکلیف، گالی، یا دھوکہ دہی وغیرہ کے ساتھ ایذا دے چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم اس کے لیے دو سزائیں ہیں ایک دنیاوی اور دوسری اُخروی، ہم دونوں کو کچھ تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

دنیاوی سزا

گستاخ رسول اگر مسلمان تھا تو اس کی سزا:

اگر رسول اللہ ﷺ کو کوئی مسلمان ایذا یا گالی دے تو اس کو بالاجماع قتل کیا جائے گا اس لیے کہ وہ اس کام سے مرتد ہو جاتا ہے(۱) لعنتی اور اللہ تعالٰی کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے اور اس کو کوئی بھی معافی نہیں دے سکتا سوائے رسول

۱۔۔۔خیال رہے کہ علماء کرام کسی کو مرتد قرار نہیں دیتے بلکہ اس کے ارتداد کو ظاہر کرتے ہیں وہ مرتد اسی وقت ہو جاتا جب ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے، بعض لوگ علماء پر اعتراض کرتے ہیں کہ جس کو چاہتے ہیں مسلم اور جس کو چاہتے ہیں کافر قرار دے دیتے ہیں تو ان سے گزارش ہے کہ علماء تو صرف یہ واضح کرتے ہیں کہ یہ آدمی اسلام میں داخل ہے یا نہیں اس کو داخل یا خارج نہیں کرتے بلکہ یہ خود کلمہ شہادت کے ساتھ اسلام میں داخل ہوتا ہے اور ضروریات دین کے انکار سے خارج ہوتا ہے اس میں علماء کا کوئی دخل نہیں وہ تو صرف حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ ابو احمد غفرلہٗ

اللہ ﷺ کے جن کو ایذیت دی گئی ہے۔

ہم ایذا رساں کی سزا کو بیان کرنے سے پہلے یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کونسی ایذاء دینے پر اس کو قتل کیا جائے گا۔

علامہ ومفتی وقاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ جو کہ اپنے زمانہ میں چیف جسٹس رہے ہیں فرماتے ہیں:

"اِعْلَمْ وَفَّقَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكَ أَنَّ جَمِيعَ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَابَهُ أَوْ أَلْحَقَ بِهِ نَقْصًا فِي نَفْسِهِ أَوْ نَسَبِهِ، أَوْ دِينِهِ أَوْ خَصْلَةٍ مِنْ خِصَالِهِ أَوْ عَرَّضَ بِهِ أَوْ شَبَّهَهُ بِشَيْءٍ عَلَى طَرِيقِ السَّبِّ لَهُ أَوِ الْإِزْرَاءِ عَلَيْهِ، أَوِ التَّصْغِيرِ لِشَأْنِهِ، أَوِ الْغَضِّ مِنْهُ وَالْعَيْبِ لَهُ فَهُوَ سَابٌّ لَهُ. وَالْحُكْمُ فِيهِ حُكْمُ السَّابِّ يُقْتَلُ كَمَا نُبَيِّنُهُ. وَلَا نَسْتَثْنِي فَصْلًا مِنْ فُصُولِ هَذَا الْبَابِ عَلَى هَذَا الْمَقْصِدِ، وَلَا نَمْتَرِي فِيهِ تَصْرِيحًا كَانَ أَوْ تَلْوِيحًا.

وَكَذَلِكَ مَنْ لَعَنَهُ أَوْ دَعَا عَلَيْهِ، أَوْ تَمَنَّى مَضَرَّةً لَهُ، أَوْ نَسَبَ إِلَيْهِ مَا لَا يَلِيقُ بِمَنْصِبِهِ عَلَى طَرِيقِ الذَّمِّ، أَوْ عَبَثَ فِي جِهَتِهِ الْعَزِيزَةِ بِسُخْفٍ مِنَ الْكَلَامِ، وَهَجْرٍ ومنكر من القول وزور. أو عَيَّرَهُ بِشَيْءٍ مِمَّا جَرَى مِنَ الْبَلَاءِ وَالْمِحْنَةِ عَلَيْهِ، أَوْ غَمَصَهُ بِبَعْضِ الْعَوَارِضِ الْبَشَرِيَّةِ الْجَائِزَةِ وَالْمَعْهُودَةِ لَدَيْهِ، وَهَذَا كُلُّهُ إِجْمَاعٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَأَئِمَّةِ الْفَتْوَى مِنْ لَدُنِ الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ عليهم"(1)

ترجمہ: معلوم ہونا چاہئے اللہ عزوجل ہمیں اور تم کو توفیق دے کہ تمام وہ باتیں جس سے نبی کریم ﷺ کے لئے بطور سبّ (گالی) بولی جائے یا جس سے آپ ﷺ کی عیب جوئی ہوتی ہو یا آپ ﷺ کی ذات شریفہ یا آپ ﷺ کے دین یا آپ ﷺ کے اسوہ یا آپ ﷺ کے خصائل میں سے کسی ایک خصلت میں نقصان لاحق ہوتا ہو یا بطریق سبّ (گالی) آپ ﷺ پر تعریض یا اس کے مشابہ لفظ بولے یا بر سبیل سب وشتم استخفاف یا تحقیر وتصغیر شان کرے یا آپ ﷺ کی نکتہ چینی یا عیب جوئی کرے

(1)...(الشفاء، القسم الرابع في تعرف وُجُوهِ الأَحْكَامِ فِيمَنْ تَنَقَّصَهُ أَوْ سَبَّهُ عَلَيْهِ الصلاة والسلام، الْبَابُ الْأَوَّلُ فِي بَيَانِ مَا هُوَ فِي حَقِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبٌّ أَوْ نَقص مِنْ تَعْرِيضٍ أَوْ نَصٍّ، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ الْحُكْمُ الشَّرْعِيُّ فِيمَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ تَنَقَّصَهُ ج2، ص473، الناشر: دار الفيحاء - عمان، الطبعة: الثانية - 1407ھ)

وہ سب گالی میں شمار ہوگا اور اس کا حکم گالی دینے والے کی طرح حکم قتل ہوگا۔

جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے اور ہم ان اقسام میں سے جو اس مقصد پر ہیں کسی کو مستثنیٰ قرار نہ دیں گے اور نہ اس میں کسی طرح شک وشبہ کریں گے۔ خواہ وہ صراحۃً ہو یا اشارۃً۔ یہی حکم اس شخص کا ہے جو آپ ﷺ پر لعنت کرے یا آپ ﷺ پر بددعا کرے یا آپ ﷺ کے نقصان کا خواہش مند ہو یا آپ ﷺ کی طرف ایسی چیز بطریق مذمت منسوب کرے جو آپ ﷺ کے منصب عالی کے لائق نہ ہو یا آپ ﷺ کی جہت عزیز کی طرف کوئی بے ہودہ یا فحش یا بری یا جھوٹ بات کی اضافت کرے یا آپ ﷺ کو کسی ایسی معیبت یا مشقت کے ساتھ عار دلائے جو آپ ﷺ پر گزری ہو یا ان بعض عوارض بشریہ جن کا صدور آپ ﷺ کی طرف سے جائز یا معہود ہے اس کے سبب سے حقیر جانے۔ (یہ سب آپ کی اہانت وتنقیص میں شمار ہوں گی) ان تمام باتوں پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر آج تک کے علماء وائمہ فتویٰ کا اجماع رہا ہے (کہ جو کوئی گالی دے یا تنقیص شان کرے اسے قتل کردیا جائے)۔

میں کہتا ہوں اس قانون پر کتاب اللہ یعنی قرآن پاک، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع، اور قیاس سب دلالت کرتے ہیں ہم الگ الگ تمام کی روشنی میں اس قانون کو واضح کرتے ہیں:

قرآن اور سزائے شاتم الرسول:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (۱)

ترجمہ: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۲)

---

(۱)...﴿الاحزاب:۵۷﴾

(۲)...﴿التوبۃ:۶۱﴾

ترجمہ: اور وہ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ (۱)

ترجمہ: تم فرماؤ کیا اللہ اور اسکی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ اور اپنے رسول ﷺ کے ساتھ استہزاء کو کفر قرار دیا ہے (فافہم)

اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ فِیْهَاۤ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ مَّلْعُوْنِیْنَ ۚ اَیْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا (۲)

ترجمہ: اگر باز نہ آئے منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹ اڑانے والے تو ضرور ہم تمہیں ان پر شہ دیں گے پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑے دن پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے جائیں۔

علامہ خطابی وغیرہ فرماتے ہیں کہ: ایذاء تھوڑی سی تکلیف دینے کو کہتے ہیں لیکن جب یہ زیادہ ہو جائے تو اس کو" ضرر" کہتے ہیں" اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم ﷺ سے کہلوایا:

یَا عِبَادِیْ اِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِّیْ فَتَضُرُّوْنِیْ (۳)

ترجمہ: اے میرے بندو تم مجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی ہرگز مجھے نفع پہنچا سکتے ہو۔

اب اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اپنے رسول ﷺ کے لیے" ایذاء" کا ذکر کیا اور اپنے لیے" ضرر" کا ذکر فرمایا اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو" ضرر" پہنچانا جائز نہیں اور" ایذاء" پہنچانا جائز ہے پہلی بات تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی نفع نقصان دے ہی نہیں سکتا جیسا کہ حدیث سے ظاہر لیکن اس سے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور رفعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے بارے میں ادنیٰ سے ادنیٰ تکلیف کو بھی کفر قرار دے رہا ہے۔

---

(۱)...﴿التوبة:٦٦﴾

(۲)...﴿الاحزاب:٦١﴾

(۳)...(صحیح مسلم، کتاب البر الصلة: باب تحریم الظلم، رقم: 55)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ قَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌۚ (۱)

ترجمہ: بیشک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ذلیل کئے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی اور بیشک ہم نے روشن آیتیں اتاریں اور کافروں کے لئے خواری کا عذاب ہے۔

اور اسی سورت میں آگے فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓىٕكَ فِی الْاَذَلِّیْنَ (۲)

ترجمہ: بیشک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔

اور پھر اللہ تعالیٰ سورہ توبہ میں فرماتا ہے:

اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِیْهَاؕ ذٰلِكَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ (۳)

ترجمہ: کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی کرنے والا ذلیل اور حقیر ہے دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے دور، شقی و بد بخت اور کافر ہے اور اس کے لیے ذلت و رسوائی والا عذاب ہے اور یہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اس لیے کہ اس کا یہ کام کفار اور منافقین والا ہے۔

امام سبکی علیہ الرحمۃ القوی فرماتے ہیں:

" ان الساب مؤذ، المؤذی محاد، والمحاد مکبوت اذل مغلوب، و من کان کذلک لا یکون منصوراً۔ "(۴)

ترجمہ: بے شک گالی دینے والا تکلیف دینے والا ہے، اور تکلیف دینے والا، دشمن ہوتا ہے، اور (اللہ و

(۱)...﴿المجادلة: ۵﴾

(۲)...﴿المجادلة: ۲۰﴾

(۳)...﴿التوبة: ۶۳﴾

(۴)...(السیف المسلول، ص 134)

رسول ﷺ کا) دشمن شکست کھانے والا ذلیل ورسوا، اور مغلوب ہے اور اس کی مدد نہیں کی جاسکتی۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینے والا لعنتی ہے اس بات کی دلیل ہے کہ اس کو قتل کیا جائے اگر چہ وہ پکڑے جانے کے بعد توبہ بھی کر لے جیسا کہ امام سبکی علیہ الرحمۃ اور علامہ ابن تیمیہ نے واضح کیا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ نے لکھا:

فإن هذا يقتل بكل حال إن تاب بعد القدرة عليه (۱)

ترجمہ: یہ (شاتم الرسول) ہر حال میں قتل کیا جائے گا اگر چہ پکڑے جانے کے بعد توبہ ہی کیوں نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ منافقین کے حال کو کہ رسول اللہ ﷺ کی تنقیص کرتے ہیں ظاہر فرماتے ہوئے فرماتا ہے:

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ (۲)

ترجمہ: اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں تنقیص، اور رسول اللہ ﷺ کو کسی قسم کی ایذاء دینا کفر ہے اللہ تعالیٰ ہم کو ان کاموں سے اتنا دور رکھے جتنا اس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو اس کام سے رکھا تھا آمین۔

حدیث اور سزائے شاتم الرسول:

ہم نے اس کتاب میں کافی احادیث نقل کیں اور ان کے علاوہ بھی کئی احادیث ہیں جن میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دینے والے کے بارے میں قتل کی اجازت طلب کی چاہے ایذاء کس قسم کی بھی ہوتی یہ تمام احادیث اس بات کی دلیل ہے کہ اس ایذاء دینے والے کو قتل کیا جائے گا، اور اگر اس کی یہ سزا نہ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ ضرور بالضرور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ کو بتاتے کہ یہ جائز نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا کسی مصلحت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اجازت نہ دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی سزا قتل نہیں، اور اس لیے بھی کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا حق ہے ہم

---

(۱)...(الصارم المسلول على شاتم الرسول. المؤلف: تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي (المتوفى: 728هـ). المحقق: محمد محي الدين عبد الحميد. الناشر: الحرس الوطني السعودي، المملكة العربية السعودية، ص319)

(۲)...(التوبة: 74)

اس میں کسی کو معافی ہرگز نہیں دے سکتے۔

پھر دوسری بات یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رسول اللہ ﷺ سے ایذاء دینے والے کے بارے میں قتل کی اجازت طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان صحابہ کرام کو بھی معلوم تھا کہ اس کی سزا قتل ہے، اور اگر ایسا نہ ہوتا تو صحابہ کرام رضی الہ تعالیٰ عنہم کبھی بھی اجازت طلب نہ کرتے ان کا اجازت طلب کرنا صرف اس لیے تھا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے اپنے فتویٰ نہیں دے سکتے اس لیے اجازت طلب کرتے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار اپنا فتویٰ جاری فرما دیں اس کے بعد ہمارا کام ہے کہ ہم نے کس طرح اس گستاخ کو قتل کرنا ہے۔

پھر ابھی ہی ماقبل میں حدیث گزری ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صراحتاً فرمایا کہ شاتم رسول کی سزا قتل ہے، اور پھر رسول اللہ ﷺ کا خود ان کے خونوں کو رائیگاں قرار دینا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی تھی اس بات پر دلیل صریح ہے کہ شاتم رسول اور گستاخ رسول کی سزا قتل ہے۔

پھر خود رسول اللہ ﷺ نے واقعہ افک میں صحابہ کرام سے فرمایا کہ: اے مسلمانوں کے گروہ میری اس شخص کے بارے میں کون مدد کرے گا جس نے میرے اہل والوں کی وجہ سے مجھے تکلیف دی ہے؟؟ تو سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ میں یہ کام کروں گا" یہ حدیث ماقبل گزر چکی ہے۔

گستاخ رسول کو زمین نے قبول نہ کیا:

اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ شاتم رسول کا جرم مرتد کے جرم سے بھی بڑھ کر ہے جیسا کہ حدیث میں آتا کہ:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ، وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَادَ نَصْرَانِيًّا، فَكَانَ يَقُولُ مَا يَدْرِي مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ فَأَمَاتَهُ اللهُ فَدَفَنُوهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَقَالُوا هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَقَالُوا هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَأَلْقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ وَأَعْمَقُوا لَهُ فِي الأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الأَرْضُ، فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ، فَأَلْقَوْهُ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص پہلے عیسائی تھا۔ پھر وہ اسلام میں داخل ہو گیا تھا۔ اس نے سورۃ البقرہ اور آل عمران پڑھ لی تھی اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب

بن گیا لیکن پھر وہ شخص مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا اور کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے جو کچھ میں نے لکھ دیا ہے اس کے سوا انہیں اور کچھ بھی معلوم نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی موت واقع ہو گئی اور اس کے آدمیوں نے اسے دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی لاش قبر سے نکل کر زمین کے اوپر پڑی ہے۔ عیسائی لوگوں نے کہا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے۔ چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لیے انہوں نے اس کی قبر کھود دی ہے اور لاش کو باہر نکال کر پھینک دیا ہے۔ چنانچہ دوسری قبر انہوں نے کھودی جو بہت زیادہ گہری تھی۔ لیکن جب صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لیے اس کی قبر کھود کر انہوں نے لاش باہر پھینک دی ہے۔ پھر انہوں نے قبر کھودی اور جتنی گہری ان کے بس میں تھی کر کے اسے اس کے اندر ڈال دیا لیکن صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اب انہیں یقین آیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے (بلکہ یہ میت اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہے) چنانچہ انہوں نے اسے یوں ہی (زمین پر) ڈال دیا۔(۱)

اور ایک روایت میں امام طحاوی، ابن حبان نے یہ الفاظ بھی شامل کیے ہیں کہ:

"فمات، فبلغ ذلك النبی ﷺ فقال "ان الارض لن تقبله"

ترجمہ: جب یہ مر گیا تو اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو زمین قبول نہیں کرے گی۔(۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ نے فرمایا میں اس جگہ آیا جہاں وہ مرا پڑا تھا تو میں نے اس کو ایسے ہی پایا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا میں لوگوں سے پوچھا اس کو کیوں نہیں دفناتے؟؟ انہوں نے کہا ہم نے دفنایا تھا لیکن زمین اس کو قبول نہیں کرتی۔ امام سبکی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے اس کا جھوٹ ظاہر فرمایا اور لوگوں پر واضح کیا کہ یہ ہمارے رسول ﷺ کے بارے میں بکواس کرتا تھا آج اس کو زمین بھی قبول نہیں کرتی، تا کہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی شان وشوکت معلوم ہو جائے، اس کے علاوہ کتنے ہی منافقین مرکھپ گئے تھے لیکن ان کو زمین نے باہر نہیں پھینکا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر فرمانا چاہتا تھا کہ یہ منافق و مرتد تو تھا ہی لیکن اس کو زمین کے قبول نہ کرنے کی وجہ رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانا تھی۔ جس

---

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام... صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین الباب الاول، رقم: 14)

(۲)...(مسند احمد، ج4،ص120، 121... شرح مشکل الآثار، ج8،ص239، 240... صحیح ابن حبان، ج3،ص19، 20... اثبات عذاب القبر، رقم: 54)

سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر ناراض ہوگئے:

جس سے تم روٹھو وہ سرگشتہ دنیا ہو جائے
جس کو تم چاہو وہ قطرہ ہو تو دریا ہو جائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بعض گستاخوں کی قتل کی اجازت نہ دینا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض گستاخوں کے قتل کی اجازت اس لیے نہیں دی کہ کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ یہ ایک ایسا حق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی اس کا مالک نہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ہے کسی کو اس میں تصرف کی قطعاً اجازت نہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو لشکر کا امیر بنا کر بھیجتے تو اس کو فرماتے کہ اگر کسی کے ساتھ عہد کرنا ہوا تو اللہ اور اس کے رسول کو ضامن نہ بنانا بلکہ خود کو ضامن بنانا، کیونکہ تمہارے لئے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے عہد سے پھر جانا اس بات سے آسان ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عہد کو توڑو۔ چنانچہ روایت ہے کہ:

عن بريدة قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَّرَ أَمِيرًا عَلَى جَيْشٍ، أَوْ سَرِيَّةٍ، أَوْصَاهُ فِي خَاصَّتِهِ بِتَقْوَى اللهِ، وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا، ثُمَّ قَالَ »اغْزُوا بِاسْمِ اللهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللهِ، اغْزُوا وَلَا تَغُلُّوا، وَلَا تَغْدِرُوا، وَلَا تَمْثُلُوا، وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا، وَإِذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَادْعُهُمْ إِلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ - أَوْ خِلَالٍ - فَأَيَّتُهُنَّ مَا أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ، وَكُفَّ عَنْهُمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنْ أَجَابُوكَ، فَاقْبَلْ مِنْهُمْ، وَكُفَّ عَنْهُمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوا ذَلِكَ فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ، وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ، فَإِنْ أَبَوْا أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْهَا، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ، يَجْرِي عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللهِ الَّذِي يَجْرِي عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْغَنِيمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ، فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ، فَإِنْ هُمْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ، وَكُفَّ عَنْهُمْ، فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَقَاتِلْهُمْ، وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللهِ، وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ، فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللهِ، وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّهِ،

وَلَكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكَ، فَإِنَّكُمْ أَنْ تُخْفِرُوا ذِمَمَكُمْ وَذِمَمَ أَصْحَابِكُمْ أَهْوَنُ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوا ذِمَّةَ اللهِ وَذِمَّةَ رَسُولِهِ، وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوكَ أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللهِ، فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِ اللهِ، وَلَكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِكَ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَتُصِيبُ حُكْمَ اللهِ فِيهِمْ أَمْ لَا«(۱)

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب کسی آدمی کو کسی لشکر یا سریہ کا امیر بناتے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسے خاص طور پر اللہ سے ڈرنے اور جو ان کے ساتھ ہوں ان کے ساتھ مسلمان (مجاہدین) کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت فرماتے پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اللہ کا نام لے کر اللہ کے راستے میں جہاد کرو عہد شکنی نہ کرو اور مثلہ (یعنی کسی کے اعضاء کاٹ کر اس کی شکل نہ بگاڑی جائے) نہ کرو اور کسی بچے کو قتل نہ کرو اور جب تمہارا اپنے دشمن مشرکوں سے مقابلہ ہو جائے تو ان کو تین باتوں کی دعوت دینا وہ ان میں سے جس کو بھی قبول کرلیں تو ان کے ساتھ جنگ سے رک جانا پھر انہیں اسلام کی دعوت دو تو اگر وہ تیری دعوت اسلام کو قبول کرلیں تو ان سے جنگ نہ کرنا پھر ان کو دعوت دینا کہ اپنا شہر چھوڑ کر مہاجرین کے گھروں میں چلے جائیں اور ان کو خبر دیدیں کہ اگر وہ اس طرح کرلیں تو جو مہاجرین کو مل رہا ہے وہ انہیں بھی ملے گا اور ان کی وہ ذمہ داریاں ہوں گی جو مہاجرین پر ہیں اور اگر وہ اس سے انکار کردیں تو انہیں خبر دے دو کہ پھر ان پر دیہاتی مسلمانوں کا حکم ہوگا اور ان پر اللہ کے وہ احکام جاری ہوں گے جو کہ مومنوں پر جاری ہوتے ہیں اور انہیں جہاد کے بغیر مال غنیمت اور مال فئے میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا اور اگر وہ تمہاری دعوت قبول کرلیں تو تم بھی ان سے قبول کرو اور ان سے جنگ نہ کرو اور اگر وہ انکار کردیں تو اللہ کی مدد کے ساتھ ان سے قتال کرو اور جب تم کسی قلعہ کا محاصرہ کرلو اور وہ قلعہ والے اللہ اور رسول کو کسی بات پر ضامن بنانا چاہیں تو تم ان کے لئے نہ اللہ کے ضامن اور نہ ہی اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ضامن بنانا بلکہ تم اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو ضامن بنانا کیونکہ تمہارے لئے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے عہد سے پھر جانا اس بات سے آسان ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ

(۱)...(صحیح مسلم، کتاب الجهاد، بَابُ تَأْمِيرِ الْإِمَامِ الْأُمَرَاءَ عَلَى الْبُعُوثِ، وَوَصِيَّتِهِ إِيَّاهُمْ بِآدَابِ الْغَزْوِ وَغَيْرِهَا، رقم: 4)

وسلم) کے عہد کو توڑ و اور جب تم کسی قلعہ والوں کو محاصرہ کر لو اور وہ قلعہ والے یہ چاہتے ہوں کہ تم انہیں اللہ کے حکم کے مطابق قلعہ سے نکالو تو تم اللہ کے حکم کے مطابق نہ نکالو بلکہ انہیں اپنے حکم کے مطابق نکالو کیونکہ تم اس بات کو نہیں جانتے کہ تمہاری رائے اور اجتہاد اللہ کے حکم کے مطابق ہے یا نہیں۔

تو جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ضامن بنا کر کیے ہوئے عہد میں تصرف کی اجازت نہیں تو وہ حق جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہے اس میں تصرف کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟؟؟

اجماع امت شاتم رسول کی سزا:

ہم یہاں پر شاتم رسول کی سزا پر اجماع نقل کرنے کے ساتھ ساتھ نمبر لگا کر ان چند علماء کی تعداد بھی واضح کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے اس کے اجماع ہونے کا اقرار کیا اور یہ کوئی عام علماء نہیں بلکہ اپنے وقت کے امام، فقیہ، مفتی، جسٹس اور چیف جسٹس ہیں۔

إِجْمَاع مِن الْعُلَمَاء وَأَئِمَّة الْفَتْوَى من لَدُن الصَّحَابَة رِضْوَان الله عَلَيْهِم إِلَى هَلُمّ جرًّا، قَال أَبو بكر بن المُنْذِر أَجْمَع عَوامّ أَهْل الْعِلْم عَلَى أَن من سَبّ النَّبِيّ صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّم يُقْتَل وَمِمَّن قَال ذَلِك مَالِك بن أَنَس وَاللَّيْث وَأَحْمَد وإِسحاق وَهُو مَذْهَب الشَّافِعِيّ قَال الْقَاضِي أَبُو الْفَضْل وَهُو مُقْتَضَى قَوْل أَبِي بَكْر الصِّدِّيق رَضِي الله عَنْه وَلَا تُقْبَل تَوْبَتُه عِنْد هَؤُلَاء، وَبِمِثْلِه قَال أَبُوحنيفة وأصحابه

والثَّوْرِيّ وَأَهْل الكُوفَة وَالْأَوْزَاعِيّ فِي الْمُسْلِمِين لَكِنَّهُم قَالُوا هِي رِدَّة، وَرَوَى مِثْلَه الْوَلِيد بن مُسْلِم عَن مَالِك وحَكَى الطَّبَرِيّ مِثْلَه عَن أَبِي حنيفة وأصحابه فيمن تَنَقَّصَه صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّم أَو برِئ مِنْه أَو كَذَّبَه وَقَال سُحْنُون فِيمَن سَبَّه ذَلِك رِدَّة كَالزَّنْدَقَة وَقَد ذَكَر غَيْر وَاحِد الإِجْمَاع على قَتْلِه وَتَكْفِيرِه وأَشَار بَعْض الظَّاهِرِيَّة وَهُو أَبُو مُحَمَّد عَلِيّ بن أَحْمَد الفَارِسِيّ إِلَى الخِلَاف فِي تَكْفِير المستخف بِه وَالْمَعْرُوف مَا قَدَّمْنَاه(1)

(1)... (الشفا بتعريف حقوق المصطفى - مذيلا بالحاشية المسماة مزيل الخفاء عن ألفاظ الشفاء. المؤلف: أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي (المتوفى: 544هـ). الحاشية: أحمد بن محمد بن محمد الشمنى (المتوفى: 873هـ). الناشر: دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع. عام النشر: 1409هـ - 1988م، ج2، ص214، 215... الاشراف ج2، ص244)

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر آج تک کے علماء وائمہ فتویٰ کا اجماع رہا ہے (کہ جو کوئی گالی دے یا تنقیص شان کرے اسے قتل کر دیا جائے)۔ (1) ابوبکر بن منذر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کو گالی دے وہ قتل کر دیا جائے۔ (2 تا 6) اور جو علماء اس کے قائل ہیں ان میں امام مالک بن انس، لیث، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ وغیرہ ہیں اور یہی مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے۔

(7) قاضی ابوالفضل (عیاض) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا اقتضاء یہی ہے۔ ان علماء کے نزدیک اس کی توبہ قبول نہ کی جائے اور (8 تا 11) (امام اعظم) ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اور ثوری واہل کوفہ اور اوزاعی وغیرہ رحمہم اللہ نے بھی مسلمانوں کے ساتھ ایسا ہی فرمایا ہے لیکن یہ سب فرماتے ہیں کہ یہ درست ہے اور اسی کے مثل ولید بن مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت نقل کی ہے۔

(12) اور طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی روایت کی مثل امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے اصحاب سے نقل کیا کہ یہ حکم اس کے لئے ہے جو حضور ﷺ کی تنقیص کرے یا آپ ﷺ سے بے زار ہو یا آپ ﷺ کی تکذیب کرے اور سحنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ جو آپ کو گالی دے وہ مثل زندیق مرتد ہے۔

بلاشبہ بکثرت علماء نے اس کے قتل وکفر پر اجماع نقل کیا ہے اور بعض ظاہریوں نے یعنی ابومحمد علی بن احمد فارسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استخفاف کرنے والے کی تکفیر میں اختلاف کا اشارہ کیا ہے۔ حالانکہ مشہور وہی ہے جسے ہم نے بیان کیا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بن سُحْنُون أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ أَنَّ شَاتِمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَنَقِّصَ لَه كَافِرٌ وَالْوَعِيدُ جَارٍ عَلَيْهِ بِعَذَابِ اللهِ لَه وَحُكْمُه عند الأمة قتل وَمِن شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِه كَفَرَ، وَاحْتَجَّ إِبْرَاهِيمُ بن حُسَيْنِ بن خَالِدٍ الْفَقِيهُ فِي مِثْلِ هٰذَا بِقَتْلِ خَالِدِ بن الْوَلِيدِ مَالِكَ ابن نُوَيْرَةَ لِقَوْلِهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبُكُم، وَقَالَ أَبُو سُلَيْمَانَ الْخَطَّابِيُّ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا من الْمُسْلِمِينَ اخْتَلَفَ فِي وُجُوبِ قَتْلِهٖ إِذَا كَانَ مُسْلِمًا، وَقَالَ ابن الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ فِي كِتَابِ

ابن سَحْنُون وَالْمَبْسُوط وَالْعُتْبِيَّة وَحَكَاهُ مُطَرِّف عَنْ مَالِك فِي كِتَاب ابن حبيب من سَبَّ النَّبِيّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم مِن الْمُسْلِمِين قُتِل وَلَم يُسْتَتَب، (١)

(13) محمد بن سحنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ شاتمِ نبی ﷺ اور آپ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور اُمت مسلمہ کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے وَمَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ كَفَرَ یعنی جو اس کے کفر اور مستحق عذاب الٰہی ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے (14) اور فقیہ ابراہیم بن حسین بن خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسوں کے قتل کرنے کے حکم میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مالک ابن نویرہ کو قتل کرنے سے حجت پکڑی ہے کیونکہ مالک ابن نویرہ نے نبی کریم ﷺ کے لئے صَاحِبُكُمْ (تمہارے ساتھی) سے تعریض کی تھی۔

(15) ابو سلیمان خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کسی مسلمان کو نہیں جانتا جس نے اس کے قتل کے وجوب میں اختلاف کیا ہو جبکہ وہ مسلمان کہلاتا ہو اور (16) ابن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ''کتاب ابن سحنون'' اور ''مبسوط'' اور ''عتبیۃ'' میں کہا ہے اور (17) اسے مطرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ''کتاب ابن حبیب'' میں نقل کیا ہے کہ جو مسلمان نبی کریم ﷺ پر سب وشتم کرے وہ قتل کردیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔

قَال ابن الْقَاسِمِ فِي الْعُتْبِيَّة من سَبَّه أَو شَتَمَه أَو عَابَه أَو تَنَقَّصَه فَإِنَّه يُقْتَل وَحُكْمُه عِنْد الْأُمَّة الْقَتْل كَالزِّنْدِيق وَقَد فَرَض الله تَعَالَى تَوْقِيرَه وَبِرَّه وَفِي الْمَبْسُوط عَن عُثْمَان بن كِنَانَة من شَتَم النَّبِيّ صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّم مِن الْمُسْلِمِين قُتِل أَو صُلِب حَيًّا وَلَم يُسْتَتَب، وَالْإِمَام مُخَيَّر فِي صَلْبِه حَيًّا أَو قَتْلِه، وَمِن رِوَايَة أَبِي الْمُصْعَب وَابْن أَبِي أُوَيْس سمعنا مالِكًا يَقُول مَنْ سَبَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ شَتَمَهُ أَوْ عَابَهُ أَوْ تَنَقَّصَهُ قُتِلَ مُسْلِمًا كَانَ أَوْ كَافِرًا وَلَا

---

(١)...(نهاية السول 261....السلي المسلول 120...الشفا بتعريف حقوق المصطفى - مذيلا بالحاشية المسماة مزيل الخفاء عن ألفاظ الشفاء. المؤلف: أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي (المتوفى: 544هـ). الحاشية: أحمد بن محمد بن محمد الشمني (المتوفى: 873هـ). الناشر: دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع. عام النشر: 1409هـ-1988م. 2 ص 215، 216)

يُسْتَتَابُ، وَفِي كِتَاب مُحَمَّد أَخْبَرَنَا أَصْحَاب مَالِك أَنَّه قَال من سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّم أَو غَيْرِه مِن النَّبِيِّين من مُسْلِم أَو كَافِر قُتِل وَلَم يُسْتَتَب، وَقَال أَصْبَغ، يُقْتَل عَلَى كُلّ حَال أَسَرّ ذَلِك أَو أَظهره وَلَا يُسْتَتَاب لِأَنَّ تَوْبَتَه لَا تُعْرَف، وَقَال عَبْد الله بن عَبْد الْحَكم من سَبّ النَّبِيّ صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّم من مُسْلِم أَو كَافِر قُتِل وَلَم يستتب) وَحَكَى الطَّبَرِيّ مثله عَن أَشْهَب عَن مَالِك، (۱)

ترجمہ: (18) ابن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''عتبیہ'' میں کہا کہ جو بھی آپ ﷺ کو برا کہے یا گالی دے یا عیب جوئی کرے یا تنقیص شان کرے تو اسے قتل کر دیا جائے اور اس کا حکم اُمت مسلم کے نزدیک قتل زندیق کی مثل ہے کیونکہ بلاشبہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی توقیر اور آپ ﷺ کو بھلائی سے یاد کرنے کو فرض قرار دیا ہے (19) اور ''مبسوط'' میں عثمان بن کنانہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل ہے کہ جس مسلمان نے نبی کریم ﷺ کو گالی دی تو اسے قتل کر دیا جائے یا زندہ سولی پر چڑھا دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے اور امام (حاکم وقت) کو اختیار ہے کہ چاہے وہ زندہ سولی پر چڑھا دے یا اسے قتل کر دے۔

(20 ت۔21) اور ابی مصعب اور اویس رحمہا اللہ کی ایک روایت میں ہے کہ ہم نے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو برا کہا یا گالی دی یا عیب جوئی یا تنقیص شان کر دی خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔

(22) اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب میں ہے کہ ہمیں اصحاب مالک رحمہم اللہ نے خبر دی ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: جس نے نبی کریم ﷺ کو یا آپ ﷺ کے سوا دیگر انبیاء علیہم السلام کو گالی دی خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔

(23) اور اصبغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ہر حال میں ایسوں کو قتل کر دیا جائے خواہ وہ چھپا کر کہے یا اعلانیہ کہے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ اس لئے کہ اس کی توبہ مشہور نہیں ہو سکتی۔

---

(۱)...(الشفا بتعريف حقوق المصطفى - مذيلا بالحاشية المسماة مزيل الخفاء عن ألفاظ الشفاء. المؤلف: أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي (المتوفى: 544ھ). الحاشية: أحمد بن محمد بن محمد الشمني (المتوفى: 873ھ). الناشر: دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع. عام النشر: 1409ھ - 1988م. 2. ص216.215)

(24) اور عبد اللہ بن عبد الحکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ جو بھی نبی کریم ﷺ کو گالی دے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے اور طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (25) اسی کے مثل اشہب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے وہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی ہے۔

وَرَوَى ابن وَهْب عَن مَالِك من قال إن رداءه النَّبِيّ صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّم۔ وَيُرْوَى زِرّ النَّبِيّ صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّم۔ وَسِخ أَرَاد بِه عَيْبَه قُتِل، وَقَال بَعْض عُلَمَائِنَا أَجْمَع الْعُلَمَاء عَلَى أَنّ من دَعَا عَلَى نَبِيّ من الأنبياء بالويل أو بشيء مِن الْمَكْرُوه أَنَّه يُقْتَل بِلَا اسْتِتَابَة وَأَفْتَى أَبُو الْحَسَن القَابِسِيّ فِيمَن قَال فِي النبي صلى الله عليه وسلم الْجَمَّال يَتِيم أَبِي طَالِب بِالْقَتْل، وَأَفْتَى أَبُو مُحَمَّد بن أَبِي زَيْد بِقَتْل رَجُل سَمِع قَوْمًا يَتَذَاكَرُون صِفَة النَّبِيّ صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّم إذ مر بِهِم رَجُل قَبِيح الْوَجْه وَاللِّحْيَة فَقَال لَهُم تُرِيدُون تَعْرِفُون صِفَتَه هِي فِي صِفَة هَذَا الْمَارّ فِي خَلْقِه وَلِحْيَتِه قال ولا تقبل لتوبته وَقَد كَذَب لَعَنَة الله وَلَيْس يخرج من قلب سَلِيم الْإِيمَان([1])

ترجمہ: (26) اور ابن وہب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ جو یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ کی چادر ایسی ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زرہ دریدہ (پھٹی ہوئی) ہے اور اس کی مراد اس سے عیب جوئی ہو تو وہ قتل کر دیا جائے۔

(27) بعض مالکی علماء فرماتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ جس نے کسی نبی کے لئے ویل (ہلاکت) کی یا کسی مکروہ شے کی بددعا کی وہ بلا توبہ قبول کئے قتل کر دیا جائے۔

(28) اور ابو الحسن قابسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس شخص کو قتل کرنے کا فتویٰ دیا جس نے نبی کریم ﷺ کے حق میں حمال (بوجھ اٹھانے والا) ابو طالب کا یتیم کہا تھا۔

(29) اور ابو محمد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص کو قتل کرنے کا فتویٰ دیا جو ایسی قوم سے سنے کہ وہ

(1) ...(الشفا بتعريف حقوق المصطفى - مذيلا بالحاشية المسماة مزيل الخفاء عن ألفاظ الشفاء. المؤلف: أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي (المتوفى: 544هـ). الحاشية: أحمد بن محمد بن محمد الشمني (المتوفى: 873هـ). الناشر: دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع. عام النشر: 1409هـ-1988م. ج2، ص216)

قوم نبی کریم ﷺ کی صفت بیان کر رہی ہو اور اتفاقاً ان میں ایک ایسا مرد گزرے جو بدصورت اور بدریش ہو پھر وہ قوم سے کہے اگر تم حضور (ﷺ) کی صفت جاننا چاہتے ہو تو دیکھو آپ (ﷺ) (معاذ اللہ) اس بدصورت اور بدریش گزرنے والے شخص کی طرح تھے۔

(30) ابو محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ قبول نہ کی جائے کیونکہ اس نے یقینا جھوٹ بکا اللہ عزوجل کی اس پر لعنت ہو ایسی بات کسی سلیم الایمان کے دل سے نہیں نکلتی۔

وَقَالَ أَحْمَد بن أَبِي سليمان صاحب سحنون من قَالَ إِنّ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّم كَانَ أَسْوَد، يُقْتَل، وَقَالَ فِي رَجُل قِيل لَه لَا وحق رَسُول الله، فَقَال فعل الله برسول الله كذا - وَذَكَر كَلَامًا قَبِيحًا - فَقِيل لَه مَا تَقُول يَا عدو الله؟ فَقَال أشد من كلامه الأول ثُمّ قَال إِنَّمَا أَرَدْت برسول الله العَقْرَب فَقَال ابن أَبِي سُلَيْمَان للذي سَأَلَه أشْهَد عَلَيْه وَأَنَا شَرِيكُك، يريد فِي قتله وثواب ذَلِك۞

ترجمہ: (31) اور احمد بن ابی سلیمان صاحب سحنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا جو کہے نبی کریم ﷺ سیاہ فام (کالے) تھے اسے قتل کر دیا جائے۔ اور انہوں نے اس شخص کے بارے میں کہا کہ جس سے کہا گیا کہ نہیں اور قسم ہے رسول اللہ ﷺ کے حق کی تو اس نے کہا کہ خدا رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ ایسا ایسا کرے اور کوئی بری بات ذکر کی تو اس سے کہا گیا اے اللہ عزوجل کے دشمن تو کیا بکتا ہے تو ان پر اس نے پہلے سے زیادہ سخت بات کہی پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ (ﷺ) سے بچھو مراد لیا تھا۔

(32) اس پر ابن سلمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے جواب دیا جس نے ان سے ایسی بات دریافت کی تھی کہ میں گواہی دیتا ہوں اور میں تیرا شریک ہوں مطلب یہ ہے کہ (تو اسے قتل کر دے گا) اس کے قتل و ثواب میں تیرا شریک ہوں۔

قَال حبيب بن أبي الربيع لِأَنّ ادِّعَاء التَأْوِيل فِي لفظ صراح لَا يقبل أنه استهان وَهُو غَيْر معزر

()...(الشفا بتعريف حقوق المصطفى - مذيلا بالحاشية المسماة مزيل الخفاء عن ألفاظ الشفاء. المؤلف: أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي (المتوفى: 544هـ). الحاشية: أحمد بن محمد بن محمد الشمني (المتوفى: 873هـ). الناشر: دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع. عام النشر: 1409هـ-1988م. 2،ص216)

لرسول الله صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّم وَلَا موقر له فوجب إباحة دمه، وأفتى أَبُوعَبْد الله بن عتاب في عشار قَال لرجل أد واشك إِلَى النَّبِيّ صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّم وَقَال إن سَأَلت أو جَهلت فقد جَهل وسَأل النَّبِيّ صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّم بالْقَتْل وَأَفْتى فُقَهَاء الأَنْدَلُس بِقَتْل ابن حَاتِم الْمُتَفَقِّه الطُّلَيْطُلِيّ وَصَلْبِه بِمَا شُهد عَلَيْه بِه مِن اسْتِخْفَافِه بحَقّ النَّبِيّ صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّم وَتَسْمِيَتِه إِيَّاه أَثْنَاء مُنَاظَرَتِه باليَتِيم وَخَتَن حَيْدَرَة وَزَعْمِه أَنّ زُهْدَه لَم يَكُن قَصْدًا وَلَو قَدَر عَلَى الطَّيِّبَات أكَلَهَا إِلَى أَشْبَاه لهذا، وأفتى فُقَهَاء القيرَوَان وَأَصْحَاب سُحْنُون بِقَتْل إِبْرَاهِيم الْفَزَارِيّ وَكَان شَاعِرًا مُتَفَنِّنًا فِي كثير مِن العُلُوم وَكَان مِمَّن يَحْضُر مَجْلِس الْقَاضِي أَبِي الْعَبَّاس بن طَالِب لِلْمُنَاظَرَة فَرُفِعَت عَلَيْه أُمُور مُنْكَرَة من هَذَا الْبَاب فِي الاسْتِهْزَاء بالله وَأَنْبِيَائِه وَنَبِيِّنَا صَلَّى الله عَلَيْه وَسَلَّم فأَحْضَر لَه الْقَاضِي يَحْيَى بن عُمَر وَغَيْرُه مِن الفُقَهَاء وَأَمَر بِقَتْلِه وَصَلْبِه فَطُعِن بالسِّكِّين وَصُلِب مُنَكَّسًا ثُمّ أُنْزِل وَأُحْرِق بالنَّار، وَحَكَى بَعْض المؤرخين أنَّه لَمَّا رفعت خشبته وزالت عَنْهَا الأيدي استدارت وحوله عَن القبلة فكان آية للجميع وكبر النَّاس، وجاء كلب فولغ فِي دمه فَقَال يَحْيَى بن عُمَر صَدَق رَسُول الله صَلَّى الله عليه وسلم وذكر حديثا عنه صلى الله عليه وسلم أنه قَال (لَا يَلَغُ الْكَلْبُ فِي دَمِ مُسْلِم)۞

ترجمہ: حبیب ابن ربیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ صریح میں دعویٰ تاویل نا قابل قبول ہے کیونکہ اس میں آپ ﷺ کی توہین وتحقیر ہے اور یہ شخص آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا ادا کرنے والا نہیں ہے لہٰذا اس کے خون کا مباح ہونا واجب ٹھہرا۔

(33) اور ابو عبد اللہ بن عتاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس عشر لینے والے پر قتل کا فتویٰ دیا جس نے کسی شخص سے کہا تھا۔ مجھے عشر ادا کردو اور اس کا شکوہ نبی کریم (ﷺ) سے کرو اور اس نے کہا کہ اگر میں

(١)...(الشفا بتعريف حقوق المصطفى - مذيلا بالحاشية المسماة مزيل الخفاء عن ألفاظ الشفاء. المؤلف: أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي (المتوفى: 544هـ). الحاشية: أحمد بن محمد بن محمد الشمني (المتوفى: 873هـ). الناشر: دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع. عام النشر: 1409هـ-1988م. 2.ص218)

نے مانگا ہے یا نادانی کی ہے تو (معاذ اللہ) حضور (ﷺ) نے نادانی کی اور انہوں نے مانگا۔

(34) اور فقہائے اندلس نے ابن حاتم طلیطلی کے قتل کرنے اور سولی دینے کا متفقہ فتوی دیا کیونکہ اس کے اوپر گواہی گزری کہ اس نے نبی کریم ﷺ کے حق کا استخفاف کیا ہے کیونکہ اس نے مناظرہ کے دوران حضور ﷺ کو یتیم اور حیدر کا ختن (حیدرہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خسر کہہ کر خطاب کیا تھا اور دعویٰ کیا کہ آپ کا زہد اختیاری نہ تھا اور اگر آپ قدرت رکھتے تو طیبات کھاتے اور اس قسم کے اور خرافات بکے تھے۔ (معاذ اللہ)

(35) اور قیروان کے فقہاء اور سحنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب نے ابراہیم فزاری کو قتل کرنے کا فتویٰ دیا حالانکہ وہ ایک شاعر اور اکثر علوم کا ماہر تھا۔

(36) اور قاضی ابو العباس بن طالب کی مجلس مناظرہ میں حاضر ہوا کرتا تھا پس اس پر بہت سی ایسی بے ہودہ باتیں ثابت ہوتیں جس میں اللہ عز وجل، انبیاء کرام علیہم السلام اور ہمارے نبی ﷺ کے بارے میں استخفاف و استہزاء تھا۔ (37) اس پر قاضی یحییٰ بن عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ فقہاء نے اسے عدالت میں طلب کیا اور اسے قتل کرنے اور سولی دینے کا حکم دیا چنانچہ اس کے پیٹ میں چھری ماری گئی اور الٹا کر کے سولی دی گئی پھر اتارا گیا اور آگ میں جلایا گیا۔

اور بعض مؤرخین نقل کرتے ہیں کہ جب اس کی سولی کا تختہ اٹھایا گیا اور وہ لوگوں کے ہاتھوں علیحدہ ہوا تو تختے نے چکر کاٹا اور اسے قبلہ سے پھیر دیا تو یہ تمام کے لئے عبرتناک نشانی تھی اور لوگوں نے تکبیر بلند کی پھر ایک کتا آیا اور اس کے خون کو چاٹا۔

(37) اس پر یحییٰ بن عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا اور آپ ﷺ کی ایک حدیث ذکر کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کتا کسی مسلمان کا خون نہیں پیتا ہے۔

وَقَالَ الْقَاضِي أَبُوعَبْدِ اللهِ بن الْمُرَابِط (من قَالَ إن النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم هُزِمَ يُسْتَتَاب فَإِنْ تَاب وإلا قتل لا أنه تَنَقُّص إذ لَا يَجُوز ذَلِك عَلَيْهِ فِي خَاصَّتِهِ إِذ هُوَ عَلَى بَصِيرَة من أَمْرِه وَيَقِين من عِصْمَتِه، وَقَال حبيب بن ربيع القروي مَذْهَب مَالِك وأصحابه أن من قَال فِيه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مَا فِيه نَقْص قُتِل دون اسْتِتَابَة، وَقَال ابن عَتَّاب الْكِتَاب والسُّنَّة

مَوجِبان أَنّ من قَصد النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بِأذى أو نَقص مُعَرِّضًا أو مُصَرِّحًا وإن قَلّ فَقَتْلُه وَاجِب، فَهَذَا البَاب كُلّه مِمَّا عده العُلَماء سَبًّا أو تَنَقُّصًا يجب قَتْل قائِلِه لَم يَخْتَلف فِي ذَلِك مُتَقَدّمُهم وَلَا متأخرهم وَإِنّ اخْتَلَفُوا فِي حُكْم قَتْلِه عى مَا أشَرْنا إليه وَكَذَلِك أقُول حُكْم من غَمَصه أو غَيَّرَه بِرِعَايَة الغَنَم أو السَّهو أو النِّسيان أو السِّحْر أو مَا أصابَه من جُرْح أو هَزِيمَة لِبَعْض جُيُوشِه أو أذى من عدوه أو شدة من زمنه أو بالميل إِلَى نسائه فحكم هَذَا كُلّه لِمَن قصد به نقصه القتل (١)

ترجمہ: (39) قاضی ابوعبداللہ بن مرابط رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو ہزیمت ہوئی تو اس سے توبہ کرائی جائے ورنہ قتل کر دیا جائے کیونکہ اس نے آپ ﷺ کی تنقیص کی۔

اس لئے کہ یہ مسلمان پر جائز نہیں خاص کر آپ ﷺ کے حق میں یہ کہے۔ کیونکہ آپ کو اپنے معاملہ کا انجام معلوم اور اپنی عصمت پر یقین تھا۔

(40) حبیب بن ربیع قروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص آپ ﷺ کے حق میں ایسی بات کہے جس میں تنقیص شان ہو اسے بلا توبہ لئے قتل کر دیا جائے۔

(41) ابن عتاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کتاب وسنت دونوں اس شخص کے قتل کو واجب ٹھہراتے ہیں جو نبی کریم ﷺ کی ایذا یا منقصت کا ارادہ کرے خواہ وہ تعریضاً ہو یا تصریحاً اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو۔

ثابت ہوا کہ ہر اس بات سے جن کو علماء نے گالی یا منقصت میں شمار کیا ہے۔ اس کے قائل کو قتل کرنا واجب ہے۔ اس میں متقدمین ومتاخرین علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور اختلاف ہے بھی تو اس میں جس کا ہم

(١)...(الشفا بتعريف حقوق المصطفى-مذيلا بالحاشية المسماة مزيل الخفاء عن ألفاظ الشفاء. المؤلف: أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي (المتوفى: 544هـ). الحاشية: أحمد بن محمد بن محمد الشمني (المتوفى: 873هـ). الناشر: دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع. عام النشر: 1409هـ-1988م. 2، ص219)

نے اشارہ کیا (یعنی بلا توبہ لئے قتل کیا جائے یا توبہ قبول نہ کی جائے وغیرہ)۔

علیٰ ہذا القیاس میں (عیاض مالکی) کہتا ہوں کہ یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جو آپ ﷺ پر کوئی عیب لگائے یا آپ ﷺ کے بکری چرانے یا سہو ونسیان یا سحر یا وہ زخم جو آپ ﷺ کو کبھی کبھی لگے یا جو بعض لشکروں کو ہزیمت ہوئی یا جو آپ ﷺ کے دشمن سے اذیت پہنچی یا اہل زمانہ سے جو تکلیف پہنچی یا جو بیویوں کی طرف آپ ﷺ کا میلان تھا وغیرہ سے آپ ﷺ کو عار دلائے۔ پس ان تمام باتوں کا حکم جو آپ ﷺ کی اس کے ذریعہ تنقیص شان کا ارادہ کرے قتل کر دینا ہے۔ اس بارے میں علماء کے مذاہب کچھ تو گزر چکے اور آگے بھی آ رہے ہیں جو اسی پر دلالت کریں گے۔ (مزید شوق رکھنے والے قارئین شفاء شریف کا مطالعہ فرمائیں، ابو احمد غفرلہ")

(42) علامہ ابن تیمیہ نے بھی اس بات پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ دیکھیے (الصارم المسلول، ص 200 و مابعد)

(43) اس طرح امام سبکی علیہ الرحمۃ نے بھی اس پر اجماعِ امت نقل کیا ہے، دیکھئے (السیف المسلول، ص 119،) اور اس کے بعد کی عبارت بھی ضرور پڑھیے جس میں امام سبکی علیہ الرحمۃ نے اس پر قرآن، سنت، اور اجماع وقیاس سے دلائل کے انبار لگائے ہیں۔

اب یہاں پر دو باتیں کھل کر سامنے آگئی ہیں:

1۔ یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے گستاخ رسول ﷺ کو قتل کرنے میں اپنا حق ساقط کر دیا (یہ حق امت ساقط نہیں کر سکتی جیسا کہ ماقبل بھی گزرا اور آگے بھی آئے گا)

2۔ جب کسی گستاخ کو قتل کر دیا جائے تو اس کا خون لغو و باطل ہے اس میں دیت وقصاص بالکل نہیں۔ علامہ ابن تیمیہ نے کہا کہ:

ان النبی ﷺ کان لہ ان یعفو عن شتمہ و سبّہ فی حیاتہ و لیس للامۃ ان تعفو عن ذلک(!)

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کو اپنی حیات (ظاہرہ) میں حق تھا کہ وہ شاتم رسول کو معاف کر دیں لیکن امت

(!)...(الصارم المسلول لابن تیمیہ، ص 226)

مصطفیٰ ﷺ کو یہ حق حاصل بالکل نہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ شاتم رسول، اب یعنی رسول اللہ ﷺ کے حیاتِ ظاہرہ کے بعد کافر ہو جاتا ہے اور اس کا خون حلال ہے۔

قیاس شاتم رسول کی سزا:

یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ گستاخ رسول جب رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتا ہے تو اسی وقت دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہو جاتا ہے، اور اپنے دین کو بدل دیتا ہے ا ... گوں کی سزا بالاجماع قتل ہے اور اس پر کئی نصوص دلالت کرتیں ہیں اور خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

من بدل دینه فاقتلوه(۱)

ترجمہ: جس نے اپنا دین بدل لیا (یعنی اسلام کے بعد مرتد ہوگیا) اس کو قتل کرو۔

اسی طرح امام سبکی فرماتے ہیں کہ شاتم رسول مرتد اور اپنے دین کو تبدیل کرنے والا ہے اس کو رسول اللہ ﷺ کے فرمان:

من بدل دینه فاقتلوه(۲)

کے عموم میں داخل کیا جائے گا (یعنی قتل کیا جائے گا) پس نص سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ شاتم رسول کو مرتد پر قیاس کرنا چاہیے اس لیے کہ شتم رسول ارتداد سے بڑھ کر جرم ہے۔

ذمی گستاخِ رسول کی سزا:

اور اگر شاتم رسول ذمی کافر ہو تو وہ اپنے اس فعل قبیح کے ساتھ اپنے عہد کو توڑنے والا ہے اس کو بھی قتل کیا جائے گا اسی پر عام اہل علم کا فتویٰ ہے اس بارے میں بھی امام سبکی علیہ الرحمۃ نے کئی دلائل بیان کیے ہیں اور اس کے قتل پر تصریح فرمائی ہے ہم یہاں چند بیان کرتے ہیں مزید شوق والے حضرات اصل کتاب کی طرف رجوع فرمائیں:

امام سبکی علیہ الرحمۃ نے قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ:

فَأَمَّا الذِّمِّیّ إِذَا صَرَّحَ بِسَبِّهٖ أَوْ عَرَّضَ أَوْ اسْتَخَفَّ بِقَدْرِهٖ أَوْ وَصَفَهٗ بِغَیْرِ الْوَجْهِ الَّذِیْ کَفَرَ بِهٖ فَلَا

---

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب لایعذب بعذاب الله)

(۲)...(صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب لایعذب بعذاب الله)

خِلَاف عِنْدَنَا فِي قتله إن لَم يُسْلم لأنا لَم نُعْطِه الذِّمّة أو العَهْد عَلَى هَذَا وَهُو قَوْل عامّة العُلَمَاء (۱)

ترجمہ: ذمی (غیر مسلم) تو جب وہ صراحت کے ساتھ نبی کریم ﷺ کو (معاذ اللہ) گالی دیں یا تعریض کریں یا مرتبہ عالی کا استخفاف کریں یا اس خاص وجہ کے علاوہ جس کی بنا پر وہ کافر ہے کسی اور صفت کے ساتھ توصیف کریں تو اس صورت میں بھی اسکے قتل میں ہمارے نزدیک اختلاف نہیں ہے۔
بشرطیکہ وہ اسلام نہ لایا ہو اس لئے کہ ہم نے اس خصوص میں اس کا عہد و ذمہ نہیں لیا ہے عام علماء کا یہی قول ہے۔

اس کے بعد امام سبکی نے جو علامہ مفتی قاضی عیاض مالکی نے فرمایا اس کے ثبوت میں کتاب، سنت، اور افعال صحابہ کرام سے کئی دالائل دیے ہیں اور یہی مذہب عام اہل علم کا ہے اس لیے کہ ذمی اس (شتم رسول) کے ساتھ عہد کو توڑنے والا ہوجاتا ہے۔

1۔ پہلی بات تو یہ کہ ماقبل جو آیات ہم نے ذکر کیں ان میں عموم ہے وہ مسلمان اور ذمی وکافر سب کو شامل ہیں ان میں دو آیات پھر پیش کرتا ہوں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (۲)

ترجمہ: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۳)

---

(۱)...(السیف المسلول، 234 ومابعد.... الشفا بتعريف حقوق المصطفى - مذيلا بالحاشية المسماة مزيل الخفاء عن ألفاظ الشفاء. المؤلف: أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي (المتوفى: 544هـ). الحاشية: أحمد بن محمد بن محمد الشمني (المتوفى: 873هـ). الناشر: دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع. عام النشر: 1409هـ-1988م. 2. ص262)

(۲)...﴿الاحزاب: ۵۷﴾

(۳)...﴿التوبة: ۶۱﴾

ترجمہ: اور وہ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ان آیات میں لفظ عام ہے ہر ایذا دینے والے کو شامل ہے اور اس کا فاعل چاہے مسلمان ہو یا کافر یا ذمی ملعون ہے اور اس کا قتل جائز ہے۔

اور ایک آیت میں تو صراحتاً اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ:

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ (۱)

ترجمہ: اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں تو کفر کے سرغنوں سے لڑو بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں۔

یہ آیت بھی عام ہے اگر چہ کفار قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے واللہ اعلم۔

2۔ دوسری بات یہ کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متعدد اہل ذمہ کو قتل کرنے کا حکم دیا جیسے وہ یہودی جو رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتے تھے، اور اسلام کو گالیاں دیتے تھے، اور مسلمانوں کے دشمنوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے تھے تو اس وجہ سے یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے دشمن بن گئے اور عہد کو توڑ دیا اس لیے وہ قتل کے مستحق ٹھہرے۔

کعب بن اشرف گستاخ رسول کا قتل:

جیسے کعب بن اشرف کا قتل کہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کعب بن اشرف کو کون قتل کرے گا اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف دی ہے؟؟۔ چنانچہ:

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ »مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللهَ وَرَسُولَهُ« ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ »نَعَمْ« ، قَالَ فَأَتَاهُ، فَقَالَ إِنَّ هَذَا - يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَدْ عَنَّانَا وَسَأَلَنَا الصَّدَقَةَ، قَالَ وَأَيْضًا، وَاللهِ لَتَمَلُّنَّهُ، قَالَ فَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ فَنَكْرَهُ أَنْ نَدَعَهُ، حَتَّى نَنْظُرَ

إِلَى مَا يَصِيرُ أَمْرُهُ، قَالَ فَلَمْ يَزَلْ يُكَلِّمُهُ حَتَّى اسْتَمْكَنَ مِنْهُ فَقَتَلَهُ (۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا؟ وہ اللہ اور اس کے رسول کو بہت اذیتیں پہنچا چکا ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ مجھے اجازت بخش دیں گے کہ میں اسے قتل کر آؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر محمد بن مسلمہ کعب یہودی کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمیں تھکا دیا اور ہم سے آپ زکوۃ مانگتے ہیں۔ کعب نے کہا کہ قسم اللہ کی! ابھی یہ کیا ہے؟ ابھی تو اور مصیبت میں پڑ و گے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس پر کہنے لگے کہ بات یہ ہے کہ ہم نے ان کی پیروی کر لی ہے۔ اس لیے اس وقت تک اس کا ساتھ چھوڑنا ہم مناسب بھی نہیں سمجھتے جب تک ان کی دعوت کا کوئی انجام ہمارے سامنے نہ آجائے۔ غرض یہ کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس سے اسی طرح باتیں کرتے رہے۔ آخر موقع پاکر اسے قتل کر دیا۔

ابورافع بن الحقیق گستاخ کا قتل:

ابورافع بن الحقیق بھی رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دیتا تھا اور دشمنانِ اسلام کی مدد کرتا تھا، اس کو بھی قتل کیا گیا۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيِّ رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَتِيكٍ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِينُ عَلَيْهِ، وَكَانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ، وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ لِأَصْحَابِهِ اجْلِسُوا مَكَانَكُمْ، فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ، وَمُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ، لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ، فَأَقْبَلَ حَتَّى دَنَا مِنَ الْبَابِ، ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ كَأَنَّهُ يَقْضِي حَاجَةً، وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ، فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ، يَا عَبْدَ اللهِ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ، فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ، فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ، ثُمَّ عَلَّقَ الْأَغَالِيقَ عَلَى وَتِدٍ، قَالَ فَقُمْتُ إِلَى الْأَقَالِيدِ فَأَخَذْتُهَا، فَفَتَحْتُ الْبَابَ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ، وَكَانَ فِي عَلَالِيَّ

---

(۱)...(صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب الکذب فی الحرب..... صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب قتل کعب بن الاشرف طاغوت الیهود، رقم: 119 من حدیث جابر رضی الله تعالی عنه)

لَهُ، فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ، فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ، قُلْتُ إِنِ الْقَوْمُ نَذِرُوا بِي لَمْ يَخْلُصُوا إِلَيَّ حَتَّى أَقْتُلَهُ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسْطَ عِيَالِهِ، لاَ أَدْرِي أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ، فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ، قَالَ مَنْ هَذَا؟ فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا دَهِشٌ، فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا، وَصَاحَ، فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ، فَأَمْكُثُ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ مَا هَذَا الصَّوْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ؟ فَقَالَ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ، إِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِي قَبْلُ بِالسَّيْفِ، قَالَ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أَثْخَنَتْهُ وَلَمْ أَقْتُلْهُ، ثُمَّ وَضَعْتُ ظِبَةَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ، فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ، فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الأَبْوَابَ بَابًا بَابًا، حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ لَهُ، فَوَضَعْتُ رِجْلِي، وَأَنَا أُرَى أَنِّي قَدِ انْتَهَيْتُ إِلَى الأَرْضِ، فَوَقَعْتُ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ، فَانْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ، فَقُلْتُ لاَ أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَعْلَمَ أَقَتَلْتُهُ؟ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيكُ قَامَ النَّاعِي عَلَى السُّورِ، فَقَالَ أَنْعَى أَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلِ الْحِجَازِ، فَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي، فَقُلْتُ النَّجَاءَ، فَقَدْ قَتَلَ اللهُ أَبَا رَافِعٍ، فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ »ابْسُطْ رِجْلَكَ« فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا، فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ (۱)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع یہودی (کے قتل) کے لیے چند انصاری صحابہ کو بھیجا اور عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا۔ یہ ابورافع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیا کرتا تھا اور آپ کے دشمنوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ حجاز میں اس کا ایک قلعہ تھا اور وہیں وہ رہا کرتا تھا۔ جب اس کے قلعہ کے قریب یہ پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا۔ اور لوگ اپنے مویشی لے کر (اپنے گھروں کو) واپس ہو چکے تھے۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ یہیں ٹھہرے رہو میں (اس قلعہ پر) جا رہا ہوں اور دربان پر کوئی تدبیر کروں گا۔ تاکہ میں اندر جانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ چنانچہ وہ (قلعہ کے پاس) آئے اور دروازے کے

---

(۱)۔ (صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی رافع عبد اللہ بن أبي الحقيق، رقم: 4039)

قریب پہنچ کر انہوں نے خود کو اپنے کپڑوں میں اس طرح چھپا لیا جیسے کوئی قضائے حاجت کر رہا ہو۔قلعہ کے تمام آدمی اندر داخل ہو چکے تھے۔دربان نے آواز دی، اے اللہ کے بندے! اگر اندر آنا ہے تو جلد آ جا، میں اب دروازہ بند کر دوں گا۔(عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا) چنانچہ میں بھی اندر چلا گیا اور چھپ کر اس کی کارروائی دیکھنے لگا۔جب سب لوگ اندر آ گئے تو اس نے دروازہ بند کیا اور کنجیوں کا گچھا ایک کھونٹی پر لٹکا دیا۔انہوں نے بیان کیا کہ اب میں ان کنجیوں کی طرف بڑھا اور میں نے انہیں لے لیا، پھر میں نے قلعہ کا دروازہ کھول لیا۔ابورافع کے پاس رات کے وقت داستانیں بیان کی جا رہی تھیں اور وہ اپنے خاص بالا خانے میں تھا۔جب داستان گو اس کے یہاں سے اٹھ کر چلے گئے تو میں اس کمرے کی طرف چڑھنے لگا۔اس عرصہ میں، میں جتنے دروازے اس تک پہنچنے کے لیے کھولتا تھا انہیں اندر سے بند کرتا جاتا تھا۔میرا مطلب یہ تھا کہ اگر قلعہ والوں کو میرے متعلق علم بھی ہو جائے تو اس وقت تک یہ لوگ میرے پاس نہ پہنچ سکیں جب تک میں اسے قتل نہ کر لوں۔آخر میں اس کے قریب پہنچ گیا۔اس وقت وہ ایک تاریک کمرے میں اپنے بال بچوں کے ساتھ (سو رہا) تھا مجھے کچھ اندازہ نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں ہے۔اس لیے میں نے آواز دی، یا ابا رافع؟ وہ بولا کون ہے؟ اب میں نے آواز کی طرف بڑھ کر تلوار کی ایک ضرب لگائی۔اس وقت میرا دل دھک دھک کر رہا تھا۔یہی وجہ ہوئی کہ میں اس کا کام تمام نہیں کر سکا۔وہ چیخا تو میں کمرے سے باہر نکل آیا اور تھوڑی دیر تک باہر ہی ٹھہرا رہا۔پھر دوبارہ اندر گیا اور میں نے آواز بدل کر پوچھا، ابورافع! یہ آواز کیسی تھی؟ وہ بولا تیری ماں غارت ہو۔ابھی ابھی مجھ پر کسی نے تلوار سے حملہ کیا ہے۔انہوں نے بیان کیا کہ پھر (آواز کی طرف بڑھ کر) میں نے تلوار کی ایک ضرب اور لگائی۔انہوں نے بیان کیا کہ اگرچہ میں اسے زخمی تو بہت کر چکا تھا لیکن وہ ابھی مرا نہیں تھا۔اس لیے میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر دبائی جو اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی۔مجھے اب یقین ہو گیا کہ میں اسے قتل کر چکا ہوں۔چنانچہ میں نے دروازے ایک ایک کر کے کھولنے شروع کیے۔آخر میں ایک زینے پر پہنچا۔میں یہ سمجھا کہ زمین تک میں پہنچ چکا ہوں (لیکن ابھی میں پہنچا نہ تھا) اس لیے میں نے اس پر پاؤں رکھ دیا اور نیچے گر پڑا۔چاندنی رات تھی۔اس طرح گر پڑنے سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔میں نے اسے اپنے عمامہ سے باندھ لیا اور آ کر دروازے پر بیٹھ گیا۔میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک یہ نہ معلوم کر لوں کہ آیا میں اسے قتل کر چکا ہوں یا نہیں؟ جب مرغ نے

آواز دی تو اسی وقت قلعہ کی فصیل پر ایک پکارنے والے نے کھڑے ہو کر پکارا کہ میں اہل حجاز کے تاجر ابو رافع کی موت کا اعلان کرتا ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ چلنے کی جلدی کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ابو رافع کو قتل کرا دیا۔ چنانچہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے پاؤں پھیلایا تو آپ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اور پاؤں اتنا اچھا ہو گیا جیسے کبھی اس میں مجھ کو کوئی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

ایک یہودی گستاخ رسول عورت کا قتل:

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے یہودیہ عورت جو کہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرتی تھی کا خون باطل ولغو (رائیگاں) قرار دیا۔

" حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ أَعْمَى كَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَقَعُ فِيهِ، فَيَنْهَاهَا، فَلَا تَنْتَهِي، وَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، قَالَ: فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ، جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَشْتُمُهُ، فَأَخَذَ الْمِغْوَلَ فَوَضَعَهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا، فَوَقَعَ بَيْنَ رِجْلَيْهَا طِفْلٌ، فَلَطَّخَتْ مَا هُنَاكَ بِالدَّمِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ: »أَنْشُدُ اللهَ رَجُلًا فَعَلَ مَا فَعَلَ لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ«. فَقَامَ الْأَعْمَى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلْزَلُ حَتَّى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَا صَاحِبُهَا، كَانَتْ تَشْتُمُكَ، وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي، وَأَزْجُرُهَا، فَلَا تَنْزَجِرُ، وَلِي مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ، وَكَانَتْ بِي رَفِيقَةً، فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتُمُكَ، وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَخَذْتُ الْمِغْوَلَ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »أَلَا

اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ « [1]

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک نابینا شخص کے پاس ایک ام ولد تھی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور آپ کی ہجو کیا کرتی تھی، وہ نابینا صحابی اسے روکتے تھے لیکن وہ نہیں رکتی تھی، وہ اسے جھڑکتے تھے لیکن وہ کسی طرح باز نہیں آتی تھی حسب معمول ایک رات اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو شروع کی، اور آپ کو گالیاں دینے لگی، تو اس صحابی نے ایک چھری لی اور اسے اس کے پیٹ پر رکھ کر خوب زور سے دبا کر اسے ہلاک کر دیا، اس کے دونوں پاؤں کے درمیان اس کے پیٹ سے ایک بچہ گرا جس نے اس جگہ کو جہاں وہ تھی خون سے لت پت کر دیا، جب صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حادثہ کا ذکر کیا گیا، آپ نے لوگوں کو اکٹھا کیا، اور فرمایا: " جس نے یہ کیا ہے میں اس سے اللہ کا اور اپنے حق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ وہ کھڑا ہو جائے" تو وہ اندھے صحابی کھڑے ہو گئے اور لوگوں کی گردنیں پھاندتے اور ہانپتے کانپتے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے، اور عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول میں اس کا مولی ہوں، وہ آپ کو گالیاں دیتی اور آپ کی ہجو کیا کرتی تھی، میں اسے منع کرتا تھا لیکن وہ نہیں رکتی تھی، میں اسے جھڑکتا تھا لیکن وہ کسی صورت سے باز نہیں آتی تھی، میرے اس سے موتیوں کے مانند دو بچے ہیں، وہ مجھے بڑی محبوب تھی تو جب کل رات آئی حسب معمول وہ آپ کو گالیاں دینے لگی، اور ہجو کرنی شروع کی، میں نے ایک چھری اٹھائی اور اسے اس کے پیٹ پر رکھ کر خوب زور سے دبا دیا، وہ اس کے پیٹ میں گھس گئی یہاں تک کہ میں نے اسے مار ہی ڈالا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " لوگو! سنو تم گواہ رہنا کہ اس کا خون لغو ہے"۔

نوٹ:

اس حدیث کو امام حاکم، اور امام ذھبی اور غیر مقلدین کے امام و پیشواء حافظ ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے، اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

---

[1]...(سنن ابی داؤد، كتاب الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ رقم: 4361... سنن نسائي، كتاب التحريم الدم، باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ، ج7، ص107، 108... سنن الكبرى للنسائي، ج2، ص304 من كتاب المحاربة، المعجم الكبير، ج11، ص351... سنن الدار قطني، ج3، ص112، 113.... مستدرك للحاكم، ج4ص354... السيف المسلول، ص 330، 336، 342، 345)

ایک مشرک گستاخ رسول کا قتل:

"عَنْ عِكْرِمَةَ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: »مَنْ يَكْفِينِي عَدُوِّي؟« فَقَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، فَبَارَزَهُ الزُّبَيْرُ فَقَتَلَهُ."

ترجمہ: حضرت عکرمہ جو کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہیں فرماتے ہیں کہ مشرکین کے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے دشمن کو کون کافی ہوگا؟؟ (یعنی کون اس کو مارے گا؟؟) تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں یا رسول اللہ ﷺ، تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کر دیا۔(۱)

"أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَسُبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »مَنْ يَكْفِينِي عَدُوِّي؟« فَخَرَجَ إِلَيْهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَتَلَهَا"(۲)

ترجمہ: ایک (یہودی) عورت رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے دشمن کو کون کافی ہوگا؟؟ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو جا کر قتل کر دیا۔

اپنے والد کا قتل:

امام ابن کثیر اور دیگر اکثر مفسرین نے سورۃ مجادلۃ آیت: 22 کے تحت یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ:

"وَقَدْ قَالَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَغَيْرُهُ: أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةَ لَا تَجِدُ قَوْماً يُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ إِلَى آخِرِهَا فِي أَبِي عُبَيْدَةَ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْجَرَّاحِ حِينَ قَتَلَ أَبَاهُ يَوْمَ بَدْرٍ(۳)

---

(۱)...(مصنف عبد الرزاق، باب السلب و المبارزة، ج5، ص236، رقم: 9477... السنن الکبری، ج۶، ص۳۰۳، ۳۰۲...حلیۃ الاولیاء، ج8، ص45... المحلی، ج11، ص413،412... الاصابۃ، ج2، ص539... کنز العمال، رقم: 36639)

(۲)...(مصنف عبد الرزاق، باب من سب النبی ﷺ، ج5، ص307، رقم: 9705)

(۳)...(تفسیر القرآن العظیم (ابن کثیر) المؤلف: أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (المتوفی: 774ھ) المحقق: محمد حسین شمس الدین، الناشر: دار الکتب العلمیة، منشورات محمد علی بیضون - بیروت، الطبعة: الأولی - 1419ھ تحت سورۃ مجادلۃ، آیت: 22، ج8، ص84)

ترجمہ: حضرت سعید بن عبدالعزیز وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت (لَا تَجِدُ قَوْماً يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ) آخر تک حضرت ابوعبید بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنے باپ کو بدر کے دن قتل کر دیا تھا تو ان کے بارے میں نازل ہوئی۔

"ان أبا عبيدة بن الجراح رضي الله عنه قتل أباه وقال لرسول الله صلى الله عليه وسلم سمعته يسبك، ولم ينكره عليه"

امام نووی علیہ الرحمۃ "المجموع شرح المھذب" میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کو قتل کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس کو آپ ﷺ کو گالیاں دیتے سنا تھا اور وہ اس پر شرمندگی بھی محسوس نہیں کرتا تھا۔ (۱)

اسی لیے ہی نبی اکرم ﷺ نے ان کو امین الامت کا لقب دیا کہ انہوں نے کہیں بھی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خیانت نہیں کی۔

" فقال النبي ﷺ: (لكل أمة أمين، وأمين هذه الأمة أبو عبيدة بن الجراح) .(۲)

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہر امت کا ایک امین ہے اور میری امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔

ابن خطل کا قتل:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَامَ الفَتْحِ، وَعَلَى رَأْسِهِ المِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ

---

(۱)...(المجموع شرح المهذب ((مع تكملة السبكي والمطيعي) المؤلف: أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: 676هـ) الناشر: دار الفكر. كتاب السير، ج19، ص295)

(۲)...(شرح العقيدة الطحاوية، المؤلف: عبد الله بن عبد الرحمن بن عبد الله بن إبراهيم بن فهد بن حمد بن جبرين (المتوفى: 1430هـ) مصدر الكتاب: دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية، ص88)

الْكَعْبَةِ فَقَالَ» اقْتُلُوهُ"(۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے آپ کے سر مبارک پر خود تھا جب رسول اللہ ﷺ نے خود اتارا تو ایک آدمی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ابن خطل کعبہ کے غلاف کے ساتھ چمٹا ہوا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو قتل کر دو۔

اس کو کس جرم میں قتل کیا گیا اس بارے میں اعلی بن احمد ابراہیم صاحب سیرت الحلبیہ فرماتے ہیں کہ:

"وإنما أمر صلى الله عليه وسلم بقتل ابن خطل لأنه كان ممن أسلم: أي قدم المدينة قبل فتح مكة وأسلم، وكان اسمه عبد العزى، فسماه رسول الله صلى الله عليه وسلم عبد الله، وبعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم لأخذ الصدقة، وأرسل معه رجلا من الأنصار يخدمه. وفي لفظ: كان معه مولى يخدمه، وكان مسلما فنزل منزلا وأمره أن يذبح له تيسا ويصنع له طعاما ونام ثم استيقظ فلم يجده صنع له شيئا وهو نائم فعدا عليه فقتله، ثم ارتد مشركا، وكان شاعرا يهجو رسول الله صلى الله عليه وسلم في شعره، وكانت له قينتان تغنيانه بهجاء رسول الله صلى الله عليه

---

(۱)...(صحیح بخاری، بَابُ دُخُولِ الحَرَمِ، وَمَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ، ج3، ص 17، رقم: 1846 .... صحیح مسلم، 84 - بَابُ جَوَازِ دُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ، ج۲، ص ۹۸۹، رقم: ۱۳۵۷...إسناده صحيح على شرط الشيخين، وهو في "الموطأ" 423/1، ومن طريق مالك أخرجه ابن سعد 139/2، وابن أبي شيبة 492/14، والحميدي (1212)، والدارمي (1938) و (2456)، والبخاري (1846) و (3044) و (4286) و (5808)، ومسلم (1357)، وأبو داود (2685)، والترمذي في "السنن" (1693)، وفي "الشمائل" (105) و (106)، والنسائي في "المجتبى" 200/5 و201، وفي "الكبرى" (8584)، وابن ماجه (2805)، وأبو يعلى (3539) و (3540) و (3541)، وأبو الشيخ في "أخلاق النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" ص125، وابن خزيمة (3063)، والطحاوي في "شرح معاني الآثار" 258/2-259، وفي "شرح مشكل الآثار" (4519) و (4520)، وابن حبان (3719) و (3721) و (3805)، وابن الأعرابي في "معجمه" (586)، والسهمي في "تاريخ جرجان" ص446، وأبو نعيم في "الحلية" 139/8، وفي "أخبار أصبهان" 150/1، والبيهقي 177/5 و323/6 و59/7 و205/8، والخطيب في "تاريخ بغداد" 273/1 و415 و57/2 و351/10، والبغوي (2006)، وابن عبد البر في "التمهيد" 159/6 و160 - واقتصر بعض أصحاب هذه المصادر على قول أنس: أن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دخل عام الفتح وعلى رأسه مِغفر، وسقط مالك من رواية أبي يعلى (3540)، وأخرجه ابن سعد 139/2-140، وابن عدي 1500/4 من طريق أبي أويس عبد الله بن عبد الله الأصبحي، وأبو نعيم 290/10-291 من طريق ابن أبي ذئب، كلاهما عن ابن شهاب به۔)

وسلم الذی یصنعه."(۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے اس لیے ابن خطل کو قتل کرنے کا حکم دیا کہ یہ مسلمان تھا، یعنی فتح مکہ سے پہلے مدینہ آیا اور اسلام قبول کیا، اس کا نام عبد العزیٰ تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عبد اللہ رکھا اور اس کو صدقہ (یعنی زکوٰۃ) وغیرہ لینے کے لیے بھیجا اور اس کے ساتھ ایک انصار کا آدمی بھی بھیجا تا کہ اس کی خدمت کرے بعض روایات میں ہے کہ یہ اس کا غلام تھا، اور یہ بھی مسلمان تھا تو یہ ایک جگہ رکے تو ابن خطل نے اس آدمی کو بکرا ذبح کر کے کھانا تیار کرنے کو کہا اور خود سو گیا جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ کوئی چیز بھی کھانے والی نہیں اور یہ آدمی (جس کو کھانے کا کہا تھا وہ) بھی سویا ہوا ہے، تو اس نے اس آدمی کو قتل کر دیا اور پھر مشرک ہو گیا یہ ایک شاعر تھا اور اپنے اشعار میں رسول اللہ ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا اور اس کی دو باندیاں بھی تھی جو اس کے اشعار جو کہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں لکھتا تھا گاتی تھیں۔

علامہ ملا علی بن سلطان، المشہور بملا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں کہ:

"وأما ابن خطل فقتل يوم الفتح وهو متعلق بأستار الكعبة لقوله عليه الصلاة والسلام من قتل ابن خطل فهو في الجنة واختلف في قاتله "(۲)

ترجمہ: اور ابن خطل کو فتح مکہ کے دن کعبہ کے ساتھ چمٹے ہوئے قتل کیا گیا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جو ابن خطل کو قتل کرے اس کا ٹھکانہ جنت ہے لیکن اس کے قاتل کون ہیں اس میں اختلاف ہے۔

3۔ تیسری بات یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے شاتم رسول کو قتل کیا سولی چڑھایا، اور اس کے قتل کی تمنا کی جس نے رسول اللہ ﷺ کا گالی دی یا کوئی اور ایذاء پہنچائی۔ جیسا کہ ماقبل گزرا کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک یہودی عورت جو کہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتی تھی کو قتل کر دیا، اور یہ بھی گزرا کہ ایک اہل بصیرت نابینا صحابی رضی اللہ

(۱)...(السيرة الحلبية = إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون. المؤلف: علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي، أبو الفرج نور الدين ابن برهان الدين (المتوفى: 1044هـ). الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الثانية - 1427هـ فتح مكة شرفها الله، ج3، ص130)

(۲)...(شرح الشفا. المؤلف: علي بن (سلطان) محمد أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014هـ). الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت. الطبعة: الأولى، 1421هـ فصل في معجزاته الباهرة ما جمعه الله...... ج1، ص727)

تعالیٰ عنہ نے اپنی ام ولد کو قتل کر دیا بعض نے کہا یہ بھی یہودی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے خون کو لغو و باطل قرار دیا۔

اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مسلمان عورت کے ساتھ زنا کا ارادہ کرنے والے نصرانی کو سولی پر چڑھانے کا حکم دیا۔

اسی طرح عرفہ بن حارث اور ایک ذمی یہودی کا واقعہ ماقبل گزر چکا جس کی تصدیق حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فرمائی۔

اسی طرح حضرت حصین بن عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک راہب کے پاس سے گزرے تو لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میں اس کو گالیاں دیتا سنتا تو اس کی گردن اُڑا دیتا ہم نے ان کو اس لیے عہد نہیں دیا کہ ہمارے نبی ﷺ کو گالیاں دیں۔(۱)

4۔ چوتھی بات یہ کہ وہ عہد جو ائمہ مسلمین اہل ذمہ سے لیتے ہیں وہ یہ ہے کہ اہل ذمہ مقدساتِ اسلامیہ کو پامال نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور قرآن کا ذکر برائی کے ساتھ نہیں کریں گے اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کا عہد ٹوٹ جائے گا اور مسلمانوں سے ان کا ذمہ ختم ہو جائے گا۔

امام ماوردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

وَيُشْتَرَطُ عَلَيْهِمْ فِي عَقْدِ الْجِزْيَةِ شَرْطَانِ مُسْتَحَقٌّ وَمُسْتَحَبٌّ، أَمَّا الْمُسْتَحَقُّ فَسِتَّةُ شُرُوطٍ

أَحَدُهَا أَنْ لَا يَذْكُرُوا كِتَابَ اللهِ تَعَالَى بِطَعْنٍ فِيهِ وَلَا تَحْرِيفٍ لَهُ

وَالثَّانِي أَنْ لَا يَذْكُرُوا رَسُولَ اللهِ۔صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔بِتَكْذِيبٍ لَهُ وَلَا ازْدِرَاءٍ

وَالثَّالِثُ أَنْ لَا يَذْكُرُوا دِينَ الْإِسْلَامِ بِذَمٍّ لَهُ وَلَا قَدْحٍ فِيهِ

وَالرَّابِعُ أَنْ لَا يُصِيبُوا مُسْلِمَةً بِزِنًا وَلَا بِاسْمِ نِكَاحٍ

وَالْخَامِسُ أَنْ لَا يَفْتِنُوا مُسْلِمًا عَنْ دِينِهِ، وَلَا يَتَعَرَّضُوا لِمَالِهِ وَلَا دِينِهِ

---

(۱)...(شفاء شریف، ج2،ص1034...بغیۃ الباحث، ج2،ص561...اتحاف الخیرۃ المھرۃ، ج5،ص212...المطالب العالیۃ، ج2،ص338)

وَالسَّادِسُ أَنْ لَا يُعِينُوا أَهْلَ الْحَرْبِ وَلَا يُؤْوُوا أَغْنِيَاءَهُمْ. (1)

ترجمہ: اہل ذمہ پر عقدِ جزیہ میں دو شرائط لگائی جائیں (1)۔ مستحق ۔(2)۔ مستحب۔
مستحق میں 6 شرائط ہیں:

(1)۔ (اہل ذمہ) کتاب اللہ میں طعن وتحریف نہیں کریں گے۔

(2)۔ رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے ان کو جھوٹا نہیں کہیں گے۔

(3)۔ دینِ اسلام کا ذکر مذمت وبرائی کے ساتھ نہیں کریں گے۔

(4)۔ کسی مسلمان عورت پر زنا اور نکاح کے ساتھ وارد نہیں ہوں گے۔

(5)۔ کسی مسلمان کو اس کے دین کے بارے میں نہ آزمائیں گے اور نہ ہی اس کے مال اور جان کے درپے ہوں گے۔

(6)۔ اہل حرب (یعنی مسلمانوں کے دشمنوں) کی مدد نہیں کریں گے اور نہ ہی ان کے اغنیاء (جاسوسوں) کو پناہ دیں گے۔

یہ چھ 6 شرائط ان پر لازم ہیں اور ان کی پاسداری ان کے عہد کو مضبوط کرتی ہے اور اگر وہ ان کی شرائط کی پاسداری نہیں کریں گے تو ان کا عہد ٹوٹ جائے گا۔

اسی کی مثل حضرت قاضی ابویعلی حنبلی علیہ الرحمۃ اور ابن قدامہ سے بھی منقول ہے۔(۲)

5۔ پانچویں بات یہ کہ یہی عام اہل علم کا مذہب ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بھی علامہ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے نقل کیا ہے یہاں پر مزید چند اقوال اقتصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔

مذہب مالکی:

امام مالک بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ جو کہ فقہ مالکی کے امام اکبر اور بانی ہیں فرماتے ہیں:

مَنْ سَبَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ شَتَمَهُ أَوْ عَابَهُ أَوْ تَنَقَّصَهُ قُتِلَ مُسْلِمًا كَانَ أَوْ كَافِرًا

()۔۔(الأحكام السلطانية. المؤلف: أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي، الشهير بالماوردي (المتوفى: 450هـ). الناشر: دار الحديث - القاهرة ج1،225.... نهاية الأرب في فنون الأدب. المؤلف: أحمد بن عبد الوهاب بن محمد بن عبد الدائم القرشي التيمي البكري، شهاب الدين النويري (المتوفى: 733هـ). الناشر: دار الكتب والوثائق القومية، القاهرة. الطبعة: الأولى، 1423 هـ ج8 ص238)

()۔۔(الاحكام السلطانية، ص158۔۔161۔۔۔ المغني، ج13، ص238، 239)

وَلَا يُسْتَتَابُ(۱)

ترجمہ: جس نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا کوئی عیب ان کی طرف منسوب کیا، یا ان کی تنقیص کی اس کو قتل کیا جائے گا چاہے وہ مسلمان ہے یا کافر اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

مذہب شافعی:

امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

يَجِبُ أَنْ يَشْتَرِطَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَذْكُرَ أَحَدٌ مِنْهُمْ كِتَابَ اللهِ تَعَالَى أَوْ رَسُولَهُ- صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ- بِمَا لَا يَنْبَغِي، أَوْ زَنَى بِمُسْلِمَةٍ أَوْ تَزَوَّجَهَا، فَإِنْ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ، أَوْ قَطَعَ الطَّرِيقَ عَلَى مُسْلِمٍ، أَوْ أَعَانَ أَهْلَ الْحَرْبِ بِدَلَالَةٍ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، أَوْ آوَى عَيْنًا لَهُمْ، فَقَدْ نَقَضَ عَهْدَهُ، وَحَلَّ دَمُهُ، وَبَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللهِ تَعَالَى، وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ (۲)

ترجمہ: واجب ہے اہل ذمہ پر یہ شرط بھی لگائی جائے کہ وہ قرآن پاک اور رسول اللہ ﷺ کا ذکر برائی کے ساتھ نہیں کریں گے، مسلمان عورت سے زنا، اور نکاح نہیں کریں گے اور اگر انہوں نے ایسا کیا، یا کسی مسلمان پر ڈاکہ ڈالا یا مسلمانوں کے خلاف اہل حرب (کفار) کی مدد کی یا ان کے جاسوسوں کو پناہ دی، تو ان کا عہد و پیمان ٹوٹ جائے گا اور ان کا خون حلال ہو جائے گا اور ان سے اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کا ذمہ ختم ہو جائے گا۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

اذا اراد الامام ان يكتب كتاب صلح مع نصارى و على ان احدا منكم ان ذكر محمداً ﷺ، او كتاب الله، او دينه، بما لاينبغي ان يذكره به، فقد برئت منه ذمة الله ثم ذمة

---

(۱)...(الشفا بتعريف حقوق المصطفى- مذيلا بالحاشية المسماة مزيل الخفاء عن ألفاظ الشفاء. المؤلف: أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي (المتوفى: 544هـ). الحاشية: أحمد بن محمد بن محمد الشمني (المتوفى: 873هـ). الناشر: دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع. عام النشر: 1409هـ-1988م. ج2،ص216)

(۲)...(المحلى بالآثار. المؤلف: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي الظاهري (المتوفى: 456هـ)/الناشر: دار الفكر- بيروت. الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ 12،ص440)

امیر المؤمنین و جمیع المسلمین، ونقض ما اعطی علیہ الامان، وحل لامیر المؤمنین ماله و دمه کما تحل اموال اهل الحرب و دماؤهم(۱)

ترجمہ: جب امام (المسلمین) نے ارادہ کیا کہ نصاری کے ساتھ صلح کا معاہدہ لکھے.........(تو اس بات پر بھی معاہدہ لکھے کہ) اہل ذمہ میں سے کوئی بھی محمد (ﷺ)، قرآن، یا دین کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جو نا مناسب ہو تو اس سے اللہ تعالیٰ پھر امیر المؤمنین اور تمام مسلمانوں کا ذمہ ختم ہو جائے گا، اور وہ عہد ٹوٹ جائے گا جس پر اس کو امان دی گئی تھی اور امیر المؤمنین پر اس کا مال اور خون ایسے ہی حلال ہو جائے گا جیسے اہل حرب کا حلال ہوتا ہے۔

مذہب حنبلی:

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

کل من شتم النبی علیه الصلاة والسلام، أو تنقّصه، مسلماً کان أو کافراً، فعلیه القتل وأری أن یقتل ولا یستتاب (۲)

ترجمہ: جس شخص نے بھی رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا آپ ﷺ کی تنقیص کی وہ چاہے مسلمان ہے یا کافر اس پر قتل ہے (یعنی اس کو قتل کیا جائے گا)، اور میں (احمد بن حنبل) کہتا ہوں کہ اس کو قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔

امام اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں کہ:

ان اظهروا سب رسول اللہ ﷺ فسمع ذلك منهم او تحقق علیهم قتلوا (۳)

ترجمہ: اگر (اہل ذمہ) سرعام رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دے رہے تھے تو ان کی گالیاں سنی گئیں یا

---

(۱)...(الام، ج4، ص118، بحواله واجب الامة، ص231، نوریه رضویه پبلی کیشنز، لاهور)

(۲)...(السیف المسلول، ص۲۳۹...الصارم المسلول علی شاتم الرسول. المؤلف: تقی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبی القاسم بن محمد ابن تیمیة الحرانی الحنبلی الدمشقی (المتوفی: 728هـ). المحقق: محمد محی الدین عبد الحمید. الناشر: الحرس الوطنی السعودی، المملکة العربیة السعودیة، ص٥...الانتصار للصحب والآل من افتراءات السماوی الضال. المؤلف: إبراهیم بن عامر بن علی الرحیلی. الناشر: مکتبة العلوم والحکم، المدینة المنورة. الطبعة: الثالثة، 1423هـ-2003م، ص١٢٩)

(۳)...(السیف المسلول، ص234)

ثابت ہو گیا کہ انہوں نے گالیاں دی ہیں تو ان کو قتل کیا جائے گا۔

علامہ ابن حزم المحلی بالآثار میں فرماتے ہیں:

وَأَمَّا الذِّمِّيُّ يَسُبُّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - فَإِنَّ أَصْحَابَنَا، وَمَالِكًا، وَأَصْحَابَهُ، قَالُوا يُقْتَلُ وَلَا بُدَّ وَهُوَ قَوْلُ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ(۱)

ترجمہ: اگر ذمی رسول اللہ ﷺ کو گالی دے تو ہمارے اصحاب اور امام مالک اور ان کے اصحاب فرماتے ہیں کہ ضرور بالضرور اس کو قتل کیا جائے، اور یہی لیث بن سعد کا قول ہے۔

علامہ ابن تیمیہ حنبلی نے کہا ہے کہ:

قال كثير من الفقهاء إن عهدهم ينتقض بما يضر المسلمين من المخالفة وخص بعضهم ما يضرهم في دينهم والطعن على الرسول أعظم المضرات في دينهم (۲)

ترجمہ: اکثر علماٗ نے فرمایا کہ اہل ذمہ کا عہد ایسی مخالفت کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کو نقصان پہنچے اور بعض نے کہا کہ ایسی مخالفت جس کے ساتھ مسلمانوں کے دین کو نقصان پہنچے اس کے ساتھ عہد ٹوٹ جائے گا اور رسول اللہ ﷺ کی ذات میں طعن دین کے نقصانات میں سے سب سے بڑا نقصان ہے۔

مذہب حنفی:

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ذمی کافر جب رسول اللہ ﷺ کو گالی دے تو اس بنا پر اس کو قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس توہین سے بھی بڑا وبال شرک (جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی توہین کے زمرہ میں آتا ہے) ہے جو پہلے سے ہی اس کی گردن پر موجود ہے ہاں تادیباً اس کو سزا ضرور دی جائے گی۔ (۳)

---

(۱)...(المحلى بالآثار. المؤلف: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي الظاهري (المتوفى: 456هـ)/الناشر: دار الفكر - بيروت. الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ، 12، ص440)

(۲)...(الصارم المسلول على شاتم الرسول، المؤلف: تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي (المتوفى: 728هـ)، المحقق: محمد محي الدين عبد الحميد، الناشر: الحرس الوطني السعودي، المملكة العربية السعودية، ص213)

(۳)...(الشفا بتعريف حقوق المصطفى - مذيلا بالحاشية المسماة مزيل الخفاء عن ألفاظ الشفاء. المؤلف: أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي (المتوفى: 544هـ)، الحاشية: أحمد بن محمد بن محمد الشمني (المتوفى: 873هـ)، الناشر: دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع. عام النشر: 1409هـ - 1988م. ج2، ص263..... السيف المسلول، الباب الثاني، الفصل الأول، ص235)

بہت سے حنفی مشائخ نے گالی دینے والے ذمی شخص کے بارے میں قتل کیے جانے والے قول کو ہی اختیار کیا ہے،(۱) انہی میں امام بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ القوی جیسی عظیم شخصیات بھی شامل ہیں۔(۲)

امام بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لِاَنَّهُ نقض الْعَهْد بِإِيذائه رَسُول الله، صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَقَالَ الْمَازرِيّ نقض عهد رَسُول الله، صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وهجاه وأعان الْمُشْركين على حربه.(۳)

ترجمہ: اس لیے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دینے کے ساتھ عہد (ذمہ) کو توڑ دیا تھا اور مازری نے کہا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا ہوا عہد توڑا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی ہجو کی

---

(۱)۔۔۔مثلاً امام طاہر بن احمد عبدالرشید بخاری حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 542ھ، صاحب، خلاصۃ الفتاوی۔۔۔ امام سراج الدین عمر بن ابراھیم حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 1005ھ۔۔۔امام عبدالرحمن بن محمد حنفی علیہ الرحمۃ متوفی 1078ھ ۔۔۔امام قاضی عبدالواحد سیوستانی سندھی حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 1224ھ وغیرہم۔

(۲)۔۔۔پاکستان میں توہین رسالت کا قانون "295c" بنایا گیا ہے جس کے مطابق سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا انبیاء سابقین میں سے کسی نبی کی بھی توہین کرنے والے کو پھانسی کی سزا دی جاسکے گی، اس پر پاکستان میں رہنے والے غیر مسلم خصوصاً عیسائی آئے دن احتجاج کرتے رہتے ہیں اور باقی دنیا کے غیر مسلم بھی اس کو مسلمانوں کی بنیاد پرستی قرار دیتے ہیں اور اس قانون کو اقلیت پر ظلم قرار دیتے ہیں جبکہ بائبل میں یہ لکھا ہوا ہے کہ قاضی یا کاہن کی توہین کرنے والا بھی واجب القتل ہے اور نبی کی حرمت اور اس کا مقام تو کاہن اور قاضی سے کہیں زیادہ ہے، سو معلوم ہوا کہ توہین رسالت کا یہ قانون قرآن، حدیث، آثار اور مذاہب ائمہ کے علاوہ بائبل کے بھی مطابق ہے۔ بائبل کی عبارت یہ ہے: شریعت کی جو بات وہ تجھ کو سکھائیں اور جیسا فیصلہ تجھ کو بتائیں اسی کے مطابق کرنا اور جو کچھ فتویٰ وہ دین اس سے دہنے یا بائیں نہ مڑنا اور اگر کوئی شخص گستاخی سے پیش آئے کہ اس کاہن کی بات جو خداوند تیرے خدا کے حضور خدمت کے لیے کھڑا رہتا ہے یا اس قاضی کا کہا نہ سنے تو وہ شخص مارڈالا جائے تو اسرائیل میں سے ایسی برائی کو دور کر دینا اور سب لوگ سن کر ڈر جائیں گے اور پھر گستاخی سے پیش نہیں آئیں گے۔

(استثناء باب: ۱۷ آیت: ۱۲۔۱۳، پرانا عہد نامہ ص ۱۸۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی لاہور)۔

()...(عمدة القاري شرح صحيح البخاري، المؤلف: أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين العينى (المتوفى: 855هـ)، الناشر: دار إحياء التراث العربي-بيروت، ج14، ص277)

اور مشرکین کی رسول اللہ ﷺ کے خلاف مدد کی (اس وجہ سے اس کو قتل کیا گیا)

علامہ بدر الدین عینی حنفی نے مزید لکھا ہے:

"امام شافعی نے کہا ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سب وشتم کرنے سے ذمی کا عہد ٹوٹ جائے گا. کیونکہ اس سے ایمان جاتا رہتا ہے تو امان بطریق اولی نہیں رہے گی، اور یہی امام مالک اور امام احمد کا قول ہے اور میں نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے، کیونکہ جب کوئی مسلمان نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سب وشتم کرے تو اس کی تکفیر کر دی جائے گی اور اگر حاکم اس کو قتل کرنے کا حکم دے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا تو اگر کسی دین کے دشمن اور مجرم (غیر مسلم ذمی) سے یہ سب وشتم صادر ہو تو اس کو قتل کیوں نہیں کیا جائے گا؟ (۱)

امام محقق علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"وَالَّذِیْ عِنْدِیْ أَنَّ سَبَّهُ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَوْ نِسْبَةَ مَا لَا يَنْبَغِي إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى إِنْ كَانَ مِمَّا لَا يَعْتَقِدُونَهُ كَنِسْبَةِ الْوَلَدِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى وَتَقَدَّسَ عَنْ ذٰلِكَ إِذَا أَظْهَرَهُ يُقْتَلُ بِهِ وَيُنْتَقَضُ عَهْدُهُ، وَإِنْ لَمْ يُظْهِرْ وَلٰكِنْ عُثِرَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَكْتُمُهُ فَلَا.(۲)

ترجمہ: اس مسئلہ میں جو میرا مذہب ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر سب وشتم کرے یا اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرے یا کسی ایسی چیز کی جو اس کی شان کے لائق نہیں، جب ذمی ایسی بات کو ظاہر کرے گا تو اس کا عہد ٹوٹ جائے گا اور اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اگر وہ اس کا اظہار نہ کرے وہ چھپا کر ایسی بات کہہ رہا ہو اور کوئی اس پر مطلع ہو جائے تو پھر اس کا عہد نہیں ٹوٹے گا۔ (۳)

خلاصہ کلام:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اہل ذمہ کا عہد چند امور کے ساتھ ٹوٹ جاتا ہے جن میں سے کچھ یہ ہیں:

---

(۱)...(شرح العینی علی کنز الدقائق ج،ص،،، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی).

(۲)...(فتح القدیر۔المؤلف: کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی المعروف بابن الهمام (المتوفى: 861ھ). الناشر: دار الفکر. الطبعة: بدون طبعة وبدون تاریخ. کتاب السیر. فَصْلٌ: وَلَا یَجُوزُ إِحْدَاثُ بِیعَةٍ وَلَا کَنِیسَةٍ فِی دَارِ الْإِسْلَامِ. ج6، ص62)

(۳)...مزید تفصیل کے لیے تبیان القرآن سورۃ توبۃ آیت نمبر 12 کی تفسیر دیکھیے جہاں پر ائمہ احناف کے کا اقوال درج ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات میں طعن، یا اللہ تعالیٰ کا برائی کے ساتھ ذکر کرنے سے۔رسول اللہ ﷺ کی ذات میں طعن یا رسول اللہ ﷺ کو گالی، اور ایذاء دینے سے، قرآن پاک کی تکذیب، اہانت اور اس میں طعن کرنے سے، دین اسلامی کے بارے میں زبان درازی، طعن وتشنیع، اور اس کے طرف ایسی بات منسوب کرنے سے جو اس کے مناسب نہیں، جزیہ دینے سے انکار کرنے سے، مسلمانوں کے احکام کا التزام نہ کرنے سے، مسلمانوں کے ساتھ لڑنے سے، مسلمانوں پر ڈاکہ مارنے سے، مسلمانوں کے خلاف کفار ومشرکین کے جاسوسوں کو پناہ دینے سے، مسلمانوں کی رازکی باتیں کفار تک پہنچانے سے کہ کفار کو خط یا کسی اور طریقہ سے مسلمانوں کی خبریں دینے سے، مسلمان کو قتل کرنے سے، مسلمان کو دین کے بارے میں فتنہ میں ڈالنے سے مسلمان عورت کے ساتھ زنا کرنا وغیرہ ان تمام صورتوں سے اہل ذمہ کا عہد ٹوٹ جاتا ہے جب کہ یہ تمام امور کا ذکر عہد ذمہ میں کیا جائے۔(۱)

بلکہ بعض علماء کرام نے تو کہا ہے کہ ان تمام امور کا ذکر عقد ذمہ کے وقت عہد میں نہ بھی کیا جائے تو بھی ان پر یہ امور لازم ہیں اور ان کی خلاف ورزی پر ان کا عہد ٹوٹ جائے گا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا:

"قٰتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ

(۲)

ترجمہ: لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے یعنی وہ جو کتاب دیے گئے جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہوکر۔

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اِنْ نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ (۳)

---

(۱)...(مراتب الاجماع للامام ابن حزم، ص116،1155...والمهذب للامام الشیرازی ج2،ص258.... الروضة للامام النووی، ج10،ص337وما بعد... والذخیرة للامام القرافی ج3،ص459تا463...والبنایة شرح الهدایة للامام عینی ج6ص689،690)

(۲)...﴿التوبة:۲۹﴾

(۳)...﴿التوبة:۱۲﴾

ترجمہ: اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں (طعن کریں) تو کفر کے سرغنوں سے لڑو بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں۔

یہ دونوں آیات نص جلی ہیں اور ہماری مراد پر بغیر کسی تاویل وتفسیر کے شاہد ہیں کہ اہل کتاب سے قتل وقتال کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں اور جب وہ جزیہ دیں اور عہد کریں، تو جب ان سے عہد کیا گیا اور عہد مکمل ہوگیا اس کے بعد انہوں نے ہمارے دین میں طعن کیا تو ان کا یہ عہد ٹوٹ جائے گا، اور حکم واپس ان کے ساتھ قتل وقتال کی طرف لوٹ آئے گا جیسے کہ پہلے تھا۔

نوٹ:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رسولِ اللہ ﷺ سے قتل کے مستحق آدمی کے بارے میں اجازت طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ امام الوقت، حکمران کا کام ہے، جج وقاضی کو اس کے قتل کرنے کی اجازت نہیں (فیصلہ کرنے کی اجازت ہے اس لیے کہ یہ اسی کام پر مامور ہیں)

نوٹ:

یہ سزا مستامن، ذمی، معاہد، اور حربی سب کو شامل ہے۔

نوٹ:

اس پر حکم کفر صادر کرنے سے پہلے اس کے قول کی صحیح جانچ پڑتال کر لی جائے اس لیے کہ بعض کلمات مسلمانوں کے لیے تو کفر بنتے ہیں لیکن کفار کے لیے نہیں بنتے اور یہ ان لوگوں کا ہی کام ہے جو راسخ فی العلم ہیں یہی امام قاضی عیاض مالکی اور امام سبکی علیہ الرحمۃ کا نظریہ ہے۔ (۱)

اخروی سزا

ان لوگوں کی دنیاوی سزا تو ہم نے بیان کردی ہے اور ان کی اخروی سزا لعنت دائمہ، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری، شدید ندامت، اور عذاب الیم ومھین کے ساتھ خلود فی النار ہے (یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ ان کا ٹھکانہ ہے) اور یہ اخروی سزا ہر اس آدمی کو شامل ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو کسی قسم کی بھی ایذا، گالی، دی یا آپ ﷺ سے دشمنی رکھی یا

---

(۱)... (الشفاء، 932 ومابعد... السیف المسلول، ص 403، 433)

آپ کی اہانت کی، چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر، ذمی ہو یا معاہد، مستامن ہو یا حربی، سب کا ایک ہی حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا (۱)

ترجمہ: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۲)

ترجمہ: اور وہ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے عذاب کی نوعیت کو مخفی رکھا ہے، اور اس کی حکمت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس کو ہر قسم کا عذاب دیا جائے اور وہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دینا اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، اور رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنا اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنا ہے اور اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تمام رسولوں میں سے چن لیا ہے اور رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق کے سردار ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (۳)

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ (۴)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

باقی رہا یہ مسئلہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں میں سے بعض کو سزا نہیں دی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایذا دی تھی تو اس جواب یہ ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا ذاتی حق ہے وہ اس کو ساقط کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اس لیے کہ آپ

---

(۱)...﴿الاحزاب:۵۷﴾

(۲)...﴿التوبة:۶۱﴾

(۳)...﴿النساء:۸۰﴾

(۴)...﴿الفتح:۱۰﴾

ﷺ رحمت عالمین ہیں، رحمت کے ساتھ بھیجے گئے ہیں، آپ کا دین دین رحمت ہے، لیکن امت مصطفی ﷺ کو یہ حق بالکل حاصل نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حق میں تصرف کر کے رسول اللہ ﷺ کو گالی یا ایذا دینے والے کو معاف کرے اس لیے کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہو گی جس سے منع کیا گیا ہے۔

ہاں جو بچ گیا تو وہ روز قیامت اپنی انگلیوں کو کاٹ رہا ہو گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿٢٧﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿٢٨﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا (١)

اور جس دن ظالم اپنا ہاتھ چبا چبا لے گا کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا بیشک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے۔

یہی حال ان لوگوں کا بھی ہو گا جبکہ یہ دوزخ میں داخل ہو رہے ہوں گے اور جب دیکھیں گے کہ مؤمن اللہ تعالیٰ کی رحمت یا رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے ساتھ دوزخ سے نکل رہے ہیں تو یہ اپنی انگلیوں کو چبا چبا کر یہی کہتے ہوں گے" کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا بیشک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے" متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ نَاسًا مِنْ أُمَّتِي يُعَذَّبُونَ بِذُنُوبِهِمْ، فَيَكُونُونَ فِي النَّارِ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَكُونُوا، ثُمَّ يُعَيِّرُهُمْ أَهْلُ الشِّرْكِ فَيَقُولُونَ لَهُمْ مَا نَرَى مَا كُنْتُمْ تُخَالِفُونَا فِيهِ مِنْ تَصْدِيقِكُمْ وَإِيمَانِكُمْ نَفَعَكُمْ، لِمَا يُرِيدُ اللهُ أَنْ يُرِيَ أَهْلَ الشِّرْكِ مِنَ الْحَسْرَةِ، فَمَا يَبْقَى مُوَحِّدٌ إِلَّا أَخْرَجَهُ اللهُ" ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الْآيَةَ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ الحجر2 (٢)

ترجمہ: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "بے شک میری امت کے کچھ لوگ اپنے

---

(١)... ﴿الفرقان:٢٩﴾

(٢)... (السنن الكبرى. المؤلف: أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي (المتوفى: 303هـ). المحقق: حسن عبد المنعم شلبي. الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت. الطبعة: الأولى، 1421 هـ - 2001 م سورة الحجر، ج10، ص141... الدر المنثور، ج5، ص62..... تفسير قرطبي تحت سورة الحجر: 2..... مجمع الزوائد ج10، ص379.)

گناہوں کے سبب جہنم میں داخل ہوں گے پس وہ جہنم میں رہیں گے جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ وہ اس میں رہیں پھر مشرکین انہیں عار دلائیں گے اور وہ کہیں گے جو تم ہمارے ساتھ اپنی تصدیق اور ایمان میں مخالفت کرتے تھے ہم نہیں دیکھ رہے کہ اس نے تمہیں کوئی نفع دیا ہو تو جب اللہ تعالیٰ اہل شرک کو ندامت دکھانے کا ارادہ فرمائے گا تو پھر کوئی موحد باقی نہیں رہے گا مگر اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے نکال لے گا۔ پھر رسولِ اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ آیت پڑھی: ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین -

اور جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گستاخانِ رسول کے ساتھ کیا وہ ان کا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے فرض تھا، جو انہوں نے ادا کیا اور اب یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہر مسلمان کا فرض ہے اس لیے کہ کائنات میں کوئی ایسی ہستی نہیں جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا حق ساقط کردے لہذا رسول اللہ ﷺ کی مدد ونصرت، تعظیم وتوقیر، اور ہر چیز سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی محبت واطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے جو اس کے ذمہ ہے (اب اگر ادا کرے گا تو اجر پائے گا ورنہ گناہ گار ہوگا)۔

اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ عام انسانوں کی مثل نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو وہ مراتب عالیہ اور فضائل وکمالات عطا فرمائے ہیں جن کے ساتھ کبار انبیاء کرام اور رسل کو بھی مشرف نہیں کیا، عام انسان تو دور کی بات !اور ایسا کیوں نہ ہوتا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ انبیاء کرام علیہم السلام کے گواہ، امام، خطیب، مبشر، ہیں اور صاحب شفاعتِ کبریٰ ہیں اسی لیے ہی تو سب قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے ہوں گے اور تمام انبیاء ورسل رسول اللہ ﷺ کی طرف ہی راغب ہوں گے جیسا کہ انہوں نے دنیا میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان آپ کی مدد ونصرت، اتباع و اطاعت، اور رسول اللہ ﷺ کی امت میں ہونے کا عہد کیا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ(۱)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف

(۱)...«آل عمران: ۸۱»

لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا تھا کہ:

لو كان موسیٰ عليه الصلاة والسلام حياً ما وسعه الا اتباعی

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا بے شک (حضرت) موسیٰ اگر تمہارے سامنے زندہ ہوتے تو میری اتباع کرنے کے سوا ان کے لیے اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ (۱)

اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رسولوں کے رسول ﷺ اور نبیوں کے نبی ﷺ ہیں، اور تمام رسولوں اور انبیاء کے سردار ہیں جیسا کہ خود نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

انا سيد ولد آدم يوم القيامة (۲)

ترجمہ: میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی ایذا کو اپنی ایذا کہا ہے ہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ کو فعل کے ساتھ ایذا دینا کسی کے بس میں نہیں، جو ایذا اللہ تعالیٰ کو دی جاتی ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے ذریعے یا زبان کے ساتھ دی جاتی ہے فعل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو کوئی بھی ایذا نہیں دے سکتا ہے۔ تو جب رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینا اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں جو مقام ہے وہ کسی اور کا نہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے والے کی سزا بھی بہت شدید ہو گی اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا ہے۔

تو کیا کوئی مسلمان یہ گوارا کرے گا کہ وہ اس ذات کو ایذا دے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاکت و گمراہی سے نجات دی اور جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کا ایمان و دین بنایا، اور کل جس نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی شفاعت کرنی ہے۔ اس لیے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرے، اور ان کو کسی قسم کی کوئی ایذاء نہ دے۔ واللہ اعلم۔

---

(۱)... (اخرجه الذهبي في مختصر العلو برقم (61) مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۸ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ)

(۲)... (صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب "لقد ارسلنا نوحاً الی قومه..... صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ادنی اهل جنة منزلة فيها، رقم: 327، 326)

خاتمہ:

اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ بھی اچھا فرمائے جان لیجئے کہ لوگوں کی دو اقسام ہیں:

مؤمن اور کافر اور کافر میں ہر کافر یعنی مشرک، بت پرست، مجوسی، یہودی، عیسائی، شامل ہیں اسی طرح مومن میں صالح و گناہ گار دونوں شامل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مومن کو سعید، اور کافر کو شقی فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ (۱)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تو تم میں کوئی کافر اور تم میں کوئی مسلمان۔

یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّ سَعِیْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّ شَهِیْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ (۲)

ترجمہ: جب وہ دن آئے گا کوئی بے حکمِ خدا بات نہ کرے گا تو ان میں کوئی بد بخت ہے اور کوئی خوش نصیب تو وہ جو بد بخت ہیں وہ تو دوزخ میں ہیں وہ اس میں گدھے کی طرح رینکیں گے وہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا بیشک تمہارا رب جب جو چاہے کرے اور وہ جو خوش نصیب ہوئے وہ جنّت میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا یہ بخشش ہے کبھی ختم نہ ہوگی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں پر یعنی مومن و کافر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کونسے حقوق لازم ہیں تو ان دونوں کا الگ الگ ذکر کرتے ہیں:

مؤمن پر حقوقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

مؤمن کا ایمان اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت و مدد، ان پر ہر چیز سے بڑھ کر محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑھ کر تعظیم و توقیر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آنے والی ہر اذیت کے دفاع، کا تقاضا کرتا ہے اور یہ اس کے اوپر فرض ہے اس

(۱)...پ۲۸، التغابن: ۲۔

(۲)...پ۱۲، ھود: ۱۰۸۔

لیے کہ اس نے اسلام قبول کر کے اس بات کا بھی اقرار کیا ہے جیسا کہ آیات واحادیث شاہد ہیں۔

اور اس لیے بھی کہ رسول اللہ ﷺ اس کی ہدایت، اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت بے بہا، اس کی فضیلت وعزت اور اس کی شفاعت کا سبب ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی محبت ہی ایمان کا میزان واصل ایمان ہے۔

ہم ماقبل میں پڑھ چکے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کس طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی جان، اولاد، ماں باپ، مال و دولت الغرض ہر چیز سے بڑھ محبت کی ہے اور رسول اللہ ﷺ کا دفاع کس طرح کیا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محبت رسول اللہ ﷺ میں مختلف انداز وطریقے ان کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کاملہ، محبت رسول اللہ ﷺ میں صدق، ان کے ایمان کی قوت اور ان کے اعتقاد کی صحت کی دلیل ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جو بھی کیا وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں مبالغہ آرائی نہ تھی اور نہ ہی وہ حد طاعت کو عبور کرنے والے تھے اس لیے کہ ان کے ان افعال پر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی تقریر کی مہر ثبت ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تمام واقعات جوان سے محبت رسول ﷺ میں صادر ہوئے مشعل راہ ہیں خصوصا اس صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ جن کا احد کے دن باپ، بھائی، شوہر، اور بیٹا شہید ہو گئے اس کے باوجود بھی وہ یہی فرما رہی تھیں کہ "کل مصیبة بعدک یا رسول اللہ ﷺ جلل" اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت ہیچ ہے۔ ہاں بالکل سچ ہے کہ ہر مصیبت رسول اللہ ﷺ کی جدائی کی مصیبت سے کم تر ہے اور کوئی بھی مصیبت بلکہ دنیا کے تمام مصائب رسول اللہ ﷺ کی جدائی کی مصیبت سے کم ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ کی محبت کے مظاہروں میں سے یہ بھی مظاہرہ ناقابل فراموش ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر اپنے ماں باپ، اپنی جانوں کو فداء کر دیتے جب سفر پر جاتے تو سب سے آخر میں رسول اللہ ﷺ کو مل کر جاتے اور جب واپس آتے تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو ملتے، ہر اس چیز کی تکریم کرتے جو رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کے ساتھ مس ہو گئی، رسول اللہ ﷺ سے پہلے کسی کام کی ابتداء نہ کرتے، رسول اللہ ﷺ کے محبوبوں کو اپنے محبوبوں سے مقدم رکھتے، رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکت کو اپنی جانوں سے مقدم جانتے، اس گھر کے اوپر کبھی نہ چڑھتے جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوتے، رسول اللہ ﷺ کی آواز سے اپنی آوازوں کو پست رکھتے اور از روئے ادب واحترام رسول اللہ ﷺ کی طرف نظر نہ کرتے، بلکہ اپنی نگاہوں کو جھکائے رکھتے، اور یہ تمنا کرتے کہ ہمارے عضو بلکہ گردن تو کٹ جائے لیکن رسول اللہ ﷺ کو ایک کانٹے جتنی بھی بلکہ اس سے کم تکلیف نہ ہو، جب رسول اللہ ﷺ اس دنیائے فانی سے پردہ فرما گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رسول اللہ ﷺ کی اشتیاق میں رونا، رسول اللہ ﷺ کے تبرکات کی حفاظت کرنا،

رسول اللہ ﷺ کی سنت کو اپنانا اور ان کا دفاع کرنا بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامانِ اوست
بحر و بر در گوشہ دامانِ اوست
سوزِ صدیق و علی از حق طلب
ذرہ عشق نبی از حق طلب
زانکہ ملت را حیات از عشق اوست
برگ وسازِ کائنات از عشق اوست
روح را جز عشق او آرام نیست
عشق او روزیست کو را شام نیست

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دن میرے نبی ﷺ کی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رسول اللہ ﷺ کی جدائی کے صدمہ سے کیا حالت ہوگئی تھی، بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر سن کر زمین پر بیٹھ گئے، بعض بے ہوش ہو گئے، اور بعض رسول اللہ ﷺ کے فراق میں اس قدر روئے کہ ان کی بینائی چلی گئی اور بعد میں ساری عمر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی کو نہ دیکھا جیسا کہ:

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ جب انہیں ان کے بیٹے نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کی خبر دی وہ اس وقت اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر سن کر غمزدہ ہو گئے اور بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی:

اللّٰھم! اذھب بصری حتی لا أری بعد حبیبی محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أحداً (1)

''اے میرے اللہ! میری آنکھوں کی بینائی اب ختم کر دے تا کہ میں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی دوسرے کو دیکھ ہی نہ سکوں۔''

اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت اُن کی دعا قبول فرمالی۔

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

(1)...(قسطلانی، المواھب اللدنیہ، 2:94)

"إن رجلا من أصحاب محمد ذهب بصره فعادوه

''حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابہ میں سے ایک صحابی کی بینائی (فراقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں) جاتی رہی تو لوگ ان کی عیادت کے لئے گئے۔''

جب ان کی بینائی ختم ہونے پر افسوس کا اظہار کیا گیا تو وہ کہنے لگے:

كنتُ أريدهما لأنظر إلى النبي صلى الله عليه وآله وسلم، فأما إذا قُبض النبي، فوالله ما يسرني أن بهما بظبي من ظباء تبالة(۱)

''میں ان آنکھوں کو فقط اس لئے پسند کرتا تھا کہ ان کے ذریعے مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا تھا۔ اب چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا ہے اس لئے اگر مجھے چشمِ غزال (ہرن کی آنکھیں) بھی مل جائیں تو کوئی خوشی نہ ہوگی۔''

اسی لیے ہر عاقل مسلمان اگر دین و دنیا میں کامیابی و کامرانی چاہتا ہے تو یہ دعا کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ میرا حشر اپنے رسول ﷺ کے صحابہ کے ساتھ فرمانا مجھے ان کی راہ پر چلنے کی توفیق دے، اور توقیر و تعظیم وعشقِ رسول ﷺ کی ایسی عطا دے جو تو نے اپنے رسول ﷺ کے صحابہ کرام کو دی تھی۔ یہی وہ میزان ہے جو اللہ تعالیٰ نے وضع فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا (۲)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

اس آیت کا مفہوم رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہی اتباع کا تقاضا کرتا ہے۔

اور معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا واجب فرمایا، اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت

---

(۱)...(بخاری، الادب المفرد، 1 :188، رقم: 533)

(۲)...﴿النساء: ۱۱۵﴾

اپنی اطاعت اوران پر ایمان کو اپنے اوپر ایمان کی نشانی قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو نبی اکرم ﷺ کی تعظیم وتوقیر، مدد و نصرت، کا حکم دیا اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنی محبت کا سبب فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی محبت سے کسی اور کی محبت کو مقدم کرنے سے منع فرمایا بلکہ اللہ تعالٰی تو رسول اللہ ﷺ کی خواہشات کو پورا کرنے میں جلدی فرماتا ہے اور اللہ تعالٰی نے رسول اللہ ﷺ کو دنیا وآخرت میں مسلمانوں کی نجات کا سبب بنایا ہے۔

دنیا میں اس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے انسانوں کو کفر سے ایمان کی طرف ہدایت دی، شرک سے توحید کی طرف لایا، اوران کو سعادت دائمہ کی خوش خبری سنائی (یعنی جنت کا مژدہ سنایا) اور آخرت میں اس طرح کہ اگر انسان صالح ہوگا تو رسول اللہ ﷺ اس کی گواہی دیں گے اور اگر گناہ گار ہوگا تو رسول اللہ ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے تو اس مسلمان کو اس ہستی کے ساتھ کیسا معاملہ کرنا چاہیے جس پر اللہ تعالٰی نے احسان جتایا اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (۱)

ترجمہ: اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کرسکو گے۔

دیکھیے اللہ تعالٰی نے ہم پر اتنی نعمتیں فرمائی کہ ہم اس کو گننے سے قاصر ہیں لیکن کسی نعمت پر اللہ تعالٰی نے احسان نہیں جتایا سوائے دو نعمتوں کے ایک ایمان اور دوسری رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکت کی نعمت جس کو نعمت عظمہ بھی کہا جاتا ہے اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (۲)

اے محبوب وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہوگئے تم فرماؤ اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو۔

اور اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (۳)

---

(۱)...﴿ابراهیم: ۳۴﴾

(۲)...﴿الحجرات: ۱۷﴾

(۳)...﴿آل عمران: ۱۶۴﴾

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔(۱)

یہ دونوں نعمتیں کبھی جدا نہیں ہوسکتیں یہ دونوں اسلام میں داخل ہو کی کنجیاں ہیں اور یہی جنت میں داخل ہونے کنجیاں ہیں اس لیے کہ پہلی سے مراد " لا الہ الا اللہ "اور دوسری سے مراد" محمد رسول اللہ ﷺ " ہے۔

کافر پر حقوقِ رسول اللہ ﷺ:

ہر بشر خصوصا کافر پر رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا، ان کے ساتھ محبت کرنا، ان کی توقیر و تعظیم کرنا اور ان کی مدد و نصرت کرنا واجب ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس بات کا عہد کیا ہوا ہے اور پھر بعد میں اپنے اپنے انبیاء کرام کے ذریعے اس عہد کی تجدید بھی کی ہے، اور اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو کفار کے لیے رحمت بنایا اور ان کے اپنے نبیوں سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو ان پر رحم کرنے والا بنایا ہے، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہر نبی جب اس کی قوم گناہ و سرکشی کرتی تو ان سے دور ہو جاتا ان میں سے بعد انبیاء کرام علیہم السلام نے ان کے خلاف دعا کی اور بعض نے ان پر لعنت فرمائی لیکن ہمارے نبی ﷺ نے مؤمنوں پر تو دور کی بات کفار پر بھی نہ لعنت فرمائی اور نہ ہی ان کے خلاف ہلاکت کی دعا فرمائی بلکہ ان کے لیے دعا خیر فرمائی اور ان سے درگزر فرمایا اور ان کے قیدیوں کے ساتھ نرمی برتی۔

اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی کافر رسول اللہ ﷺ کی دنیا و آخرت میں فضیلت کو سچے دل سے جان لے تو اس پر وجد طاری ہو جائے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے فراق پر غمگین ہو جائے اور ان کی مخالفت پر شرمندگی محسوس کرے۔

کیا یہ بات کافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو رسول اللہ ﷺ کا محتاج بنایا ہے تو ان کی قوموں کو تو بدرجہ اولیٰ رسول اللہ ﷺ کی حاجت ہوگی، تمام انبیاء کرام روزِ قیامت رسول اللہ ﷺ کے ہی جھنڈے تلے ہوں گے اور انہی کی طرف ہی راغب ہوں گے تاکہ آپ ﷺ تمام مخلوق کی شفاعت فرمائیں:

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ ﷺ کی

بے شک اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو دنیا و آخرت کے لیے رحمت بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ

---

(۱)۔۔۔ میں ابو احمد کہتا ہوں کہ ایمان کی نعمت بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ملی ہے جیسا کہ اسی آیت میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلے گمراہی میں تھے۔

کے توسل سے ہی کفار سے وہ عذاب دفع کیا ہے جو ان پر ان کے انبیاء کرام کے زمانوں میں آتا رہا۔ کیا رسول اللہ ﷺ کی محبت کو یہ بات کافی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت بھی انسانوں کو نہیں بھولیں گے جب ہر نبی اپنی قوم کو کہے گا کہ کسی اور کے پاس جاؤ!

اس لیے ہر کافر پر بھی لازم ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی اطاعت واتباع میں دیر نہ کرے اور رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا دامن تھامے رہے تاکہ وہ قیامت کے دن نجات پانے والوں میں سے ہو جائیں یہی وہ رسول ﷺ ہیں جو سب سے پہلے شفاعت فرمائیں گے، سب سے پہلے پل صراط سے گزریں گے، سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے، ان کی امت کا کوئی فرد مسلم جہنم میں نہیں رہے گا اور نہ جہنم کا ایندھن بنے گا اس وقت کفار اپنی انگلیوں کو ایمان پر حسرت کے سبب کاٹ رہے ہوں گے اور یہی وہ وقت ہوگا کہ ہر جھوٹا معبود اور اس کے پجاری آگ کا ایندھن ہوں گے۔

یہ نصیحت رسول اللہ ﷺ کے ہر عقل منداور صاحب فہم وفراست تابع کے لیے ضروری ہے تاکہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں حجت کامل ہو اور تبلیغ میں کمزوری پیدا نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی صراط مستقیم پر چلانے والا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول ومنظور فرمائے اور اس کے ساتھ ہر اس آدمی کو نفع دے جو بھلائی کا طالب ہے اس سے شر کو دور فرمائے اور اس کتاب سے ان مؤمنین کو خاص نفع عطا فرمائے جو رسول اللہ ﷺ کے عشق میں اپنی جانوں کو نثار کرنے والے ہیں، اس کو میری بخشش کا ذریعہ بنائے اور اس کتاب میں مجھے سچائی اور اخلاص فی العمل کی دولت عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ میری باقی ماندہ زندگی کو مبارک فرمائے، مجھ سے تمام مصائب دور فرمائے، اس کتاب کو میرے لیے صدقہ جاریہ فرمائے اور میرے والدین، آباء واجداد، زوجہ، اولاد، تمام گھر والوں، میرے اساتذہ، اور دوستوں کی مغفرت فرمائے اور ہماری حفاظت فرمائے ہم پر اپنی رضا کے دروازے کھول دے اور بغیر کسی قسم کی آزمائش کے ہمارا خاتمہ اچھا فرمائے، ہم کو اور تمام مسلمانوں کو عزت عطا فرمائے اور ہمارا حشر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فرمائے کہ ہم بھی انہی کے جھنڈے تلے ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر مددگار اور نصرت فرمانے والا ہے۔

ابو ابراھیم

"سید خلیل بن ابراھیم ملا خاطر العزامی الشافعی"

(استاذ الحدیث وعلوم الحدیث مدینہ منورہ)

میں مترجم ابو احمد محمد نعیم قادری رضوی بھی مذکورہ دعا پر آمین کہتے ہوئے یہاں پر صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کا عشق اور آپ ﷺ کی محبت ہی مسلمانوں کی اصل پاور و طاقت ہے اگر ہم مسلمانوں میں یہ محبت رہی تو دنیا کی کوئی طاقت ہمارا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتی میں نہیں کہتا وہ اقبال جو انہی میں سے پڑھ کر آیا اسی کی زبان سے کہے دیتا ہوں کہ ابلیس نے اپنے فرزندوں یعنی دشمنانِ اسلام کو مسلمانوں کو زیر کرنے کا کیا طریقہ بتایا اور کیا فارمولا دیا کہتا ہے کہ:

فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو!
وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو

اگر آج ہم نے اپنے دل میں محبت رسول ﷺ کی شمع جلائی ہوتی اور اس کے مطالبات کو پورا کیا ہوتا تو کس کی مجال تھی کہ ہماری طرف میلی نگاہ کرتا ہم خود ہی اپنی ناکامی اور ذلت و رسوائی کا سبب ہیں:

برا سمجھوں انہیں مجھ سے تو ایسا ہو نہیں سکتا
کہ میں خود بھی تو ہوں اقبال اپنے نکتہ چینوں میں

رشتہ وفا کا نام محمد سے توڑ کر — یہ قوم جا رہی ہے تباہی کے موڑ پر

اگر یہ قوم تباہی سے بچنا چاہتی ہے تو بزبانِ اقبال سن لے کہ:

عقل ہے تیری سپر، عشق ہے شمشیر تری
مرے درویش! خلافت ہے جہاں گیر تری
ماسوا اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری
تو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری
کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح قلم تیرے ہیں

وصلی اللہ علی سیدنا و مولانا و حبیبنا، و شفیعنا محمد و علی آلہ الطیبین الطاہرین، و صحابتہ الکرام المبجلین، و من تبعھم باحسان الی یوم الدین۔ والحمد للہ رب العالمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہے صحابہ کی اقتداء لبیک یا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

(اضافہ از مترجم ابو احمد محمد نعیم قادری رضوی)

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيأت اعمالنا من يهد الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادي له ونشهد ان لآ اله الا الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده و رسوله۔ اللهم صل على سيدنا و مولانا محمد وعلى اله وصحبه اجمعين ابد الآبدين برحمتك يا ارحم الراحمين۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام کے بعد: ہم نے مناسب سمجھا کہ اس کتاب " واجب الامة نحو نبی الرحمة" ترجمہ بنام" لبیک یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " کے آخر میں "لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " کہنے کے ثبوت میں چند احادیث نقل کر دیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کر دے کہ" لبیک یا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم " کے معانی کیا ہیں تا کہ مرد مجاہد اس میں سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے معانی کو مد نظر رکھ کر جب یہ صدا بلند کرے تو اس کو دلی سکون حاصل ہو، اس بارے میں احادیث تو بہت زیادہ ہیں ہم ان میں سے چند کو پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہو جائے گا کہ " لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم " کی صدائیں صرف ہم ہی نہیں لگاتے بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس صداء کو بلند کرتے رہے ہیں اور اس کے بعد ہم" لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم " کے معانی بھی ذکر کریں گے تا کہ عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر یہ واضح ہو جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ جب یہ صدا بلند کرتے تھے تو اس سے ان کا مطلب کیا ہوتا تھا، و باللہ التوفیق۔

انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پکارا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ، الْتَقَى هَوَازِنُ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَشَرَةُ آلَافٍ، وَالطُّلَقَاءُ، فَأَدْبَرُوا، قَالَ »يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ« قَالُوا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ لَبَّيْكَ نَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ (١)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ حنین میں جب قبیلہ ہوازن سے جنگ شروع ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار فوج تھی۔ قریش کے وہ لوگ بھی ساتھ تھے جنہیں فتح مکہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا تھا پھر سب نے پیٹھ پھیر لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا: اے انصاریو! انہوں نے جواب دیا (لبیک یا رسول اللہ ﷺ!) کہ ہم حاضر ہیں، یا رسول اللہ! آپ کے ہر حکم کی تعمیل کے لیے ہم حاضر ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یارسول اللہ ﷺ:

ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آواز دی کہ:

يَا عَلِيُّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ« قَالَ عَلِيٌّ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، (٢)

ترجمہ: اے علی بن ابو طالب! تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا" لبیک یا رسول اللہ ﷺ"

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یارسول اللہ ﷺ:

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ، قَالَ »يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ« ، قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ »يَا مُعَاذُ« ، قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ

(١)...(صحیح بخاری بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ ج٥ ص١٥٧، صحیح مسلم بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ ج2 ص735 رقم: 136)

(٢)...(المستدرك على الصحيحين المؤلف: أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم الضبي الطهماني النيسابوري المعروف بابن البيع (المتوفى: 405هـ)، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى 1411 - 1990، اما حدیث ابی عوانة ج4 ص530)

• اللهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثًا، قَالَ »(۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) معاذ بن جبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے معاذ! حضرت معاذ نے عرض کیا "لبیک یارسول اللہ ﷺ! رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا، اے معاذ! حضرت معاذ نے پھر عرض کیا" لبیک یارسول اللہ ﷺ! (رسول اللہ ﷺ نے تین بار ایسے ہی آواز دی حضرت معاذ نے تین بار یوں ہی جواب دیا)

سوال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سماعت کا تو یہ عالم ہے کہ کائنات کے ہر گوشے اور ہر کونے سے سن سکتے ہیں جیسا کہ احادیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ زمین پر ہو کر بھی آسمان کی آواز سن لیتے تھے تو یہ جب حضرت معاذ نے ایک بار کہا کہ" لبیک یارسول اللہ ﷺ" تو آپ نے کیوں نہ سنا؟؟؟

تو اس کا جواب میرا عشق یہ دیتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے غلام کے زبان سے سنا کہ" لبیک یارسول اللہ ﷺ" تو رسول اللہ ﷺ کو لطف آیا اسی لیے آپ ﷺ نے بار بار ان کو فرمایا" اے معاذ" تاکہ میرا عاشق پھر مجھے کہے" لبیک یارسول اللہ"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یارسول اللہ ﷺ:

حضرت جابر ایک طویل حدیث میں فرماتے ہیں:

فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ »يَا جَابِرُ« قُلْتُ لَبَّيْكَ، يَا رَسُولَ اللهِ (۲)

---

(۱)...(الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، المؤلف: محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي) الطبعة: الأولى 1422ھ، بَابُ مَنْ خَصَّ بِالعِلْمِ قَوْمًا دُونَ قَوْمٍ، كَرَاهِيَةَ أَنْ لاَ يَفْهَمُوا، ج۱، ص۳۷..... صحیح بخاری، بَابُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ، ج۸، ص۱۰۶، رقم: ۶۵۰۰...إسناده صحيح على شرط الشيخين. حسين: هو ابن محمد بن بَهرام المَرُّوذي، وشيبان: هو ابن عبد الرحمن النَّحْوي. وأخرجه عبد بن حميد (1199) عن يونس بن محمد المؤدب، عن شيبان، بهذا الإسناد. وسيأتي من طريق قتادة عن أنس عن معاذ نفسه في مسنده 242/5. وروى أيضاً مثله من طريق أبي سفيان طلحة بن نافع، عن أنس، عن معاذ. وسيأتي 228/5 و236. وأخرج البخاري (128)، ومسلم (32)، وابن منده في "الإيمان" (93)، والبغوي في "شرح السنة" (49) من طريق هشام الدستوائي، والطيالسي (1965)، وأبو يعلى (3228)، وأبو نعيم في "الحلية" 173/7، والخطيب في "تاريخ بغداد" 287/5)

(۲)...(صحیح مسلم، بَابُ حَدِيثِ جَابِرٍ الطَّوِيلِ وَقِصَّةِ أَبِي الْيَسَرِ، ج4، ص2315، سنن ابی داؤد بَابُ إِذَا كَانَ الثَّوْبُ ضَيِّقًا يَتَّزِرُ بِهِ، ج1، ص171)

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا اے جابر! میں نے عرض کیا "لبیک یا رسول اللہ ﷺ!

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ:

عَنْ كَعْبٍ، أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي المَسْجِدِ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ، فَنَادَى »يَا كَعْبُ« قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، (۱)

ترجمہ: حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں ابن حدرد سے اپنے قرض کا مطالبہ کر رہا تھا کہ ہماری آواز بلند ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں سنا تو پردہ ہٹا کر ہماری طرف آئے اور فرمایا اے کعب! میں نے عرض کیا "لبیک یا رسول اللہ ﷺ!

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ:

عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ لَمَّا غَزَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ، أَوْ قَالَ لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَشْرَفَ النَّاسُ عَلَى وَادٍ، فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيرِ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ، لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، إِنَّكُمْ لاَ تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا وَهُوَ مَعَكُمْ« ، وَأَنَا خَلْفَ دَابَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعَنِي وَأَنَا أَقُولُ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، فَقَالَ لِي »يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ« قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ » (۲)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر لشکرکشی کی یا یوں بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خیبر کی طرف) روانہ ہوئے تو (راستے

---

(۱)...(صحیح بخاری بَابُ التَّقَاضِي وَالمُلاَزَمَةِ فِي المَسْجِدِ، ج۱،ص۹۹۔ صحیح مسلم، بَابُ اسْتِحْبَابِ الْوَضْعِ مِنَ الدَّيْنِ ج3،ص1192، رقم: 20...سنن ابی داؤد بَابٌ فِي الصُّلْحِ ج3،ص304، رقم: 3595)

(۲)...(صحیح بخاری باب غزوة خيبر، ج۵،ص۱۳۳)

میں) لوگ ایک وادی میں پہنچے اور بلند آواز کے ساتھ تکبیر کہنے لگے اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ اللہ سب سے بلند و برتر ہے اللہ سب سے بلند و برتر ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی جانوں پر رحم کرو تم کسی بہرے کو یا ایسے شخص کو نہیں پکار رہے ہو جو تم سے دور ہو جسے تم پکار رہے ہو وہ سب سے زیادہ سننے والا اور تمہارے بہت نزدیک ہے بلکہ وہ تمہارے ساتھ ہے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھا۔ میں نے جب »لا حول ولا قوة إلا بالله« کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبداللہ بن قیس! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ ﷺ!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَصَابَنِي جَهْدٌ شَدِيدٌ، فَلَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ، فَاسْتَقْرَأْتُهُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ، فَدَخَلَ دَارَهُ وَفَتَحَهَا عَلَيَّ، فَمَشَيْتُ غَيْرَ بَعِيدٍ فَخَرَرْتُ لِوَجْهِي مِنَ الجَهْدِ وَالجُوعِ، فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي، فَقَالَ »يَا أَبَا هُرَيْرَةَ« فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ،()

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے (بیان کیا کہ فاقہ کی وجہ سے) میں سخت مشقت میں مبتلا تھا، پھر میری ملاقات عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ان سے میں نے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھنے کے لیے کہا۔ انہوں نے وہ آیت پڑھ کر سنائی اور پھر اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد میں بہت دور تک چلتا رہا۔ آخر مشقت اور بھوک کی وجہ سے میں منہ کے بل گر پڑا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سر کے پاس کھڑے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے

()...(صحیح بخاری، غیر موسوم باب، ج۷، ص۱۱۸، برقم: ۵۳۷۵)...إسناده صحيح على شرط البخاري، رجاله ثقات رجال الشيخين غير عمر بن ذر فمن رجال البخاري. روح: هو ابن عبادة، ومجاهد: هو ابن جبر المكي. وأخرجه مطولاً ومختصراً أحمد في "الزهد" (764)، والبخاري (6246) و (6452)، والترمذي (2477)، والفريابي في "دلائل النبوة" (16)، والنسائي في الرقائق من "الكبرى" كما في "تحفة الأشراف" 315/10، وابن حبان (6535)، وأبو الشيخ في "أخلاق النبي" ص 77-78، والحاكم 3/15-16، وأبو نعيم في "الحلية" 338/1 ص339 و 377، والبيهقي في "دلائل النبوة" 6/101-102، والبغوي (3321)، وابن حجر في "تغليق التعليق" 5/169-170 من طرق عن عمر بن ذر، بهذا الإسناد. وقال الترمذي: حسن صحيح. وأخرجه بنحوه مختصراً البخاري (5375)، وابن حبان (7151)

ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا "لبیک یارسول اللہ ﷺ!

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یارسول اللہ ﷺ:

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ، فَاسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ، فَقَالَ »يَا أَبَا ذَرٍّ« قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ،(۱)

ترجمہ: حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کی کالی پتھروں والی زمین پر چل رہا تھا کہ احد پہاڑ دکھائی دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر! تو میں نے عرض کیا" لبیک یارسول اللہ ﷺ!

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یارسول اللہ ﷺ:

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ

---

(۱)...(صحیح بخاری بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا«.ج۸،ص۹۳،صحیح مسلم بَابُ التَّرْغِيبِ فِي الصَّدَقَةِ.ج۲،ص۶۸۷،رقم32....سنن ابی داؤد بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ السَّعْيِ فِي الْفِتْنَةِ. ج4،ص101،رقم: 4261...وأخرجه مسلم ص687-688 (32)، والبزار في "مسنده" (3975)، وابن منده في "الإيمان" (84) من طريق أبي معاوية، بهذا الإسناد. واقتصر ابن منده على القطعة الثالثة.وأخرجه البخاري (2388) و (6268) و (6444)، والبزار (3976) و (3977)، وأبو عوانة في الزكاة كما في "إتحاف المهرة" 124/14، والطحاوي في "شرح مشكل الآثار" (3994)، وابن حبان (170) و (3326)، والبيهقي في "السنن الكبرى" 189/10، وفي "شعب الإيمان" (347) من طرق عن الأعمش، به. واقتصر الطحاوي على القطعة الثالثة وأخرجه بطوله أيضاً البخاري في "الأدب المفرد" (803)، وابن حبان (195) من طريق حماد بن أبي سليمان، وأبو عوانة من طريق حبيب بن حسان، كلاهما عن زيد بن وهب، به.وأخرجه دون القطعة الاولى البخاري (6443)، ومسلم ص688-689 (33)، وأبو عوانة، والبيهقي 190/10 من طريق عبد العزيز بن رفيع، عن زيد ابن وهب، به.وأخرج القطعة الثالثة مفردة البخاري (3222)، والنسائي في "عمل اليوم والليلة" (1123)، وابن خزيمة في "التوحيد" 809/2، وأبو عوانة، والطحاوي في "شرح المشكل" (3996) و (3997)، وابن منده (85) و (86) من طرق عن زيد بن وهب، به.وأخرج القطعة الثانية مفردة ابن ماجه (4130)، وابن حبان (3331) من طريق مالك بن مرثد الحنفي، عن أبي ذر مرفوعاً.وللقطعة الأولى من الحديث انظر (21329) .والقطعة الثانية ستأتي مفردة من طريق المعرور بن سويد عن أبي ذر برقم (21399) و (21412)، وضمن حديث من طريق النعمان الغفاري عن أبي ذر برقم(21570) .والقطعة الثالثة ستأتي من طريق زيد بن وهب عن أبي ذر برقم(21434) و (21464)، ومن طريق المعرور بن سويد عن أبي ذر برقم(21414) و (21433)، ومن طريق أبي الأسود الديلي عن أبي ذر برقم(21466) .ويشهد للقطعة الثانية حديث أبي هريرة السالف برقم(8323) .وللقطعة الثالثة حديث عبد الله بن عمرو السالف برقم(6586)

فِيهِ وَعَلَى رَأْسِهِ عِصَابَةٌ صَفْرَاءُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ »يَا فَضْلُ« قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ(١)

ترجمہ: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مرض وصال میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس سر کے اوپر زرد رنگ والی پٹی تھی۔ میں نے سلام کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے فضل! میں عرض گزار ہوا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم!

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَقَالَ يَا خَالِدُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ(٢)

ترجمہ: اے خالد! حضرت خالد بن ولید نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم!

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

أَخْبَرَنَا سِمَاكُ بْنُ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، عَنْ أَبِيهِ، حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ »يَا حُذَيْفَةُ، تَدْرِي مَا حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ«، قُلْتُ اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ »يَعْبُدُونَهُ وَلَا يُشْرِكُونَ بِهِ شَيْئًا«، ثُمَّ سَارَ فَقَالَ »يَا حُذَيْفَةُ«، قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ،(٣)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے حذیفہ! کیا تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟؟ میں

---

(١)...(الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية، المؤلف: محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279هـ)المحقق: سيد بن عباس الجليمي، الناشر: المكتبة التجارية، مصطفى أحمد الباز- مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1413 هـ-1993 م، ج1، ص121)

(٢)...(أخبار مكة في قديم الدهر وحديثه، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن إسحاق بن العباس المكي الفاكهي (المتوفى: 272هـ)المحقق: د. عبد الملك عبد الله دهيش، الناشر: دار خضر - بيروت، الطبعة: الثانية، 1414، ج5، ص194)

(٣)...(مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، المؤلف: أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي المعروف بالبزار (المتوفى: 292هـ)المحقق: محفوظ الرحمن زين الله، (حقق الأجزاء من 1 إلى 9)وعادل بن سعد (حقق الأجزاء من 10 إلى 17)وصبري عبد الخالق الشافعي (حقق الجزء 18)الناشر: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، (بدأت 1988م، وانتهت 2009م، مسند سماك بن حذيفة عن حذيفة، ج7، ص319)

نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسول زیادہ جانتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ کہ بندے اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں پھر چلنے لگے پھر فرمایا اے حذیفہ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ »يَا ابْنَ مَسْعُودٍ«، قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، (۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بن مسعود! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ایک طویل حدیث میں ہے کہ

فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا فَقَالَ »ثَعْلَبَةُ« قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، (۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا: ثعلبہ! تو حضرت ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

حضرت ذومخمر رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت ذومخمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

أَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ »يَا ذَا مَخْمَرٍ«، قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ (۳)

---

(۱)...(السنة، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن نصر بن الحجاج المَرْوَزِي (المتوفى: 294هـ)، المحقق: سالم أحمد السلفي، الناشر: مؤسسة الكتب الثقافية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1408، ج1، ص21)

(۲)...(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، المؤلف: أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى: 430هـ) الناشر: السعادة - بجوار محافظة مصر، 1394هـ - 1974م، ثم صورتها عدة دور منها 1 - دار الكتاب العربي - بيروت 2 - دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت 3 - دار الكتب العلمية - بيروت (طبعة 1409هـ بدون تحقيق. مَنْصُورُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ الشَّيْخُ أَبُو نُعَيْمٍ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى..... ج9، ص329)

(۳)...(المعجم الكبير، المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360هـ) المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة، الطبعة: الثانية، ذُو مِخْمَرٍ وَيُقَالُ مِخْبَرُ بْنُ أَخِي النَّجَاشِيِّ، ج4، ص235)

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ذومخمر! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

حضرت مرثد رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ مَرْثَدُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْكِحُ عَنَاقًا؟ لِبَغِيٍّ كَانَتْ بِمَكَّةَ، قَالَ فَسَكَتَ عَنِّي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ النور 3 ، فَقَالَ " يَا مَرْثَدُ " فَقُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَتَلَا عَلَيَّ هَذِهِ الْآيَةَ، وَقَالَ " لَا تَنْكِحْهَا " (۱)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی جس کو مرثد بن ابو مرثد کہا جاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میں مکہ میں (فلاں) عورت سے شادی کرلوں؟ تو آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کچھ دیر خاموش رہے یہاں تک کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی" {الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ} [النو ...] پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے مرثد! تو میں عرض کیا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا اس کے ساتھ نکاح نہ کرو۔(۲)

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے پکارا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ثنا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ أَبِي بَزَّةَ، يَقُولُ بَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَبَلِ حِرَاءٍ، وَمَعَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، إِذْ قَالَ لَهُ يَا مُحَمَّدُ هَذِهِ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مَعَهَا حِلَابٌ فِيهِ حَيْسٌ، وَشِكْوَةُ مَاءٍ، فَأَقْرِئْهَا السَّلَامَ مِنَ الرَّحْمَنِ

()...(شرح مشكل الآثار المؤلف: أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى: 321هـ) تحقيق: شعيب الأرنؤوط الناشر: مؤسسة الرسالة الطبعة: الأولى - 1415 هـ 1494 م، ۱۱، ص ۲۶۶)

(۲)...اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اصحاب کے افعال و اعمال کا بھی علم تھا۔

الرَّحِیمِ، ثُمَّ أَقْرِئْهَا السَّلَامَ مِنِّی قَالَ فَأَشْرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا هُوَ بِخَدِیجَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا، فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ " خَدِیجَةُ " فَقَالَتْ لَبَّیْكَ یَا رَسُولَ اللهِ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ " أَمَعَكِ حِلَابٌ فِیهِ حَیْسٌ ؟ " قَالَتْ نَعَمْ، وَمَنْ أَنْبَأَكَهُ، فَوَالَّذِی اصْطَفَاكَ عَلَى الْبَشَرِ مَا اطَّلَعَ عَلَیْهِ إِلَّا رَبُّ الْعَالَمِینَ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ " جِبْرِیلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَهُوَ یُقْرِئُكِ السَّلَامَ مِنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِیمِ، ثُمَّ یُقْرِئُكِ السَّلَامَ " فَقَالَتْ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ، وَعَلَى جِبْرِیلَ السَّلَامُ " (۱)

ترجمہ: حضرت قاسم بن بزہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غار حراء میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اے محمد (ﷺ) یہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ آرہی ہیں ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں حیس (کھجور سے تیار کیا ہوا کھانا) ہے اور ایک پانی کا برتن ہے ان کو اللہ تعالیٰ رحمن و رحیم کی طرف سے سلام کیجئے! پھر میری طرف سے بھی سلام پیش کیجئے! جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہی تھیں تو آپ نے فرمایا خدیجہ! تو حضرت خدیجہ نے عرض کیا " لبیک یا رسول اللہ ﷺ ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس ایک برتن ہے جس میں حیس ہے عرض کیا جی ہاں لیکن آپ کو کس نے خبر دی؟ اس ذات کی قسم جس تمام مخلوق میں سے آپ کو چنا ہے اسی نے آپ ﷺ کو اس پر مطلع کیا ہوگا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں جو اللہ تعالیٰ رحمن و رحیم کی طرف سے پھر اپنی طرف سے تجھے سلام کرتے ہیں تو حضرت خدیجہ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ تو خود سلام ہے اور جبرئیل پر سلام ہو۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے پکارا لبیک یارسول اللہ ﷺ:

حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا:

(۱)...(أخبار مکة فی قدیم الدهر وحدیثه، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن إسحاق بن العباس المکی الفاکهی (المتوفى: 272ھ) المحقق: د. عبد الملك عبد الله دهیش، الناشر: دار خضر - بیروت، الطبعة: الثانیة، 1414، ج4، ص62)

فَقَالَ »یَا مَیْمُوْنَةُ« فَقَالَتْ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللهِ، (۱)

ترجمہ: اے میمونہ! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے پکارا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

عَنْ أُمِّ هَانِئٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ عَلِّمْنِي عَمَلًا أَعْمَلُهُ وَأَنَا جَالِسَةٌ فَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ الْقِيَامُ، فَقَالَ يَا أُمَّ هَانِئٍ " فَقُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ »سَبِّحِي مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ فَإِنَّهَا تَعْدِلُ عِتْقَ مِائَةِ رَقَبَةٍ، وَاحْمَدِي مِائَةَ تَحْمِيدَةٍ فَإِنَّهَا تَعْدِلُ مِائَةَ فَرَسٍ مَعَ أَدَاتِهَا فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، (۲)

ترجمہ: حضرت ام ہانی فرماتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کو میں بیٹھے بیٹھے کرلیا کروں کھڑا ہونا مجھے مشقت میں ڈال دیتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ام ہانی! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فرمایا ایک سو بار تسبیح پڑھو یہ ایک سو غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اور ایک سو بار اللہ تعالیٰ کی حمد کرو یہ اللہ کی راہ میں ایک سو گھوڑے مع ساز و سامان دینے کے برابر ہے۔

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے پکارا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حَدَّثَتْنِي أُمُّ الْفَضْلِ بِنْتُ الْحَارِثِ الْهِلَالِيَّةُ، قَالَتْ مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ بِالْحِجْرِ، فَقَالَ »يَا أُمَّ الْفَضْلِ« قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ »إِنَّكِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ« (۳)

---

(۱)...(الدعاء للطبرانی، المؤلف: سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبو القاسم الطبرانی (المتوفی: 360هـ) المحقق: مصطفی عبد القادر عطا، الناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت، الطبعة: الأولی، 1413، ج1، ص242)

(۲)...(الدعاء للطبرانی، المؤلف: سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبو القاسم الطبرانی (المتوفی: 360هـ)، المحقق: مصطفی عبد القادر عطا، الناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت، الطبعة: الأولی، 1413، ج1، ص124)

(۳)...(المعجم الأوسط، المؤلف: سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبو القاسم الطبرانی (المتوفی: 360هـ) المحقق: طارق بن عوض الله بن محمد، عبد المحسن بن إبراهیم الحسینی، الناشر: دار الحرمین - القاهرة، من اسمه النعمان ج9، ص101)

ترجمہ: حضرت ام فضل بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزری کہ آپ پتھر کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ام فضل! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ ﷺ! فرمایا تم بیٹے کے ساتھ حاملہ ہو۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے پکارا لبیک یارسول اللہ ﷺ:

حَدَّثَنِی شَهْرُبْنُ حَوْشَبٍ، أَنَّهُ لَقِیَ أَسْمَاءَ بِنْتَ یَزِیدَ قَالَ فَحَدَّثَتْنِی أَنَّهَا بَایَعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَايَعَ النِّسَاءَ، فَمَالَتْ فَمَدَّتْ يَدَهَا لِتُبَايِعَهُ فَقَبَضَ يَدَهُ وَقَالَ »إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ، وَلَكِنْ إِنَّمَا آخُذُ عَلَيْهِنَّ فِي الْقَوْلِ« قَالَتْ وَعَلَيَّ ثَوْبٌ وَحُلِيٌّ، فَقَالَ »يَا أَسْمَاءُ« فَقُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ، (۱)

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزید فرماتی ہیں کہ جس دن لوگ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر رہے تھے میں بھی بیعت کرنے لے لیے گئی میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا ہاں میں ان سے قولاً بیعت کرتا ہوں آپ فرماتی ہیں کہ میں نے کچھ (عمدہ) کپڑے اور زیور پہنا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اسماء! میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ ﷺ! وسعدیک

مُردوں نے پکارا لبیک یارسول اللہ ﷺ:

ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ کو لیکر اپنی بیٹی کی قبر کے پاس آیا:

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لأبيها »ما كان اسمها« فقال فلانة فقال النبی »يا فلانة أجيبي بإذن الله« ، فخرجت الصبية وهی تقول لبيك يا رسول الله وسعديك، (۲)

---

(۱)...(المعجم الکبیر، المؤلف: سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبو القاسم الطبرانی (المتوفی: 360ھ) المحقق: حمدی بن عبد المجید السلفی، دار النشر: مکتبة ابن تیمیة - القاهرة، الطبعة: الثانية، إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ شَهْرٍ عَنْ أَسْمَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، 24، ص182)

(۲)...(أعلام النبوة، المؤلف: أبو الحسن علی بن محمد بن محمد بن حبیب البصری البغدادی، الشهیر بالماوردی (المتوفی: 450ھ) الناشر: دار ومکتبة الهلال - بیروت، الطبعة: الأولى - 1409ھ فی اعلام عصمته، ص107)

ترجمہ: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچی کے باپ سے فرمایا اس کا نام کیا تھا؟؟ تو اس نے کہا فلاں (یعنی نام بتایا جو راوی کو یاد نہ رہا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے فلانہ (یعنی اس بچی کا نام لیا) تو بچی اپنی قبر سے نکلی اور عرض کیا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسعدیک،!

جانوروں نے پکارا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک دراز گوش ملا تو آپ نے اس سے کلام فرماتے ہوئے فرمایا:

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هل لك من رب؟ قال لا، قال ولم؟

قال لأنه حدثني أبي عن آبائه وأجداده أنه قال ركب نسلنا سبعون نبيا، وإن آخر نسلنا يركبه نبي يقال له محمد صلى الله عليه وسلم، ولم يبق من نسل جدي غيري، ولا من الأنبياء غيرك، فقال النبي صلى الله عليه وسلم قد سميتك يعفورا، يا يعفور، فقال لبيك يا رسول الله

قال فكان النبي صلى الله عليه وسلم يركبه في حاجته، فإذا نزل عنه بعث به إلى باب الرجل فيأتي الباب فيقرعه برأسه، فإذا خرج إليه صاحب الدار أومأ إليه أن أجب رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال فلما قبض النبي صلى الله عليه وسلم مكث بعده ثلاثا، فجاء إلى بئر لأبي الهيثم بن التيهان فتردى فيها فصار قبره جزعا منه على رسول الله صلى الله عليه وسلم، فكنا نعد ذلك من الايات(ا)

کیا تمہارا کوئی مالک ہے؟ اس نے کہا نہیں فرمایا کیوں؟ اس نے عرض کیا اس لیے کہ ہمارے آباء اجداد نے ہمیں بتایا ہے ہماری نسل پر ستر انبیاء کرام نے سواری کی ہے، اور ہماری نسل میں سے آخری نبی جو سوار ہوگا اس کو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کہتے ہیں مجھے معلوم ہے کہ میرے سوا میرے دادا کی نسل سے کوئی بھی باقی

()...(شرف المصطفى،المؤلف: عبد الملك بن محمد بن إبراهيم النيسابوري الخركوشي، أبو سعد (المتوفى: 407هـ) الناشر: دار البشائر الإسلامية- مكة،الطبعة: الأولى- 1424 هـ فصل ذكر آياته ﷺ ج3،ص418)

نہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہارا نام یعفور رکھا اے یعفور! اس دراز گوش نے کہا لبیک یارسول اللہ ﷺ!

راوی فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ اس پر اپنی حاجت کے لیے سواری فرماتے تھے جب اس سے نزول فرماتے تو اس کو کسی آدمی کو بلانے کے لیے بھیجتے تو وہ (انہی صحابی کے) دروازہ پر آتا اور اپنے سر سے دروازے کو دستک دیتا جب وہ صحابی نکلتے تو ان کو اشارہ کرتا کہ رسول اللہ ﷺ نے یاد فرمایا ہے۔

راوی فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد یہ نبی اکرم ﷺ کے فراق میں تین دن زندہ رہا پھر ایک کنویں کے پاس آیا جس کو بیئر ابی ھیثم بن میھان کہتے تھے، اس میں کود کر جان دے دی اور یہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔ ہم اس دراز گوش کو ایک بڑی نشانی سمجھتے تھے۔

لبیک یارسول اللہ ﷺ کے معانی:

لبیک اصل میں " ألبُّ لك البابًا بعد الباب" تھا۔

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وَالْأَظْهَرُ أَنَّ مَعْنَاهَا إِجَابَةً لَكَ بَعْدَ إِجَابَةٍ لِلتَّاكِيدِ وَقِيلَ مَعْنَاهُ قُرْبًا مِنْكَ وَطَاعَةً لَكَ وَقِيلَ أَنَا مُقِيمٌ عَلَى طَاعَتِكَ وَقِيلَ مَحَبَّتِي لَكَ وَقِيلَ غَيْرُ ذَلِكَ(١)

ترجمہ: واضح قول کے مطابق (لبیک) کا معنی ہے میں آپ ﷺ کی پکار پر حاضر ہوا اس کے بعد پھر حاضر ہو بعض نے کہا اس کا معنی ہے میں آپ ﷺ کی قریب ہوں اور آپ ﷺ کی اطاعت کے لیے حاضر ہوں بعض نے کہا اس کا معنی ہے کہ میں آپ ﷺ کی اطاعت پر ہر وقت قائم ہوں اور بعض نے کہا اس کا معنی ہے کہ میری تمام محبتیں آپ کے لیے ہیں بعض نے اس کے علاوہ کئی معانی بیان کیے ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

---

(١)...(المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج المؤلف: أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: 676هـ) الناشر: دار إحياء التراث العربي- بيروت الطبعة: الثانية، 1392، باب دليل على ان من مات على توحيد دخل..... ج١، ص230)

أَیْ إِجَابَةً بَعْدَ إِجَابَةٍ وَإِسْعَادًا بَعْدَ إِسْعَادٍ (۱)

ترجمہ: لبیک وسعدیک یارسول اللہ ﷺ کا معنی ہے ایک بار حاضری کے بعد پھر حاضر ہوں اور آپ ﷺ کی خدمت کے لیے بار بار حاضر ہوں۔

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

أَیْ أَجَبْتُ لَكَ إِجَابَةً بَعْدَ إِجَابَةٍ، أَوْ أَقَمْتُ عَلَى طَاعَتِكَ إِقَامَةً بَعْدَ إِقَامَةٍ (۲)

ترجمہ: یعنی میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور بار بار آپ کے لیے حاضر ہوں اور میں آپ ﷺ کی اطاعت پر قائم ہوں اس کے بعد پھر قائم ہوں

اور ایک جگہ فرماتے ہیں

وَالْمَقْصُودُ مِنَ النِّدَاءِ التَّوَجُّهُ لِقَبُولِ الْخِطَابِ (۳)

ترجمہ: لبیک یارسول اللہ ﷺ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں آپ ﷺ کی ہر بات سن کر اس پر عمل کرنے کو تیار ہوں۔

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں:

لَبَّیْكَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْكَ، أَیْ أَجَبْتُ لَكَ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى وَطَلَبْتُ السَّعَادَةَ لِإِجَابَتِكَ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ (۴)

ترجمہ: لبیک یارسول اللہ وسعدیک) کا معنی ہے میں نے آپ ﷺ کی صدا پر ایک بار جواب دیا پھر

---

(۱)...(فتح الباری شرح صحیح البخاری، المؤلف: أحمد بن علی بن حجر أبو الفضل العسقلانی الشافعی، الناشر: دار المعرفة - بیروت، 1379، رقم کتبه وأبوابه وأحادیثه: محمد فؤاد عبد الباقی، قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدین الخطیب، علیه تعلیقات العلامة: عبد العزیز بن عبد الله بن باز، باب من خص بالعلم قوما دون قوم، ج1، ص226)

(۲)...(مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، المؤلف: علی بن (سلطان) محمد أبو الحسن نور الدین الملا الهروی القاری (المتوفى: 1014ھ)، الناشر: دار الفکر، بیروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1422ھ - 2002م، کتاب الایمان، ج1، ص98)

(۳)...(مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، المؤلف: علی بن (سلطان) محمد أبو الحسن نور الدین الملا الهروی القاری (المتوفى: 1014ھ)، الناشر: دار الفکر، بیروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1422ھ - 2002م، باب افلاس والانظار، ج5، ص1956)

(۴)...(مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، المؤلف: علی بن (سلطان) محمد أبو الحسن نور الدین الملا الهروی القاری (المتوفى: 1014ھ)، الناشر: دار الفکر، بیروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1422ھ - 2002م، باب قطع السرقة، ج6، ص2365)

جواب دیا (یعنی آپ کے حکم کو ایک بار پھر دوسری بار قبول کیا) اور میں نے آپ ﷺ کی صدا کو دنیا و آخرت میں قبول کرنے کے لیے سعادت طلب کی۔

علامہ محمد علی بن علان الشافعی فرماتے ہیں:

(لبیك یا رسول الله) فیه الجواب زیادة فی الأدب (۱)

ترجمہ: لبیک یا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جواب دینے کا مطلب ادب میں زیادتی ہے۔

علامہ محمد أشرف بن أمیر بن علی بن حیدر فرماتے ہیں کہ:

أَیْ أَجَبْتُ لَكَ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَی وَ طَلَبْتُ السَّعَادَةَ لِإِجَابَتِكَ فِی الْأُولَی وَالْأُخْرَی (۲)

ترجمہ: میں نے آپ ﷺ کی صدا پر ایک بار جواب دیا پھر جواب دیا (یعنی آپ کے حکم کو ایک بار پھر دوسری بار قبول کیا) اور میں نے آپ ﷺ کی صدا کو دنیا و آخرت میں قبول کرنے کے لیے سعادت طلب کی۔

علامہ حمزۃ محمد قاسم نے فرمایا کہ:

أی أنا حاضر بین یدیك (۳)

ترجمہ: میں آپ کے سامنے حاضر ہوں (جو چاہے حکم فرمائیں)

---

(۱)...دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین، المؤلف: محمد علی بن محمد بن علان بن إبراهیم البکری الصدیقی الشافعی (المتوفی: 1057ھ)، اعتنی بها: خلیل مأمون شیحا، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت - لبنان، الطبعة: الرابعة، 1425ھ - 2004م باب فضل الزهد فی الدنیا، ج4، ص390)

(۲)...(عون المعبود شرح سنن أبی داود، ومعه حاشیة ابن القیم: تهذیب سنن أبی داود وإیضاح علله ومشکلاته، المؤلف: محمد أشرف بن أمیر بن علی بن حیدر، أبو عبد الرحمن، شرف الحق، الصدیقی، العظیم آبادی (المتوفی: 1329ھ)، الناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت، الطبعة: الثانیة، 1415ھ ج12، ص55)

(۳)...(منار القاری شرح مختصر صحیح البخاری، المؤلف: حمزة محمد قاسم، راجعه: الشیخ عبد القادر الأرناؤوط، عنی بتصحیحه ونشره: بشیر محمد عیون، الناشر: مکتبة دار البیان، دمشق - الجمهوریة العربیة السوریة، مکتبة المؤید، الطائف - المملکة العربیة السعودیة، عام النشر: 1410ھ - 1990م، ج1، ص227)

عرضِ مترجم:

اللہ رب العزت کے فضل وکرم اور نبی اکرم ﷺ کی نگاہ کرم سے آج سوموار شریف 19 فروری رات 23: 9 منٹ پر"

واجب الامۃ نحو نبی الرحمۃ" کا ترجمہ بنام" لبیک یا رسول ﷺ" کا اختتام ہوا۔

میں لاکھوں اور کروڑوں شکر کرتا ہوں اُس ہستی کا جس نے مجھ کم علم سے یہ خدمت کروائی جو حضرات میری اس کتاب سے فائدہ اُٹھائیں اُن سے عرض ہے کہ وہ مجھ گناہ گار کے لیے حسن خاتمہ اور بخشش ومغفرت کی دعا ضرور فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ سب کو اجر عظیم سے نوازے۔

اور دوسری عرض یہ کہ اس کتاب میں کم عملی کی وجہ سے جو غلطی کوتاہی ہے وہ میری طرف سے ہے تمام مقدس ہستیاں اس سے بری ہیں میں ان تمام غلطیوں کوتاہیوں پر جو بھول سے صادر ہوئیں قبل الظہور اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ بلند و بالا میں توبہ کرتا ہوں اور قارئین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کا ازالہ کیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس میں تعاون کرنے والے تمام افراد کو اجر عظیم عطا فرمائے اور میری اس ادنیٰ کاوش کو اپنی بارگاہ سے قبولیت کی سند دے کر اس کا ثواب نبی اکرم، نور مجسم، شفیع المعظم ﷺ کی باگاہ میں پہنچائے اور اس کو میری، میرے والدین، تمام اساتذہ و دوست اور تمام قارئین و مسلمین کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الحسین الامین۔ اے اللہ میرے مولیٰ و سردار حضرت محمد مصطفی ﷺ اور آپ کی آل اور آپ کے جمیع اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر لامتناہی رحمتیں نازل فرما اور اُن کے دراجات کو مزید رفعت عطاء فرما۔ آمین۔

فقیر الی اللہ ورسولہ: "ابواحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ"

(فاضل ومدرس جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

مآخذ ومراجع

(دوران تحریر وتخریج جن کتب سے مدد لی گئی)

القرآن الکریم۔

الاصابہ فی تمییز الصحابہ، مؤلف: ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی ناشر: دار الکتب العلمیہ - بیروت۔

البنایۃ شرح الھدایۃ، للامام عینی.

إتحاف المہرۃ۔

الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، المؤلف: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التمیمی، أبو حاتم، الدارمی، البُستی (المتوفی: 354ھ)، ترتیب: الأمیر علاء الدین علی بن بلبان الفارسی (المتوفی: 739ھ)، حققہ وخرج أحادیثہ وعلق علیہ: شعیب الأرنؤوط، الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔ الطبعۃ: الأولی، 1408ھ-1988م۔

الذخیرۃ للامام القرافی

أصول الاعتقاد

إمتاع الأسماع بما للنبی من الأحوال والأموال والحفدۃ والمتاع۔ المؤلف: أحمد بن علی بن عبد القادر، أبو العباس الحسینی العبیدی، تقی الدین المقریزی (المتوفی: 845ھ) المحقق: محمد عبد الحمید النمیسی۔ الناشر: دار الکتب العلمیۃ - بیروت۔ الطبعۃ: الأولی، 1420ھ-1999م.

انساب الاشراف، بحوالہ ضیاء النبی، از پیر کرم شاہ الازہری علیہ الرحمۃ القوی، ضیاء القرآن لاہور۔

تاریخ الطبری = تاریخ الرسل والملوک، وصلۃ تاریخ الطبری، المؤلف: محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی، أبو جعفر الطبری (المتوفی: 310ھ)، (صلۃ تاریخ الطبری لعریب بن سعد القرطبی، المتوفی: 369ھ)، الناشر: دار التراث - بیروت۔ الطبعۃ: الثانیۃ - 1387ھ۔

تاریخ دمشق الکبیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱٤۲۱ھ)

تفسير القرآن العظيم (ابن كثير) المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774ھ) المحقق: محمد حسين شمس الدين۔ الناشر: دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيضون - بيروت۔ الطبعة: الأولى - 1419ھ۔

تفسير القرآن العظيم، المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774ھ) المحقق: سامي بن محمد سلامة، الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة: الثانية 1420ھ-1999م۔

تهذيب الكمال۔

تهذيب تاريخ دمشق لابن عساكر۔

جامع البيان في تأويل القرآن، المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310ھ)، المحقق: أحمد محمد شاكر، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1420ھ-2000م۔

جامع البيان في تأويل القرآن۔ المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310ھ) المحقق: أحمد محمد شاكر۔ الناشر: مؤسسة۔

الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، المؤلف: محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي۔ المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر۔ الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، 1422ھ۔

حلية الأولياء وطبقات الأصفياء ※ المؤلف: أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى: 430ھ) ※ الناشر: السعادة - بجوار محافظة مصر، 1394ھ-1974م ※ ثم صورتها عدة دور منها 1 - دار الكتاب العربي - بيروت 2 - دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت 3 - دار الكتب العلمية - بيروت (طبعة 1409ھ بدون تحقيق)۔

الدر المنثور، المؤلف: عبدالرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911ھ)، الناشر: دار الفكر - بيروت۔

الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة۔ المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى:

852ھ)المحقق : مراقبة / محمد عبد المعید ضان۔الناشر: مجلس دائرة المعارف العثمانیة ۔صیدر اباد/ الهندالطبعة : الثانیة، 1392ھ/1972م،

دلائل النبوة لأبی نعیم الأصبهانی، المؤلف : أبونعیم أحمد بن عبداللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسی بن مہران الأصبہانی (المتوفی:430ھ)، حققه : الدکتور محمد رواس قلعه جی، عبدالبر عباس، الناشر: دار النفائس، بیروت، الطبعة : الثانیة، 1406ھ -1986م۔

دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشریعة، المؤلف : أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیهقی (المتوفی:458ھ)، الناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت، الطبعة : الأولی -1405ھ۔

الروض الأنف فی شرح السیرة النبویة۔المؤلف : أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ بن أحمد السہیلی (المتوفی: 581ھ)۔الناشر: دار إحیاء التراث العربی، بیروت۔الطبعة : الأولی، 1412ھ،۔

الروض الدانی (المعجم الصغیر)، المؤلف : سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبو القاسم الطبرانی (المتوفی:360ھ)، المحقق : محمد شکور محمود الحاج أمریر۔الناشر: المکتب الإسلامی ,دار عمار - بیروت ,عمان۔الطبعة : الأولی، 1405-1985۔

سبل الهدی والرشاد، فی سیرة خیر العباد، وذکر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله فی المبدأ والمعاد۔المؤلف : محمد بن یوسف الصالحی الشامی (المتوفی:942ھ)۔تحقیق وتعلیق : الشیخ عادل أحمد عبد الموجود، الشیخ علی محمد معوض۔الناشر: دار الکتب العلمیة بیروت -لبنان۔الطبعة : الأولی، 1414ھ-1993م.

السیف المسلول۔

سنن ابن ماجہ۔المؤلف : ابن ماجة أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، وماجة اسم أبیه یزید (المتوفی:273ھ)۔تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی۔الناشر: دار إحیاء الکتب العربیة ۔فیصل عیسی البابی الحلبی ۔

سنن أبی داود۔المؤلف : أبو داود سلیمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الأزدی السِّجِسْتانی (المتوفی:275ھ)۔المحقق : محمد محیی الدین عبد الحمید، الناشر: المکتبة العصریة، صیدا - بیروت،۔

سنن الدارقطني، المؤلف: أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدارقطني (المتوفى: 385ھ)، حققه وضبط نصه وعلق عليه: شعيب الارنؤوط، حسن عبد المنعم شلبي، عبد اللطيف حرز الله، أحمد برهوم، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت- لبنان، الطبعة: الأولى، 1424ھ-2004م-

السنن الكبرى- المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى: 458ھ) المحقق: محمد عبد القادر عطا- الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت- لبنات- الطبعة: الثالثة، 1424ھ-2003م،

سير أعلام النبلاء، المؤلف: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748ھ)، المحقق: مجموعة من المحققين ب إشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط، الناشر: موسسة الرسالة، الطبعة: الثالثة، 1405ھ/1985م-

السير لأبي إسحاق الفزاري، المؤلف: أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن الحارث بن أسماء بن خارجة بن حصن الفزاري (المتوفى: 188ھ)، تحقيق: فاروق حمادة، الناشر: موسسة الرسالة- بيروت، الطبعة: الأولى، 1987-

سيرة ابن إسحاق (كتاب السير والمغازي)، المؤلف: محمد بن إسحاق بن يسار المطلبي بالولاء، المدني (المتوفى: 151ھ)، تحقيق: سهيل زكار، الناشر: دار الفكر- بيروت- الطبعة: الأولى 1398ھ/1978م-

السيرة الحلبيہ-

السيرة النبوية (من البداية والنهاية لابن كثير)- المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (المتوفى: 774ھ)- تحقيق: مصطفى عبد الواحد- الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع بيروت- لبنان- عام النشر: 1395ھ-1976م-

السيرة النبوية لابن هشام- المؤلف: عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري، أبو محمد، جمال الدين (المتوفى: 213ھ)- تحقيق: مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ الشلبي- الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر- الطبعة: الثانية، 1375ھ-1955م، ج2، ص340).

السيف المسلول، امام سبکی علیہ الرحمۃ القوی-

شرح العقيدة الطحاوية، المؤلف: عبد الله بن عبد الرحمن بن عبد الله بن إبراهيم بن فهد بن حمد بن جبرين (المتوفى:

1430ھ).

شرح العینی علی کنز الدقائق، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی.

شرح مشکل الآثار، المؤلف: أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملک بن سلمة الأزدی الحجری المصری المعروف بالطحاوی (المتوفی: 321ھ)، تحقیق: شعیب الأرنؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولی - 1415ھ، 1494م۔

الشمائل المحمدیة والخصائل المصطفویة، المؤلف: محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسی بن الضحاک، الترمذی، أبو عیسیٰ (المتوفی: 279ھ)، المحقق: سید بن عباس الجلیمی، الناشر: المکتبة التجاریة، مصطفی أحمد الباز - مکة المکرمة، الطبعة: الأولی، 1413ھ-1993۔

شواہد النبوۃ.

الصارم المسلول علی شاتم الرسول - المؤلف: تقی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبی، القاسم بن محمد ابن تیمیة الحرانی الحنبلی الدمشقی (المتوفی: 728ھ)، المحقق: محمد محی الدین عبد الحمید - الناشر: الحرس الوطنی السعودی، المملکة العربیة السعودیة، ص319)

الطبقات الکبیر، مؤلف: محمد بن سعد بن منیع الزہری ناشر: مکتبہ الخانجی - القاہرہ۔

الطبقات الکبریٰ، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری - المؤلف: أبو محمد محمود بن أحمد بن موسی بن أحمد - بن حسین الغیتابی الحنفی بدر الدین العینی (المتوفی: 855ھ) الناشر: دار إحیاء التراث العربی - بیروت.

فتح الباری شرح صحیح البخاری، المؤلف: أحمد بن علی بن حجر أبو الفضل العسقلانی الشافعی، الناشر: دار المعرفة - بیروت، 1379، رقم کتبه وأبوابه وأحادیثه: محمد فؤاد عبد الباقی، قام بإخراجه وصححه وأشرف علی طبعه: محب الدین الخطیب، علیه تعلیقات العلامة: عبد العزیز بن عبد الله بن باز۔

فتح القدیر - المؤلف: کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی المعروف بابن الہمام (المتوفی: 861ھ) - الناشر: دار

الفکر۔الطبعۃ : بدون طبعۃ وبدون تاریخ.

فتوح البلدان 220 مؤلف: احمد بن یحیی بن جابر بن داود البلاذری، ناشر: مکتبہ الہلال بیروت.

فضائل الصحابہ للنسائی۔

قصیدہ بردہ شریف مترجم۔

الکتاب: سنن الترمذی.المؤلف: محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسی بن الضحاک، الترمذی، أبو عیسی (المتوفی: 279ھ) تحقیق وتعلیق: أحمد محمد شاکر (ج 1، 2) ومحمد فؤاد عبد الباقی (ج 3) وإبراہیم عطوة عوض المدرس فی الأزہر الشریف (ج 4، 5)۔الناشر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی – مصر۔الطبعۃ: الثانیۃ، 1395ھ-1975م.

کتاب الشفاء فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موتہ مطبوعہ مطبعۃ شرکۃ صحافیۃ ترکی ۲ / ۳۴)38

کنز العمال لمتقی ہندی علیہ الرحمۃ القوی۔

مجمع الزوائد.

المجموع شرح المہذب ((مع تکملۃ السبکی والمطیعی) المؤلف: أبو زکریا محیی الدین یحیی بن شرف النووی (المتوفی: 676ھ) الناشر: دار الفکر.

المحلی بالآثار۔المؤلف: أبو محمد علی بن أحمد بن سعید بن حزم الأندلسی القرطبی الظاہری (المتوفی: 456ھ)/ الناشر: دار الفکر – بیروت۔الطبعۃ: بدون طبعۃ وبدون تاریخ، 12،

مدارج النبوت۔

مراتب الاجماع للامام ابن حزم،

مستخرج أبی عوانۃ، المؤلف: أبو عوانۃ یعقوب بن إسحاق بن إبراہیم النیسابوری الإسفرایینی (المتوفی: 316ھ)، تحقیق: أیمن بن عارف الدمشقی، الناشر: دار المعرفۃ – بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1419ھ-1998م.

المستدرک علی الصحیحین، المؤلف: أبو عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم بن الحکم الضبی الطہمانی النیسابوری المعروف بابن البیع (المتوفی: 405ھ)، تحقیق: مصطفی عبد القادر عطا، الناشر: دار الکتب العلمیۃ – بیروت، الطبعۃ:

الأولى، 1411-1990۔

مسلک متقسط شرح منسک متوسط مع ارشاد الساری مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت

مسند أبي يعلى، المؤلف: أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصلي (المتوفى: 307ه)، المحقق: حسين سليم أسد، الناشر: دار المأمون للتراث - دمشق، الطبعة: الأولى، 1404-1984۔

مسند إسحاق بن راهويه، المؤلف: أبو يعقوب إسحاق بن إبراهيم بن مخلد بن إبراهيم الحنظلي المروزي المعروف ب ابن راهويه (المتوفى: 238ه)، المحقق: د. عبد الغفور بن عبد الحق البلوشي، الناشر: مكتبة الإيمان - المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، 1412-1991۔

مسند الامام أحمد بن حنبل، المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241ه)، المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421ه-2001م۔

مسند الإمام الشافعي۔ المؤلف: الشافعي أبو عبد الله محمد بن إدريس بن العباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب بن عبد مناف المطلبي القرشي المكي (المتوفى: 204ه)۔ رتبه على الأبواب الفقهية: محمد عابد السندي۔ عرف للكتاب وترجم للمؤلف: محمد زاهد بن الحسن الكوثري۔ تولى نشره وتصحيحه ومراجعة أصوله على نسختين مخطوطتين: السيد يوسف علي الزواوي الحسني، السيد عزت العطار الحسيني۔ الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان۔ عام النشر: 1370ه-1951م۔

مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، المؤلف: أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي المعروف بالبزار (المتوفى: 292ه)، المحقق: محفوظ الرحمن زين الله، (حقق الأجزاء من 1 إلى 9)، وعادل بن سعد (حقق الأجزاء من 10 إلى 17)، وصبري عبد الخالق الشافعي (حقق الجزء 18)، الناشر: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، (بدأت 1988م، وانتهت 2009م)۔

مسند الدارمي المعروف بہ (سنن الدارمي)۔ المؤلف: أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي السمرقندي (المتوفى: 255ه)، تحقيق: حسين سليم أسد الداراني۔ الناشر: دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية

السعودية. الطبعة: الأولى، 1412ھ-2000م.

المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم. المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261ھ) المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت-

المصنف - المؤلف: أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري اليماني الصنعاني (المتوفى: 211ھ)- المحقق: حبيب الرحمن الأعظمي - الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت - الطبعة: الثانية، 1403-

معالم التنزيل في تفسير القرآن = تفسير البغوي، المؤلف: محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي (المتوفى: 510ھ)، المحقق: عبد الرزاق المهدي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الأولى، 1420ھ-

المعجم الأوسط، المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360ھ)، المحقق: طارق بن عوض الله بن محمد، عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني، الناشر: دار الحرمين - القاهرة-

المعجم الكبير - المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360ھ) المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي - دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة - الطبعة: الثانية،

المغازي - المؤلف: محمد بن عمر بن واقد السهمي الأسلمي بالولاء، المدني، أبو عبد الله، الواقدي (المتوفى: 207ھ)، تحقيق: مارسدن جونس - الناشر: دار الأعلمي - بيروت - الطبعة: الثالثة - 1409 / 1989.، ج1، ص254(85

مناقب الأنصار:

المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، المؤلف: أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: 676ھ)، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الثانية، 1392-

المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المؤلف: أحمد بن محمد بن أبي بكر بن عبد الملك القسطلاني القتيبي المصري، أبو العباس، شهاب الدين (المتوفى: 923ھ)، الناشر: المكتبة التوفيقية، القاهرة - مصر-

نسيم الرياض شرح شفاء، مطبوعة دار الفكر بيروت.

نہایۃ السول،

نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین۔ المؤلف: محمد بن عفیفی الباجوری، المعروف بالشیخ الخضری (المتوفی: 1345ھ)۔ الناشر: دار الفیحاء۔ دمشق۔ الطبعۃ: الثانیۃ۔ 1425ھ۔

واجب الامۃ، ڈاکٹر خلیل بن ابراھیم ملا خاطر العزامی، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی۔

الورضۃ للامام لنووی۔